بعون صناع حکیم کن فکان خلاق زمین و زمان

دوم ثمر پیش رس دوحہ نظم آرائی حلاوت آگین بطرح ذوق و شوق

یعنی دیوان دوم موسوم بہ

شایستہ پاسخ

ہم قافیہ و ہم بحر غزلیات حضرت ناسخ

کرشمۂ خیال شاعر فکر بلند منشی ہرچندر ائے صاحب متخلص بہ ہرچند رئیس دہنہ بفرمائش مصنف

مطبع نامی منشی نولکشور میں بحسن زیبائی طبع ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

تحریر حمد و ثنا پروردگار سے قلم قاصر البیان ہے ایک حرف بھی اوسکے دفتر سے نہ لکھ سکے کہ مقطوع اللسان ہے
وہ خالق زمین و آسمان کا ہے رازق وحوش و طیر و انسان کا ہے اوسکی بارگاہ کا وہ عالی شان ایوان ہے
کہ جسکا ادنی سا گوشہ لامکان ہے چرخ کو مثل چرخ پھرایا کوہ کو زمین پر ٹھہرایا عشق پیچان اوسکی پیچ غم مین گرفتار ہے
نرگس تبسم سے بیخواب بیمار ہے لالہ داغ غم سے جلتا ہے گل سوسن سوز جگر رکھتا ہے گل خورشید آئینہ نما ہے
عروسان چمن کا رونما ہے انار کا درد دل سے جگر صد پارہ ہے جوش غم سے ہزار چشم گریان فوارہ ہے
چشم گل کو اوسکے دید کی نگرانی ہے بلبل کا آتش غم سے جگر پانی ہے خاک کو ہوا سے پریشانی ہے آب جو کو اوسکی
جستجو مین روانی ہے آگے کچھ حال تحریر ہے مختصر تقریر ہے مین حقیر ہرچند رائے دلدار اسنگہ قانونگوی قصبہ سردھنہ
ضلع میرٹھ مین رہتا ہون اور تخلص اپنا بلفظ ہرچند رکھتا ہون سابق سنہ ۱۸۶۳ع مین دیوان موسومہ
بہارستان سخن کہ جسمین غزلیات ناسخ و آتش و آباد کی درج ہین دیکھنے مین آیا تھا تو مینے بھی بجواب غزلیات ناسخ
ایک دیوان موسومہ چار چمن بنایا تھا مگر جو آتش و آباد نے غزل کہی تھین اونمین بالکل ہر ایک شعر مین رعایت قافیہ بموجب حروف اشعار
ناسخ کے نہین کی تھی بطور خود ہر اشعار کا جو قافیہ چاہا رکھا اور مینے بھی اونکے ہی طریقہ پر وہ دیوان بنایا تھا
نہ مقدار غزلیات نہ تعداد اشعار کی مطابق تھی اور نہ رعایت قافیہ جملہ اشعار کی مطابق اشعار ناسخ کے تھی اب سنہ ۱۸۶۹ع مین بموجب
مطابق سنہ ۱۲۸۶ ہجری کے پھر از سر نو ترمیم و تبدیل اشعارات غزلیات کا کیا گیا بقدر چہارم کے مطلع جات

اور مقطع جات اور درمیانی اشعارات غزلون کے جدید بنائے گئے اور جن جن اشعارات کے
قافیہ بموجب اشعار ناسخ صاحب کے تھے وہ بدستور قائم رکھے گئے اب جملہ غزلیات و نیز تعداد
اشعار غزلیات اس دیوان کی برعایت قوافی بموجب غزلیات ناسخ صاحب کے ہین اور
اب اس دیوان کا نام اس لیے شائستۂ ناسخ رکھا ہے کہ اسمین جا بجا غزلیات **ناسخ** کا
برعایت قافیہ ہر ایک شعر کے لکھا ہے ہر ایک صفحہ کے ایک جانب مین غزلیات ناسخ کے
لکھے ہین اور دوسری جانب اوسکے محاذی مینے غزلیات اپنی درج کی ہین تا کہ خوانندگان کو بادی النظر
مین ہر ایک شعر کا قافیہ اور مضمون ہر دو مصنفان کا معلوم ہوجاوے اور لطف سخن اور
طرز گفتار جلد سمجھ مین سما جاوے اور زور طبیعت اور حسن لیاقت بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک قافیہ
کے اشعار دو شاعر جب تصنیف کرتے ہین اور جو قافیہ اشعارات کے بطور خود رکھے جاوین
اوس طریقہ کی غزل کہنی سہل ہوتی ہے اس امر کا لحاظ اہل سخن فرماوینگے اور داد دہی مین
حق انصاف سے درگذر نکرینگے اونسے بہرحال امید لطف فروشی اور سہو و خطا کو
چشم داشت چشم پوشی کی ہے سابق کے دیوان مین ۱۸۲ غزل اور ۴۵ ابیات تھی اب
اس دیوان مین بعد ترمیم و تبدیل حسب مطابقت غزلیات اور ابیات ناسخ صاحب کے ۲۰۲ غزل
اور ۲۰ ابیات اور چار بیت تواریخ کی جملہ ۲۲۶ ہین اگرچہ مجکو جواب نویسی کی طاقت اور لیاقت
نہ تھی مگر بوالہوسی شوق دل نے مبادرت کی دیوان مجموعی موسومہ بہارستان سخن مین صرف
چودہ ردیف کی غزلیات مندرج تھین سو اوسکے مطابق غزلیات کہی گئین جس صاحب نے وہ مجموعہ
غزلیات ناسخ کا انتخاب کیا تھا مناسب تھا کہ دیوان ہای ناسخ صاحب سے ہر ردیف کی غزلین انتخاب
کرکے مندرج کر دیتے اوس حالت مین اور زیادہ تر لطف ہو جاتا کلام ناسخ صاحب کا گوہر آبدار ہے
اونکے سامنے میرا سخن خر مہرۂ بیمقدار ہے تو پھر میرے دیوان کا کون خریدار ہوا اور کیا گرمی بازار ہو
مگر مینے بھی ہزارون تیشۂ فکر کوہ دل پر لگائے ہین جب لعل خوشرنگ مضامین و معانی کے ہاتھ
آئے ہین جوہریان بازار سخندانی انکی قدر و قیمت سمجھینگے اور شوق دل سے اس گوہر دریای سخن کی خریداری کرینگے



بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزلیات ۵ — ردیف الف نمبر ۱ — ابیات ۷۷۸

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا
طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا

ازل سے دشمنی طاؤس و مار آپس مین رکھتے ہین
دل پرداغ کو کیونکر ہے انس اوس زلف پیچان کا

کسی خورشید رو کے جذب دل نے آج کھینچا ہے
کہ نور صبح صادق ہے غبار اپنے بیابان کا

شگفتہ مثل گل ہر فصل گل مین داغ ہوتے ہین
بنا ہے کیا ہمارا کالبد خاک گلستان کا

شفق سمجھا ہے اوسکو ایک عالم ولے بیدردی
فلک کو گر بگولا جائیگا خاک شہیدان کا

سیہ خانہ مرا روشن ہوا ویران ہونے سے
کیا دیوار کے رخنون نے یان عالم چراغان کا

۲۰

غزلیات تصنیف ہرچند دہلی

ہوا ہے تار تار اے دل لباس صبر ہجران کا
نہو تار رگ جان سے رفو چاک گریبان کا

نکلتا سینہ سے دود جگر ہے پیچ کھا کھا کر
ہے دلمین دھیان آتش رو کے جب سے زلف پیچان کا

ہوا می اوج رکھتی ہے یہ سرگردانی وحشت
فلک بھی اک بگولا ہے مرے خاک بیابان کا

ہمارے زخم دل پر خار موئے خط کھٹکتی ہین
بنا ہے نشتر جراح سبزہ اس گلستان کا

چمن مین کھائی کیا تیغ ادا اوس رشک گل کی ہے
گل لالہ نے جو خونین کفن پہنا شہیدان کا

ہے لو مین شمع رو کے رات دل سوز جگر ہمکو
ہوا ہر داغ دل پروانہ اوس سرو چراغان کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

وہ شوخ فتنہ انگیز ایسی آنکھوں میں سمایا ہے
کہ اک گوشہ ہے صحرائے قیامت جسکے داماں کا

چمکنا برق کا لازم ہوا ہے ابر و باراں میں
تصور چاہیے رونے میں اوس کے رخ خنداں کا

کفن کی جب سفیدی دیکھتا ہوں گنج مرقد میں
تو عالم یاد آتا ہے شب مہتاب ہجراں کا

نظر آتا نہیں مرہم لگائے کس جگہ کوئی
دہان یار گویا منہ ہے میرے زخم پنہاں کا

دیا ہے جنازے کو جو کاندھا اوس پری رو نے
گماں ہے تختۂ تابوت پر تخت سلیماں کا

میرا ویرانہ مثل آئینہ معمور حیرت ہے
یقیں ہر رخنۂ دیوار ہے چشم حیراں کا

جنوں میں ہجر کی شب ہاتھ دوڑاتا ہے جب اپنا
کیا ہے چاک تا جیب بدر اپنے گریباں کا

جو سرخی آتی ہے عکس شفق سے بھی ترے رخ پر
حسد سے رنگ ہوتا ہے مبدل چرخ گرداں کا

صریر کلک کو وہ شیر کا نعرہ سمجھتے ہیں
یقیں اعدا کو ہے میرے قلمدان نیستاں کا

کسی سے دل نہ اٹکا وحشت سرا میں میرا انکا
نہ اولجھا خار سے دامن کبھی سیر بیاباں کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

رواں ابر اک پردہ ہے چشم زار کا میرے
بہے دریا نچوڑوں آب گر مژگاں کے داماں کا

لب سوفار پر اب تک ہنسی کا ہے نشاں باقی
تصور ہے اوسی ابرو کماں کے روئے خنداں کا

سواد مردمک مردم کا جب آنکھوں میں پنہاں ہے
شب تیرہ سے کبھی تیرہ ہو عالم روز ہجراں کا

خیال حسن سیمیں تن جو اپنے دل میں کھینچے ہیں
کیا داغ جگر نے بھی طلسم اس گنج پنہاں کا

بیاض دیدہ کاغذ ہے روشن یہ دوشنائی سے
لگا میل قلم میں ہے گویا سرمہ سلیماں کا

جو دیکھا دل لیے اوسکو ہو گیا سو جا سینے میں حیرت
بنا کیا حلقۂ در اوسکا حلقہ چشم حیراں کا

گریباں چاک کرتی ہے سحر فرقت میں رو رو کے
ہو تار خط خور سے رفو چاک گریباں کا

بنا مرقد کا بھی کیا آستانہ سنگ کعبہ سے
جھکا سوئے زمیں سجدہ کو سر جو چرخ گرداں کا

میرے شیریں دہن کی نے لب شیریں پہ گر پہونچے
عجب کیا شیریں مثل نیشکر ہونے نیستاں کا

جو گلگوں کی سواری پر مرا رشک چمن آئے
تو رشک سے گل ہو کے غبار اپنے بیاباں کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تنہا ہی نکلتا ہے اثر [illegible] اہل [illegible] کو
[illegible] طوفان کا

اسیر [illegible] فلک [illegible] گردش
[illegible] ہے بیابان کا

شب فرقت جلاتا ہے یہ اسباب طرب مجھکو
کہ کار برق کر جاتا ہے پرتو ماہ تابان کا

تو شستہ [illegible] شاش تھا ناسخ
کہ جا ماتم ہوا [illegible] رونے خندان کا

۱۸

کوئی [illegible] لکھتا ہوں میں حال پریشان کا
[illegible] شیرازہ مرے اجزائے دیوان کا

[illegible] سے جانان کا
[illegible] آیا ہے گیا باغ رضوان کا

[illegible]
[illegible] ہے [illegible] ان کا

[illegible]
[illegible]

[illegible] بیاباں تیرے کوچے
ترے [illegible] یقین ہے تیغ بران کا

بہانا کچھ نہیں ہر چند درکار [illegible] کو
بھلا کہیے کیا کیا تھا گنہ آدم نے شیطان کا

غزلیات تصنیف ہر چند سنگر دہلوی

سدا انکھین ہین ہر جا لی رہتی ہر گردون
نہ ناؤ کی کشتی کو خطر ہو نوح کے طوفان کا

تو کیون جذب [illegible] آب اشکو نہیں ہوا
بنا ہے ابر کی صورت غبار اپنے بیابان کا

جو اوس خورشید رو کے حسن کا جلوہ نظر آئے
نہ کیونکر رشک سے ہو جائے [illegible] یاران کا

جو ہر چند اوس گل تر کی بہار حسن کو دیکھے
فسردہ دل جو غنچہ غم سے ہو کھلا نے خندان کا

۱۸

جو لکھتا حال سودا سے زلف پریشان کا
[illegible] سلسلہ سطرون سے پیدا ہے دیوان کا

تصور دل میں رکھتا ہوں گل رخسار جانان کا
سدا پیش نظر رہتا ہے جلوہ باغ رضوان کا

رخ پر نور رشک [illegible] کا گر عکس [illegible]
[illegible] ایوان کا

مصور گر قلم اپنا [illegible]
تو نقشہ کھینچ سکے [illegible] چشم گریان کا

اگر چہ ہر شرار آہ سوزان مرے ہوتا
جلاتا مثل شعلہ آب تیری تیغ بران کا

جناب حق کے راندہ کو ملے دنیا میں کب عزت
کہ بدنامی سے ہی مشہور ہر جا نام شیطان کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

یہ عشق ایسی بلا ہے جسکے نام کی دہشت
درختون کو سکھاتا ہے لپٹنا عشق پیچان کا
کلف ہو چھپ جاتا ترے سامنے زردی مرے منہ پہ
طلائی خاک کو کرتا ہے پرتو مہر تابان کا
وہ ہون میں شاعر معجز بیان جو نور معنی سے
ید بیضا ہوا ہر ایک صفحہ میرے دیوان کا
خیال گیسوئے پیچان میں دود نالۂ دل سے
کیا روئے ہوا کو میں نے تختہ سنبلستان کا
تصور نے رکھا زندان میں بھی فارغ مجھے غم سے
سمان ہے خانۂ زنجیر میں بھی بزم جانان کا
سفر ہمنے کیا یاد لب جانان میں دنیا سے
چراغ اپنے لحد پر چاہیے لعل بدخشان کا
جو ہون اہل تعلق ان سے بھی قطع تعلق کر
اٹھا دے اپنا سر لیکر یہان سے بوجھ سامان کا
ہوا ہے دل زندۂ جاوید ہے جو پھنس گیا اوس مین
کہ دام زلف کا چشمہ ہے چشمہ آب حیوان کا
اثر بعد فنا میری سیہ بختی کا باقی ہے
ہوا پر خاک مین انداز ہے دود پریشان کا
ہم اپنے ہی گرانباری سے ہین محبوس زندان مین
نہین کچھ پائے زنجیر کو خطرہ نگہبان کا

غزلیات تصنیف ہر چند سہروی

چہ غضب ہے بنتا ہے اگرچہ آب حیوان سے
ولے شیرین نہوگا زہر مار زلف پیچان کا
نہین زنہار یان کچھ مشعل مہتاب کی حاجت
چراغ خانۂ دل ہے خیال اوس ماہ تابان کا
کہون کیونکر نہ چہرہ مین اس رشک ہلال چرخ کو مصرع
بنا ہے مطلع خورشید مطلع میرے دیوان کا
جو بالائے رخ گلگون اٹھا زلف کو دیکھا
تو سمجھا تختۂ گل مین کبھی جلوہ ہے سنبلستان کا
خط ریحان نے بھی خط غلامی لکھ دیا اوسکو
خط مشکین میں جب زیبا ہوا رخسار جانان کا
حنائے یار کی رنگینی اگر لوح تربت پر
عجب کیا عکس ہے رو کش ہو وہ لعل بدخشان کا
مین سودا رکھتا ہون جان تیری زلف کا سر مین
دل شوریدہ سر خواہان نہین سرو سامان کا
جو دیکھی ناگہان سرو دریا خوبی کی تو یہ سمجھا
ہوا چشمہ روان ظلمات مین کیا آب حیوان کا
پریشان کر دیا ہے دلکو یان تک یاد کاکل نے
کہ دود آہ مین انداز ہے زلف پریشان کا
نہ کیون چاہ زنخدان کا ترے بوسہ کی حسرت ہے
دل تشنہ نہ اندیشہ رکھے خالی نگہبان کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تو وہ خورشید ہے تجکو جو اوسنے یک نظر دیکھا
ہوا ہے دیدۂ یوسف میں عالم چاہ کنعان کا

نظر آتا ہے چشمہ حسن کا نے فیض اے ناسخ
کسیکو بھی ملا پانی نہ اوس چاہ زنخدان کا

ہے کیا ہی اثر خوبی ابرو کے بیان کا
تلوار سے کم کاٹ نہیں میری زبان کا

اوس چاند کے کوٹھے کے تصور میں نگر سے
کیڑا ہے مقرر ترے گرتے میں کتان کا

پر کیون نہو حسرت سے مرا دامن خالی
گل کیا کوئی کانٹا نہ ملا باغ جہان کا

گو فصل بہار آئی نہ آیا وہی وہ گل
جھونکا کوئی چلتا ہے ابھی باد خزان کا

بے صید فگن جان چلی تیر کے مانند
میرے بدن زار میں ہے طور کمان کا

شیرین سخنی ایسی کہان پائی کسی نے
چھوٹا ہے میرے منہ میں لیا اوسکے دہان کا

شکر دم تحریر کیا اوسنے منظور ہے میرا
کہتا ہے طرافت سے کہ لے بوسہ دہان کا

ظاہر کے اطبا تو نہ سمجھینگے مگر ہان
نکلیگا پتہ نبض سے درد نہان کا

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

وفور مہر سے مثل زلیخا مشتری خور ہو
جو دیکھے جلوۂ دیدار میرے ماہ کنعان کا

تصور سے ہے ہرچند مثل آتش جی کا جل جانا
ہوا کیا آب آتشکون تیرے چاہ زنخدان کا

۱۴ دیکھو یہ اثر دست حنائی کے بیان کا
چون رنگ گل مہندی ہوا رنگ زبان کا

آتی ہے کبھی دوستو خوش صحبت دشمن
جاتا ہے دیکھے سے جگر شق ہو کتان کا

یک رنگ کی رنگت نہیں جو شہر نگ ہے ہر رنگ
سو رنگ بدلتا ہے یہ نیرنگ جہان کا

اے بلبلو وہ باغ نہ دیکھا کبھی جسنے
پہونچا نہ جسے کچھ بھی ضرر باد خزان کا

زنہار نہ کیج بار کو ہو راست شعاری
سیدھا کہان قد ہوتا ہے خم دار کمان کا

ہو جائیں نہ کس طور سے لب بند قلم کے
تحریر کرے وصف جو تنگی دہان کا

کانون سے اوسکی پڑتی ہے موہوم سی آواز
آنکھوں نے جو دیکھا نہ پتا پایا دہان کا

جراح نہ ٹانکوں سے تھمے خون کی ریزش
نا سور صفت بہتا رہے زخم نہان کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

لشکر کی صفین ہونگی جنازے کی ہمارے
اک روز نہین نام و نشان نام و نشان کا
ہے صبح قیامت ہوئی آخر جو شب وصل
ہے صور کی آواز مجھے شور اذان کا
سلوائے مرے سینہ کے کیون زخم نہ قاتل
ان ٹانکون سے میرا دل بسمل اوسے جھانکا
یون ہوکے سبکدوش جو چلنے کو ہو طیار
کچھہ تو کہو ناسخ کہ ارادہ ہے کہان کا

جب سے ہے گلدم اوسنے دیکھا ہے مرے صیاد کا
ہوش بلبل مین ہے عالم نکہت برباد کا
دیکھتا ہون اپنے خون آلودہ چہرہ کی بہار
خنجر قاتل مجھے آئینہ ہے فولاد کا
قید ہوتے ہی ہوا فارغ مین قید زیست سے
کام نکلا ہے جنون صدا وسے جلاد کا
کیون نہ عیب زادگان طبع ہو نقصان طبع
یعنی ہے والد کو لازم کھوئے عیب اولاد کا
سست ہے طرز وفا اک تجھسے انداز جفا
کس سے جاکر مین کرون شکوہ تری بیداد کا
قلقل مینا سے یاد آتے ہین مجکو چار قل
ہوش بد مستی مین رہتا ہے خدا کی یاد کا

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

لگ جائین ٹھکانے جو ملے اوسکا ٹھکانا
معلوم ٹھکانا نہونے نام و نشان کا
مسجد مین ہمین جانے کا کچھہ کام نہین ہے
ہے زاہد نالہ مین مرے شور اذان کا
کیون جان کمان دار پہ قربان نکرے دل
سوراخ سے تیرون کے کماندار کو جھانکا
کس کام کو یہان آئے تھے ہرچند کیا کیا
اور یہان سے کبھی چلنے کا ارادہ ہے کہانکا

۱۵ کیا ستم پیشہ ہے آب اس خنجر صیاد کا
آگ ہو ہونے کو خرمن جان کے برباد کا
گر سنے اس مرغ دل کے نالۂ جانکاہ کو
دم مین ہو ٹکڑے کلیجا بیضۂ فولاد کا
پیر گردون قتل کرتا ہے جوان و پیر کو
ماہ نو کو سمجھے کیون خنجر نہ کیون جلّاد کا
فرقت یوسف مین جو کثرت سے رویا رات دن
اندھا یعقوب ہوگیا غم تھا اوسے اولاد کا
پیر گردون ہوگیا ہے ابر سے پنبہ بگوش
کب سنے اے ماہرو شکوہ ترے بیداد کا
ہچکیان لیتے ہی لیتے دم مین جا دم نکل
ہونٹون تک دم لایا ہے ہمدم کے نالہ یاد کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بانگ ناقوس سے ہے بتوں کو عشق ہے
کیوں ہوا اسیر صنم مانع مری فریاد کا

ہے وہ دل ویران نہیں جسمیں فروغ داغ عشق
روشنی یعنی نشان ہے خانۂ آباد کا

عہد طفلی میں اسیر عشق میں مجنوں تھا
خانۂ زنجیر تھا مکتب مرے اوستاد کا

ذبح وہ کرتا تو ہے پر چاہیے ای مرغ دل
دم پھڑک جائے تڑپنا دیکھکر صیاد کا

جلوۂ شمشاد جو دیکھا قد دلدار نے
عشق میں گر کر وہیں شانہ بنا شمشاد کا

تیشہ میں دستہ لگا تھا چوب صندل کا مگر
لگتے ہی اوسکے فنا تھا درد سر فرہاد کا

نالۂ ناقوس بھولے بت اسکو سنکر
تھرتھرا اوٹھے کعبہ کو صدمہ مرے فریاد کا

فصل گل آنے نہیں پائی کہ تو یاد آگیا
اے جنوں دیوانہ ہوں میں اپنے دل کی یاد کا

کر خرام ایسا کہ اوٹھا پامال [illegible] اہل نظر
بیٹھے دل آواز آ جائے مادر زاد کا

سرو عاشق ہو گیا اوس غیرت شمشاد کا
[illegible]

غزلیات تصنیف ہرچند سروھنی

دکھیان میں اوس عالم تصویر کی تصویر ہے
صورت تصویر سے نکلے نہ غل فریاد کا

سوچ کرتے گندم دریا میں ہے قصر حباب
دکھیان بربادی رکھیے وہ خانۂ آباد کا

زلف کے مصرعہ کے معنی کیا کہے ہے پیچ دار
دست عاجز شانہ ناگنی کو ہوا اوستاد کا

آہوے دل یا شہ ہے صیاد کے جال [illegible]
نیچے شیر اجل پھر بنا صیاد کا

کیا عندلیب گلشن میں ہے اوستاد عشق
یاد قمری کو سبق ہے مصرعہ شمشاد کا

کوہ کو تیشہ ہی سے کھودا پر نکلی جوئے شیر
آخرش کو کندہ تیشہ ہو گیا فرہاد کا

درد دل لکھنے قلم رد یا زبان بند ہو گئی
سرمہ سا ہی ہوا مانع اوسی فریاد کا

شور نالہ کا لگا ہے جسکے محمل میں جرس
کاروان دل کو ہے یاں شغل تیری یاد کا

گر وہ حسن لیلی کے یار کا شہرہ سنے
دید کو دل جائے ہرچند کور مادر زاد کا

۳۰

آب جو میں عکس ہے جو اوس قد شمشاد کا
ہر لب جو جوں سے نکلا غل مبارکباد کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

الفت ابرو مین کھینچا ہے یہ ناسخ نے الف
ڈھونڈھتی ہو سرو کے سایہ مین مجھ آزاد کا
دیکھکر تیغ ہوا کو کہتے ہین غم بہت مین ہم
بوریا اوڑتا ہے اپنے خانۂ برباد کا
عشق وہ مین ہے نہ دل سینے مین داغون کے سوا
ان چراغون سے نشان ہے خانۂ آباد کو
جائے قاصد پری کھینچے اگر یک صبا
تو تیا ملجائے میرے خانۂ برباد کا
کوئی غنچہ ہے کوئی گل ہے کوئی شہزادہ ہے
دیکھتے ہین ہم تماشا گلشن ایجاد کا
کھینچتا ہے چہرے رخسار تابان کی شبیہ
شمع روشن بن گیا ہے مو قلم بہزاد کا
محو عشق ایسا ہون کرتا ہین آگے اگر فلک بھی
اُستجیبہ ہوتا ہے ادنی مجھ سے بیداد کا
کوے جانان سے نکل جاتے ہین جنت مین ہم
بیڑیان ڈالین بڑا احسان ہے حداد کا
شرم سے پوشیدہ رکھتے ہین پریزاد آپ کو
جب سے آشوب جہان ہے حسن آدم زاد کا
چاک ہین دل جوش قد دلکے رشک قد یار سے
جائے دل گویا بغل مین شانہ ہے شمشاد کا

غزلیات تصنیف ہرچند شہرتی

رو سے بحر آب پر دائم رہے پائے حباب
سر بسر عالی ہے رتبہ مردم آزاد کا
خاک تربت ہو گئی برباد دست باد سے
کب نشان پائے کوئی اس خانۂ برباد کا
شعلہ رو کا دھیان ہے آنکھون مین دیکھو آہ سے
ہے چلا نا بد نظر اس خانۂ آباد کا
گر نہ تو برباد خاک قبر میری لے ہوا
اور خرابا کیون کرے ہے خانۂ برباد کا
گرچہ ہے با مہر گردون پر نہین ہے دل مین قہر
ہے ستم اہل زمین پر اس ستم ایجاد کا
کب مصور سے کھینچے کچھ نقشۂ مو میان
بال عنقا گر بنے مو خامہ بہزاد کا
ہے مدرس قصہ جور و ستم کا درد دل
مکتب سینہ مین پڑھتا ہے سبق بیداد کا
خنجر ابرو کی شعلہ رو صدا پر آب ہے
سان کی حاجت نہین ہے کام کیا حداد کا
صحبت ناجنس باہم ہووے اختلاط
کب پسند آئے پری کو وصل آدم زاد کا
ہو صریر خامۂ نقاش قمری کی نوا
کھینچے نقشہ گر مرے اوس غیرت شمشاد کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

خندۂ دندان نما جز زخم کاری ہے محال
شاد ہوتا ہے یوہین اپنے دل ناشاد کا

رہگذر ہے راہگیرون کی گرفتاری کو دام
حلقہ ہے ہر نقش پا گویا مرے صیاد کا

عاشق جانباز کا ضایع نہین جاتا ہے خون
خسرو و شیرین سے پوچھو ماجرا فرہاد کا

بلبلین کیا گل بھی دیوانے ہین تیرے عشق مین
خار بھی ہر رگ گل نشتر فصاد کا

جو ملے بے خود مجھے سمجھون اسے عاشق او
خود فراموشی نشان ہے یار تیری یاد کا

باغ سے وحشت ہوئی یاد قد دلدار مین
دیو کا سایہ ہوا سایہ مجھے شمشاد کا

رنگ عشرت باغ عالم مین نظر آتا نہین
گل کو گلچین کا خطر بلبل کو غم صیاد کا

تونے جو پائی نیائی اے بت شیرین دہن
آبخورے مین ہے عالم کوزۂ قناد کا

کونسی طرز سخن ہے جو اسے آتی نہین
کیون نہو شاگرد ہے ناسخ پر اک استاد کا

ماجرا ہر قطرہ مین ہے چشم دریا بار کا
کیا عجب ڈوبے سفینہ گر مرے اشعار کا

غزلیات تصنیف ہرچند بہروپی

اے برہمن جب سے مجکو ہو گیا عشق بتان
صورت ناقوس ہے نالہ دل ناشاد کا

بلبلون کو ہو گیا شوق اسیری خود بخود
کیا رگ گل سے بنا ہے دام اوس صیاد کا

کوہکن نے خون کیا تھا تیشہ سر پر مار کر
لالۂ کہسار مین ہے رنگ خون فرہاد کا

گرمی سوز درون کو فصد کی حاجت نہین
ناخن دست جنون ہی نشتر فصاد کا

بھولا ہون ہمیشہ دل سے اپجان تو جب سے گیا
دم بدم رہتا ہے دلمین دھیان تیری یاد کا

شوخی رفتار دیکھی اوس پری کی قد مین
مضطرب جو برلب جو سایہ ہے شمشاد کا

مرغ دل کب مرغ آتش خوار بن آتش زبان ہے
چھوٹے جس دم ہات جلجاے نہ کیون صیاد کا

اوس لب شیرین کے سنہ سے کیون نکلین بات بات
ہے دہن اوسکا جو رشک کوزۂ قناد کا

اوسنے استادونکی پائی ہین جو تعلیم و صلاح
کیون نہ اس خامہ کو ہرچند فخر ہو استاد کا

حال لکھون شمع کے سوز آتش یار کا
شمع ساں ہو جاے روشن مصرع ہر اشعار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کردیا موقوف خط نے جو زلف یار کا
خط نہ سمجھو یہ لکھا ہے کوئی افسون مار کا
عالموں نے اوس پہ آسیب پری ثابت کیا
پڑ گیا جس شخص پر سایہ تیری دیوار کا
اتنی راحت طالع واژون کی قسمت میں نہیں
لگیا ہے خواب میرے دیدۂ بیدار کا
خوف کیا مجکو ہو آسیب بلائے ہجر سے
ڈنڈ پر تعویذ کے بدلے ہے نامہ یار کا
کیون نہ کھٹکون آسمان کو راتدن میں ناتوان
آبلے کی شکل اوسمین مجھہ مین عالم خار کا
دستگیری ایسی افتادون کی ہے منظور طبع
خاک پر گرتا نہین سایہ میری دیوار کا
رات بھر اک ایک اختر سے لڑا کی میری آنکھ
تھا تصور دلمین تیرے رخنۂ دیوار کا
تیرے رمنے سے جو نکلا اے پری مجنون ہوا
داغ سودا ہے فقط سودا تیرے بازار کا
نکتہ چین چنتا ہے تنکے دیکھکر دیوانہ وار
نقش افسون گر ہر اک بنتا ہے اس گلزار کا
چھولتی ہے عرش مین تلوار اوس قاتل کی آج
ہے تصور دلمین کس کی ابروے خمدار کا

غزلیات تصنیف ہرچند

چشم تر مین دھیان ہے کب سے نگہ یار کا
تیرتا تالاب مین منظر [illegible] مار کا
دیو وجن پر گر پڑے [illegible] ہون [illegible]
سایۂ آسیب ہے سایہ تیری دیوار کا
خفتہ بختی ہے نہ دیکھا اب تلک آئینہ رو
عالم آئینہ ہے گو دیدۂ بیدار کا
روے زیبا کے نہین ہیں حلقۂ کاکل ہین خال
من ہوہت مین لے رہا ہے مار زلف یار کا
ہے نہ ہم بستر وہ گلرو بیکلی دل کو ہوئی
ہے گلون کی سیج مین عالم [illegible] خار کا
کان خوبی کا یہ دیکھا نقشۂ تصویر حسن
چشم حیرت مین گیا روزن ہر اک دیوار کا
دور سے ہم تاکتے ہر دم مین یار آ کے [illegible]
چشم کو ہے دوربین روزن تری دیوار کا
مصر کی بازار مین یوسف زلیخا نے لیا
جانتا لیتی اگر سودا میرے بازار کا
چون گل نرگس کھلی رکھتا ہون چشم انتظار
شوق نظارہ ہے حسن بحیرت گلزار کا
زلف خامہ مین [illegible]
وصف لکھون [illegible]

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دور پہنچ دیکھی گھائی پہنچی جا ہے سواد
یاد رکھ قاصد نشان ہے یہ دیار یار کا

انکھ سے انوردی پانون کی ایذا نہین
دل وکھا دیتا ہے سرا ٹوٹ جانا خار کا

وصف اک مطرب پسر کا کہتے ہین ناسخ ہم
اب قلم پہ ہے گمان منقار موسیقار کا

کم نہین مارسیہ زہر زلف یار کا
کان کا موتی ہوا چھالا دہان مار کا

گل ہی کیا مجروح ہے تیغ نگاہ یار کا
ہر کلی پہ بھی ہے پھاہا مرہم زنگار کا

اپنے سر پاندون سودا ہے زلف یار کا
اب پہچان پڑ گیا جو پیچ ہے دستار کا

پیچ ہے کیا شکل اپنے دیدۂ بیدار کا
[illegible] ہیں تیرے روزن دیوار کا

نکلا کیا ارمان اس بہجوت کے دیدار کا
بخت ہے خوابیدہ اپنے دیدۂ بیدار کا

ہے [illegible] ہر دم ابرو خمدار کا
دل نہیں گویا بغل مین میان ہے تلوار کا

اب کی [illegible] لبسر کرتا ہو کوئے یار مین
خاک کا [illegible] کمبل سایۂ دیوار کا

غزلیات تصنیف ہرچند بسمل دہلوی

دیکھتے ہی کیون نہ چڑھ جائے دل بیجان پہ سہر
مار سے کمتر نہین دنبالہ چشم یار کا

ہے کہ کھٹکا خار غم گل رو کی دلبر بعد مرگ
سبزۂ تربت مین بھی عالم رہے گا خار کا

کیون نہو ہرچند وہ مانند نے نغمہ سرا
صوت خامہ سے اگر لون کام موسیقار کا

۱۳۱

دل کے ڈسنے پہ جو جان جائے گلہ کب یار کا
موبمو جو زلف پیچان مین ہے عالم مار کا

زخمی ہون تیغ نگاہ سبز خط یار کا
زخم کو بھر دے گا پھاہا مرہم زنگار کا

دل ڈسے تھا اربن کر پیچ زلف یار کا
بن گیا اور مثل اژدر پیچ بھی دستار کا

اک پلک سوتا نہین ہے دیدۂ بیدار کا
تاکتا رہتا ہے ہر دم روزن دیوار کا

دیکھتے ہین دل ہین جلوہ یار کے دیدار کا
دور بین ہے دیکھنا اس دیدۂ بیدار کا

کاٹ کا جوہر کہون کیا ابروئے خمدار کا
پھیر دے اک دم مین منہ فولاد کی تلوار کا

گر اجازت دے تو اسے سینہ [illegible]
پشت کا اپنے کرون تکیہ [illegible]

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کھل گیا ہون پر نظر بازی آنکھون سے دی
جسم مین عالم ہے شاخ نرگس بیمار کا
دیو کا سایہ اوتر جاتا ہے اکثر اے پری
پر اوترتا ہے نہین سایہ تری دیوار کا
اسقدر بیماری فرقت سے ہون مین ناتوان
اوٹھہ نہین سکتا عصا اب نرگس بیمار کا
رنج صحرائے جنون ایسی گوارا ہو گئی
شکوہ تلوون کو نہین باقی رہا ہی خار کا
شیشہ سے ٹوٹتے ہین آج محفل مین بہت
تونے دل توڑا ہے ساقی کیا کسی میخوار کا
قیس کوئی مانتا ہے رعب آواز جرس
سننے والا ہے مری زنجیر کی جھنکار کا
گھر سے باہر میرے رشک ماہ کو آنے تو دو
چاندنی پر شبہہ ہوگا سایۂ دیوار کا
تیری مسجد مین کھسک کر آرہے ہم سے بت
زاہدا رستہ بتا دے خانۂ خمار کا
ناکسارون کو ندے ایذا کہ ظالم ایک سے
ناتھہ اوٹھانا پاون سے پامال کرنا خار کا
سنگ اسود داغ سودا چاہ زمزم چشم تر
کعبہ عاشق ہے مقرر ابروے خمدار کا

غزلیات تصنیف ہر چند سرد ہفتی

ہوگیا ہر استخوان جسم تار عنکبوت
ناتوانی سے یہ عالم ہے تن بیمار کا
جائے گر کوئی تو کیا ہو پیر رشک گل کے گھر
پھاندنے اوسکو ندون خار ہون سر دیوار کا
اے مسیحا ایکدم کو آو گرنہ جائے دم
دم لبون پر آگیا ہے اب ترے بیمار کا
گشت صحرا مین بھی رنگ لاتا ہے نیرنگ جنون
خون کف پا سے گل رنگین ہے نوکہ ہر خار کا
سرد آہون کا اثر ہے لخت دل کھائے
سرد ہو جائے کلیجا مرغ آتش خوار کا
شور محشر جا نکر قمری دے جگین سوتے ہوئے
صور اسرافیل ہے زنجیر کی جھنکار کا
ہو سلیمان کو نہ کچھہ تعویذ و گنڈہ کا اثر
اے پری آسیب ہو کر سایۂ دیوار کا
جب سے مست ناز کی بیگونی تاکی چشم نے
چشم کا خانہ ہوا ہے خانۂ خمار کا
کر دیا دست جنون گلبدن ریش دل
کاوش ناخن کو بھی رتبہ ملا ہے خار کا
سر قلم کا سر بسر سجدہ کیون نہ ہو جائے قلم
وصف لکھون گر مین تیغ ابروے خمدار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

زخم دامن دار کا خلعت کیا مجکو عطا
میرے سر پر چاہیے طرہ تری تلوار کا

بے مثل ہیچ ہے جو جاگے کا سو پاؤ گا دلا
بخت بیدار آشنا ہے دیدۂ بیدار کا

ہو نہ برہم تجھکو دیتے ہین جو یوسف سے مثال
بند و عقدہ کسنے کیا ہے ہر دم بازار کا

کون ہے کافر جو تیرا محو نظارہ نہین
بن گیا تار نظر رشتہ ترے زنار کا

میری آنکھین جلتی ہین دم بھر نہین جو دیکھتا
کیا اثر الٹا ہے تیرے شعلۂ رخسار کا

جوہری بازار کا تو نام ہے گنج دہن
کوچۂ گیسو لقب ہے مشک کے بازار کا

دوڑتے ہین دیکھنے والون کے دل بے اختیار
ہے غضب انداز وہ کافر تیری رفتار کا

عجز سے عیسے کو بھی لکنت ہو موسی کی طرح
اے صنم اعجاز ہے ایسا تیری گفتار کا

زہر مجکو ہو گئی ہے ہجر ساقی مین شراب
شیشۂ مے اک پھپولا ہے دہانِ مار کا

پلکین اپنی رہ گئے ہین آنکھین ہین داغ جنون
ہے سراپا اے صنم طالب تیرے دیدار کا

غزلیات تصنیف ہرچند متھرئی

زخم دامن دار سے پردہ تن عریان کو ہو
چادر آب روان کیا آب ہے تلوار کا

رات بھر جاگے کسی مہ رو کا رکھے شوق دید
ماہ نے انداز سیکھا دیدۂ بیدار کا

قبہ کو دیکھا گوندھا جب جعد مشکین یار کے
کوڑیالا سانپ سمجھا حسن کے بازار کا

ہوگیا دیوانہ دل دیکھا جو طفل برہمن
طوق گردن بن گیا حلقہ مجھے زنار کا

سر بسر کیون نہ گرمی ہے ہوا سکو پیچ و تاب
قرب موئے زلف کو ہے آتشین رخسار کا

دیدیا بیعانہ مین ہے نقد جان و دل و دین
میرے بن لے کون سودا حسن کے بازار کا

کیا خرام یار کا ہے چشم گریان کو خیال
اشک ریزی مین ہے عالم گردش رفتار کا

شیرین سخنی مین جو طوطی ہم زبان ہو گیا ہے
اوسکا تیرے سامنے لب بند ہو گفتار کا

شب مہ مین ماہرو بن جو دیکھون کیا سوے فلک
کہکشان مین بھی نظر آتا ہے عالم مار کا

چشمہ روزن کھل گئی تیر مژہ دل مین لگا
اے کمان ابرو فر اشتیاق ہے دیدار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تیر بھی مجھ پر نہیں وہ تیغ یا اپنے لیے
جانتا ہے بوسہ لے گا لب سوفار کا

سینے پر خنجرون کو اگر ٹانکے لگانے مین تجھے
بعد الاجراح ڈورا یار کی تلوار کا

قلقل کا بند اور ہے زاہد نہ میخوارون سے
بے صدا ہو جائے گا گنبد ترے دستار کا

بن گیا ہے دیکھ کر آزار سے تار نگاہ
دیکھنا ممکن نہیں ناسخ کے جسم زار کا

ہے ار قتیل کشتہ ہے ابروے یار کا
طعمہ ہوا ہے خون سے بھی ذوالفقار کا

ہر دم خیال ہے رخ تابان یار کا
بس ہے یہی چراغ شب انتظار کا

جب سے پڑا ہے عکس مرے گلعذار کا
صاف آئینہ مین طور ہے صبح بہار کا

بازیچہ دل ہوا ہے کسی نے سوار کا
کیونکر نہ ہر نفس مین ہو عالم غبار کا

ابتک وہی ہین داغ فراق اپنے مستقل
ہم مر گئے نشان نہین جسم زار کا

سنتے ہو ان چشم یار کی ہر دم صحبت جو
شوق اندنون ہے مجھکو ہرن کے شکار کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرد

میری خونریزی سے کیون ابرو کمان کو عذر ہے
خون ہے رنگین دیکھو انت تک ہے دہن فار کا

دیکھتے ہی دل نہ کیون کٹ جائے اوسکے کاٹ سے
زیر ابرو خال کب جوہر ہے وہ تلوار کا

گرد دل عشاق آئے پیچ مین کب ہو رہا
دام کے کب پیچ سے کم پیچ ہے دستار کا

آتش گل شعلہ افشان آب شبنم سے ہوئی
سب ہرچند کب سمجھائے اشک چشم زار کا

۱۷ انکے موت مارے خنجر ابروئے یار کا
دم بند اسکے سامنے ہے ذوالفقار کا

آتا ہوا نہ اوس شمع رخسار یار کا
شب بھر چراغ جلتا رہا انتظار کا

دیکھے جو حسن گلگون مرے گلعذار کا
اوڑ جائے کیون نہ رنگ رخ نوبہار کا

جولان ہوا سپ گر مرے اوس شہسوار کا
گردون پہ کہکشان ہے ہو عالم غبار کا

تار نظر کے مثل نہ دکھتا ہے آنکھ سے
اک نام ہی رہ گیا ہے فقط جسم زار کا

وہ آہو چشم شیر دلون کو کرے ہے صید
ہر اک تار نگہ سے رکھے شکار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

گردون برنگ دود ہوا بے ثبات ہے
پاتا ہون ہر ستارے مین عالم شرار کا

رہتا ہے ہاے مجھ سے گریزان وہ راہدان
رکھون قرار نام مین اپنے قرار کا

برسات ہے پلائے گلرنگ ساقیا
ہندوستان مین ہے یہی موسم بہار کا

دشت جنون مین شام غریبی کو دیکھکر
آیا خیال مجکو ہے گیسوے یار کا

کاکل دکھائی دیتی ہین مانند اژدہا
کانٹون مین صاف طور ہے دندان مار کا

شعلون نے صاف سرو چراغان بنادیا
اوٹھا جو گردباد ہمارے غبار کا

وحشت مین پھر ہے دشت نوردی کا اشتیاق
پھر خارخار ہے مرے تلوون کو خار کا

ستون ترقی اور تنزل ہے پیش و پس
جب لب تک آ چڑھ چکا تو محل ہے اوتار کا

اوٹھ محتسب نہ بوجھ کے تو شیشون کو توڑیو
دل بھی نہ ٹوٹ جائے کسی بادہ خوار کا

قوس قزح کو دیکھ کے ثابت یہ ہوگیا
کھینچا ہے نقشہ ابر نے ابروے یار کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

جل جاتا دیکھتا جو غم سنگدل کا سوز
بے وجہ کب ہے سنگ مین چھپنا شرار کا

نبض جنون کی طرح سے ہر سطر ہو طپان
خامہ لکھے جو حال دل بیقرار کا

ہمرنگ اوسکے کب گل خورشید ہوسکے
خوشرنگ ہے اوسکا وہ گل حسن بہار کا

سایہ مین نور حسن کی دب جائے چاندنی
ہو وقت شب کے بام پہ جلوہ جو یار کا

دل مین جو دھیان کاکل اوس شعلہ خو کا ہے
دود جگر مین پیدا ہوا پیچ مار کا

ہمین اوٹھ جل کے خاک اوج دکھائی ہوا نے
پہونچے زمین سے چرخ پہ رتبہ غبار کا

تب ہجر گلبدن مین ہے وہ لاغری مجھے
ہر استخوان جسم مین عالم ہے خار کا

یون کب چڑھایا اوسنے کبھی ہمکو بام پر
پر باتون مین ہے طور چڑھاوا اوتار کا

اے جان ہون تیرے عشق مین دل فتہ خراب
آ دیکھ حال آنکھ سے مجھ خستہ خوار کا

رکھتا ہے مجھسے دشمنی غیرون کا دوست مین
دشمن ہون کیون نہ نام رکھون یار و یار کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

سر پٹکنے سے داغ جنون محو ہو گیا
ناسخ نگل ہے چراغ یہ شبہاے تار کا

۱۳

بت نوجوانی مین ہوا عشق اوس بت گلفام کا
عالم اپنے داغ دلمین ہے چراغ شام کا

خاک ہونے پر گئی اپنی نہ عالی فطرتی
گور مین بھی دھیان ہے ہمکو کسیکے بام کا

سبزۂ بیگانہ باغ حسن سے کرتا ہے دور
نام رکھا باغبان مینے ترے حجام کا

ہجر مین مے سے بجاے نشہ ہوتا ہے خمار
باعث دوران ہے سر دور میرے جام کا

کھینچ لائی وادی ہستی مین بیتابی مجھے
رہگیا پیچھے عدم مین قافلہ آرام کا

گردش اوس کوچہ مین طوف کعبۂ مقصود ہے
خاک راہ یار مجکو جامۂ احرام کا

ہو گیا موقوف جبسے نامہ و پیغام یار
رات دن مین منتظر ہون موت کے پیغام کا

گر گوارا نیش اگر ہے نوش کا طالب دلا
بوسہ کے مشتاق کو کچھہ ڈر نہین دشنام کا

آ رہی ہے تن پہ ستی حق پرستی ہے عوض
رہگیا ہے گاؤ خواری سے نشان اسلام کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرو لکھنوی

ہرچند جبین یہ مہ رو کے کب قشقا ہے کھچا
گویا چراغ روشن ہے شبہاے تار کا

روز تیرہ ہے جو عشق ہے کاکل شب فام کا
ماہ روشن ہو سکے کب یان چراغ شام کا

صبح آسا کیون نہ روشن ہو شب دیجور ہجر
ہے چراغ داغ دل مہتاب اپنے بام کا

خط روئے یار لکھا خامۂ تقدیر نے
ہے کہان محتاج یہ اصلاح دی حجام کا

عالم مستے مین ساقی میکدہ زندان ہوا
حلقۂ جولان بنا ہے دور چشم جام کا

گردش ایام کا دیکھا تھا گہوارہ مین طور
عہد طفلی ہی سے تھا سامان نہ کچھہ آرام کا

جامۂ احرام کعبہ پہنون کب تا زندگی
ہو کفن مرنے پہ مجکو جامۂ احرام کا

قاصدا ہے گفتگو ہر دم خیال یار سے
شوق دل محتاج کیا ہے نامہ و پیغام کا

لذت بادام کا ہمکو ملے ہے ذایقہ
پستہ لب کی کیون نہ خواہشمند ہون دشنام کا

مصحف رخ دیکھکر ہندو مسلمان ہو گیا
ترک کر کر کفر کو ہے معتقد اسلام کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

اپنے کشتہ کو نہ [illegible] سے لپٹو آپ بھی
وہ خط شبرنگ بھی گویا ہے حاکم شام کا

اشتیاق چشم جانان میں گئے ہیں جان سے ہم
ہو چراغ اپنے لحد پر روغن بادام کا

ایک لب تا [illegible] دیکھوں [illegible]
منتظر بیٹھا ہوں میں بھی گردش ایام کا

جوشش مستی میں ناسخ مطلع ثانی پڑھوں
ساقی کوثر سے ہے مجکو سوال اک جام کا

کوئی غارتگر نہیں دیوانوں کے اسباب کا
خانہ زنجیر کو کچھ غم نہیں سیلاب کا

ساقیا لا جام مے [illegible] ہنگام [illegible]
ہے بجا تیغ زبان پہ آج ہو [illegible] کا

خاک کی [illegible] خون ہو پسے بھی مضمون رقم
سجدہ واجب ہے تری دروازہ کی محراب کا

ہے مری دیوانگی کا باعث اک دریائے حسن
سلسلہ ہو موج کا ہو طوق ہو گرداب کا

بن گیا ہر روزن دیوار چشم اشکبار
شوق ہے کیا اپنے گھر کو آمد سیلاب کا

جس حسین کو دیکھتا ہوں [illegible] آئینہ [illegible]
میری انکھوں [illegible] عالم معراج [illegible] کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

خانہ دل میں نہ ہو جا منور مثل صبح
روئے تابان کا تصور ہے چراغ شام کا

تیرے [illegible] دو شنبہ کی ہوئی گریہ میں یاد
کیوں نہ اشکوں میں اثر ہو روغن بادام کا

راہ دل دیوانگی سے گرچہ ہوں صحرا نورد
لیک کچھ شاکی نہیں ہوں گردش ایام کا

ہو گیا ہر چند سے [illegible] عیان سب [illegible] شوق
جام [illegible] ہے جام کا

[illegible]
[illegible]

ابر جوہر مثل دریا موج زن ہو جائیگا
دی اگر خنجر کو آب اس دیدۂ پر آب کا

گر نہیں مژگان سے سجدہ طاق ابرو کو ترے
عین واجب ہے ادب کرنا خم محراب کا

خاک میں جذب رطوبت ہے عجب کیا بعد مرگ
گردبادوں سے ہو حلقہ بحر کے گرداب کا

منبع دریا ہے قطرہ دیدۂ تر کا مری
عالم طوفان ہوا ہے جوش اس سیلاب کا

اس دل بیتاب کا ہے حال مضطر اسقدر
کانپتا ہے دیکھ کر اب تک جگر سیماب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

مے کشی کرتا نہ بربادی تن خاکی کی ہو
خاک کو اوڑنے نہیں دیتا چھڑکنا آب کا

رہتی ہے پر روشنی میری سیہ خانہ سی دور
بن رہا ہے شامیانہ چادر مہتاب کا

غفلت اہل جہان تردامنی کی ہے دلیل
غالب ہوتا ہے رطوبت سی مقرر خواب کا

پاک طینت جو کہ ہین اونسی تعلق دور ہے
خار سی کیا اوسکی گوشہ چادر مہتاب کا

دیدہ قاتل دیر تک گو ہو دے ایذا مجھے
ہیں بہت ممنون احسان خنجر کی آب کا

[illegible] عاشق کو لذت فرقت معشوق میں
اختیاری ہجر ہے سرخاب سے سرخاب کا

کیا گداز دل میں ہو جاتی ہے جذب طبع کی
[illegible] لو ہیرے میں ہے محتاج آہن آب کا

ہوں نہ گریان بعد مردن کے ملے میرا غبار
گردبادون پہ یقین عالم کو ہو دولاب کا

عارفوں کو ہر در و دیوار ادب آموز ہے
مانع گردن کشی ہے انحنا محراب کا

عکس پڑتا ہے جو میرا آئینہ میں بیشتر
اضطراب اسواسطے جاتا رہا سیماب کا

غزلیات تصنیف ہرچند سہروری

تشنہ لب رہتا ہے ہر دم عاشقوں کے خون کا
خنجر ابرو کو تیرے گو ہے عالم آب کا

پہنے وہ پیشواز کو آب رواں کی کس طرح
بار ہو جس نازنین کو چادر مہتاب کا

آنکھ جب سے لگ گئی سوئے نہیں ہم اک پلک
دیدۂ بیدار ہوئے آشنا کب خواب کا

تاب آئینہ نہیں جو رونمائی کر سکے
حسن روئے یار ہے رشک رخ مہتاب کا

روزنوں سے چشم رکھتا ہے کھلی کرتا ہے سیر
ہو گیا فوارہ شیدا دیدۂ پر آب کا

صاحب تاثیر ہوتا ہے فرومایہ کہاں
ہمسر بال ہما ہووے نہ پر سرخاب کا

گوہر شاداب کا منہ سوز غم سے خشک ہے
کیا نظر آیا ہے عالم دیدۂ پر آب کا

کیا ہوائے آہ پہونچی اس دل پر درد کی
بے سبب دوران سر ہوتا نہیں دولاب کا

ماہ نو کو دیکھ کر کیونکر کریں سجدہ نہ ہم
ابروے مہ رو کا اوس میں عالم ہے محراب کا

سیم تن کا درد غم جب سے ہوا پہلو نشین
بے قراری سے ہے سینہ معدن سیماب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

جور اعدا پر کبھی کر سکتا نہیں ترکِ وطن
دھیان آتا ہے جو ناسخ فرقتِ احباب کا

۱۷
کوئی لکھتا ہوں اگر مضمون دلِ بیتاب کا
خط میں ہو جاتا ہے عالم ماہیِ بے آب کا
اوسنے جو پونچھا پسینا روئے عالمتاب کا
بن گیا رومال گویا چادرِ مہتاب کا
جوش جب کیا میرے آتی ہی شراب ناب کا
بن گیا خم ساقیا گویا کنواں سیماب کا
ہے یہی خورشید کا رتبہ حضورِ روئے یار
سامنے خورشید کے رتبہ ہے جو مہتاب کا
نامۂ شرحِ جدائی یہ نہیں دستار میں
پر رکھے جاتا ہے پیک نامہ بر سرخاب کا
پانی پیتے ہیں جو اوس شیرین دہن کا منہ لگے
قند کا کوزہ وہیں بن جائے کوزہ آب کا
ہے تنزل میں ترقی صاف دل کی واسطے
دیکھیے بنتا ہے موتی خشک قطرہ آب کا
پانو جو رکھتا ہے کھاتا ہے سر اوسکا ٹھوکرین
یہ حریم کوئے جانان ہے محل آداب کا
بوسہ لیتی ہے تری بالی کی مچھلی اے صنم
ہے ہمارے دلمین عالم ماہیِ بے آب کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

ایک جا دو یار کب ملکر رہیں گردی جدا
چرخ کینہ توز ہرچند دشمن ہے احباب کا

بحرِ خوبی بن تڑپتا ہے دل بیتاب کا
ہو گیا معلوم عالم ماہیِ بے آب کا
عارض تابان ہے اوسکا مہرِ عالمتاب کا
گر کرے نظارہ دل بیتاب ہو مہتاب کا
مضطرب ہوکر نکلتا قطرۂ خونناب کا
خانۂ دیدہ بنا ہے کان کیا سیماب کا
مہ لقا کے گر نگارین پانو کا پڑ جائے عکس
جون پرندِ چین ہو عالم چادرِ مہتاب کا
ہم ہمائے حسن سے دن رات رہتے ہیں جدا
دن کو باہم رات کو ملنا نہ ہو سرخاب کا
تشنہ لب چاہِ ذقن سے کیا بجھائیں آپکو
جیسے مستسقی رہے ہر لحظہ طالب آب کا
دیکھیے کیا بحرِ خوبی کے دُرِ دندان کی آب
مول سے منہ خشک ہوتا ہے گوہر نایاب کا
قبر میں کب پانو پھیلا ہیں سوئی گور یار
ترک مرنے پر بھی کب ہو مرتبہ آداب کا
وائے قسمت تیغ قاتل کی مری ذی آب تھی
قتل ہونے پر دل تشنہ ہے طالب آب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کیا مرے دل کی طرح شیشہ بھی پرخون ہو گیا
ہے مے گلگون میں ایسا ہی مزہ خونناب کا

نسبت لب گل کیا ہے تیری چشم خواب آلودہ سے
طور نرگس میں ہے میرے دیدۂ بیخواب کا

کم نہین ہے شام سے صبح شب فرقت سیاہ
ہے یقین خورشید پر بھی کرمک شبتاب کا

کم بضاعت جلتے ہیں کب تے ہیں جوش و خروش
شور ہوتا ہے کسی دریا مین کب سیلاب کا

پڑ گئے ہین ناتوانی سے جو حلقے ان دنون
سبکو میری چشم تر پر شبہہ ہے گرداب کا

ہے صفا حاصل تو بیتابی ہے اے دل پر ضرور
صاف ہو کر آئینہ محتاج ہے سیماب کا

مینہ اوسکا طاق ابرو تو کبھی دیکھا نہین
پوجنے والا ہون بس دروازے کی محراب کا

پستی طالع نے یہ گردش دکھائی ہے ہمین
ہے مگر دریا مین اے ناسخ سبب گرداب کا

کافی ابلیس وسکو نشہ ہے بوے شراب کا
ہر حبجہ جسکے ہاتھ مین ساغر حباب کا

ہر ہر قدم پہ چھوٹتے جاتے ہین آبلے
نقش قدم مین طور ہے چشم پر آب کا

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

ہاتھ کی مہندی چھپی مہ رو کا اوسکو شک ہے
پنجۂ خور بھی شفق سے غرق ہے خونناب کا

آئینہ حیران ہوا ہے تیری صورت دیکھکر
آنکھ رکھتا ہے کھلی کب روے تماشا خواب کا

روے رخشان سے ہوا تیرہ چراغ آفتاب
ماہ کو رتبہ ہے اوس سے کرمک شبتاب کا

فرقت مہ رو مین شب گریان لیے ہو سب جسم زار
کہکشان سے چرخ پر عالم ہوا سیلاب کا

دیدۂ گریان کا جسدم سر سے گذرا آب اشک
بن گیا طوق گلو حلقہ ہمین گرداب کا

دیکھ پایا ہے کہین اوسنے ہمارا اضطراب
لوٹنا ہر گز نہین ہے بے سبب سیماب کا

سر جھکا تو بھی تواضع کر نکر کچھ سرکشی
قد ہوا ہے خم تواضع کے لیے محراب کا

ہے وہ بحر حسن کا جو آب خوبی ہے بھرا
پیچ گیسو بھی ہے ہر حلقہ ہے گرداب کا

اے بحر حسن تیغ آب ہے شراب کا
دل کے پھپھولے مین ہوا عالم حباب کا

ہے پیش دیدہ آتشین رخسار کا خیال
قطرہ بنا ہے آبلہ چشم پر آب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کہتے ہیں تیرے عارض و قامت کو دیکھکر
بالائے سرو پھول کھلا ہے گلاب کا

دیکھی جو اوسکی زلف ہوا محو داغ دل
ہوتا ہے وقت شام غروب آفتاب کا

ہر صبح وہی صبح ہے ہر شام وہی شام
انسان پر ہے دور فقط انقلاب کا

آتا ہے رشک آدل پر آبلے سے مجھے
کیا جلد پھوٹتا ہے پھپھولا حباب کا

مشکل بغیر ساقی مہوش ہے دور مے
محتاج آفتاب ہوا ماہتاب کا

آتی ہے خشک تر سے مجھے بوئے زلف یار
ہے مشک کی زمین تو دریا گلاب کا

اوسکی نگاہ گرم جو پڑتی ہے غیر پر
ابلیس اب نشانہ ہے تیر شہاب کا

تیرے بغیر ہمنے نہ دیکھا طلوع صبح
گذرا شب فراق میں سن شباب کا

آتا نہیں ہے دن کو بجز شب وہ ان دنوں
بدلا ہے شبپری سے مزاج آفتاب کا

تیری بہار نے یہ اوڑایا گلون کا رنگ
دن رات جوش باغ میں ہے ماہتاب کا

غزلیات تصنیف ہیرچند سرہندی

دوران سر نہ کیون ہو نزاکت سے بلبلو
سونگھے چمن میں پھول جو گل و گلاب کا

اوس رشک مہر کی جو گرے گر آکے زیر پا
ذرہ کو رتبہ میسر ہو آفتاب کا

ہر باد دم میں موج سے ہے نقشہ حباب کا
عالم عیاں ہے بحر میں کیا انقلاب کا

کیا سوز شعلہ رو کا ہوا دل میں عجب
جل کر پڑا جو تن پہ پھپھولا حباب کا

جلوہ ہے حسن یار کا جو رشک آفتاب
جلتا ہے سوز داغ سے دل ماہتاب کا

ہے ورد دل مجھے رخ گلگون کا وہ عرق
کرتا ہے درد دور پلانا گلاب کا

تیر آہ سر ہو تو وہ گردون کے پار ہو
سر غم سے صاد خم ہوا تیر شہاب کا

ہونٹون تک آنا آہ کا سینہ سے ہے محال
پیری دکھا رہی ہے یہ عالم شباب کا

نقاش سے کھچے رخ مہوش کی کب شبیہ
خامہ ہو گر شعاع خط آفتاب کا

اوس رشک مہر کا کبھی دیکھا ہے زرد سا
رنگ زرد غم سے ہے جو رخ ماہتاب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

مارا ہے چشم مست نے میری سوم میں دل پہ
نرگس کے پھول اور پیالہ شراب کا
محشر میں ہمکو نامۂ اعمال دیکھکر
قاصد خیال آپکا خط کے جواب کا
ارض و سما کے طبقے ہیں بازی گنجفہ
چوتھا فلک ہے ایک ورق آفتاب کا
سیر تری ہیں کی جو سکندر کی ہمنے دید
تھا سر پہ نقش آپکے افسر حباب کا
اپنی غزل پہ آپ میں کہتا ہوں اب غزل
دیکھو جواب ہے سخن لاجواب کا

لبریز اوسکے ہاتھ میں ساغر شراب کا
بنتا ہے عکس رخ سے کٹورا گلاب کا
وہ مست ناز گر کرے نظارہ آب کا
لبریز ہو شراب سے شیشہ حباب کا
دیکھا جو دوپہر کو جلال آفتاب کا
آیا ہمیں خیال کسیکے نقاب کا
رکھتا ہے چرخ اوج کسیکا کب ایکدن
ہوتا ہے دوپہر میں زوال آفتاب کا
امید موت آنے کی توکسکو ہے دلا
آنا شب فراق میں مشکل ہے خواب کا

غزلیات تصنیف ہرچند دہلوی

ہنگام گریہ تاکا ہے میکون چشم کو
اشکوں میں ذائقہ ہوا آب شراب کا
گر دیر سے تو آئیگا جائیگی جان شتاب
قاصد نہ انتظار ہو خط کے جواب کا
مہ رو کے سوز غم سے ملا گنجفہ عجیب
داغ جگر ہے اوسمیں ورق آفتاب کا
سایہ فگن جو نور رخ رشک مہر ہے
برج حمل بنا ہے یہ ساغر حباب کا
ہرچند جواب لکھا ہے عذرات یار کا
پھر کیا جواب دے وہ خط لاجواب کا

۲۰

کیوں بھر کے جام دیتا ہے ساقی شراب کا
ہوں دردمند دے مجھے شیشہ گلاب کا
جا کر جو دیکھا میکدہ دریا کے آب کا
خالی پڑا تھا بادہ سے شیشہ حباب کا
دیکھوں ہٹی حجاب رخ اوس آفتاب کا
تار نظر سے ہووے جو رشتہ نقاب کا
روشن کرے ہے کلبۂ احزان دل کو وہ
داغ جگر میں جلوہ ہوا آفتاب کا
گر دلربا کا پاس ہے ہو میرے قرب دور
جاتا ہے جان کا تن سے نہ آنا ہو خواب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

گر ہین رواق چشم مین جالے تو کیا عجب
برسون گذر ہوا نہین فرقت مین خواب کا

ہمراہیان ساقی کوثر ہین واعظا
کشتی ایاغ کی ہو تو دریا شراب کا

اے میکشو یقین ہے نکلے بط شراب
وہ مست ناز توڑے جو بیضہ حباب کا

راحت طلب کرون تو ملے آسمان سے رنج
حاضر ہو موت آ جو خیال آئے خواب کا

جو ہے حسین اسکو ہے نفرت جہان سے
ہوتا نہین ادھر کبھی موتھہ آفتاب کا

شعلہ اگر نہین وہ صنم سر سے پانو تک
موئے کمر مین کیا ہے سبب پیچ و تاب کا

گھل گھل کے مر گیا ہون مین دریائے عشق مین
کافی ہے میرے دفن کو گنبد حباب کا

جو ہر ہین برگ گل ترے چہرے کے عکس سے
بن جائے کیون نہ آئینہ تختہ گلاب کا

رونے سے ایک دل جو ہو زندہ عجب نہین
عالم کی زندگی ہے برسنا سحاب کا

صبح فراق مین ہوئی قدر شب وصال
آیا ہے یاد شیب مین عالم شباب کا

غزلیات تصنیف سرچند پسر دھنی

دن رات جاگتے ہین جو عاشق تمھارے ہین
دیکھا نہ آنکھ سے نہ سنا نام خواب کا

اون شعلہ گون کے لب میگون کے موتھہ چڑھے
ہو جائے کیون نہ آتشین رنگ آب شراب کا

موتھہ سے نہ نازکی ہو بیان سحر حسن کی
ہو جھکے سر کو بار کلاہ حباب کا

موئے فترہ کے مثل ہے لاغر تنی مجھے
چشمون کو ہو گیا ہے گران بار خواب کا

دائم نہین بہار کسی گل کو دہر مین
ہر شام ہے خزان زدہ گل آفتاب کا

عاشق ترے ہے سحر حسن یہ کہتا ہے درد دل
دریا کو کھانا موجون سے ہے پیچ و تاب کا

غم سحر حسن مین ترا روتے روتے اشک
چشمون کو دیکھو میرے ہے عالم حباب کا

خامہ لکھے جو عارض گلرو کے وصف کو
ہر صفحہ کتاب ہو تختہ گلاب کا

دیوانہ ہو گیا ہے مری جسم زار پر
رشتہ سے تار تار ہے جامہ سحاب کا

اک شب تو یان بھی آؤ جوانی ہے چند روز
آئیگی پیری جائیگا عالم شباب کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

گرتے ہیں دانت جھڑتے ہیں باد خزاں سے گل
فصل بہار عمر ہے عالم شباب کا

آرایش جمال خداداد عیب ہے
موئے کمر کو ذوق نہیں ہے خضاب کا

پیری میں شعلہ رویوں سے خالی کنار ہے
کیونکر گذر کمان میں ہو تیر شہاب کا

کس شعلہ رو کو باغ میں ہے قصد میکشی
ہر شاخ گل میں رنگ ہے سیخ کباب کا

ناسخ شراب پی شب تاریک ہے تو کیا
محتاج آفتاب نہیں ماہتاب کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرد هنی

ہو غم سے زرد رنگ جو دیکھے گل چمن
گلرو کا پر بہار ہے عالم شباب کا

آشفتہ خاطروں کو نہ زینت سے کام ہے
سنبل کے مو کو شوق نہیں ہے خضاب کا

خوش رنگ حسن پہلے تھا اب زیب ہے دوچند
گلرو نے پہنا جامہ جو رنگ شہاب کا

دیکھی ہے اوسنے کیا طپش آہ دل مری
جلتا ہے سوز رشک سے سینہ کباب کا

آب اشک سے نہ ہرچند داغ جگر ہو دور
باران نہ دھووے داغ دل ماہتاب کا

تیرے پرتو نے کیا گنگا کو دریا نور کا
جسنے دیکھا لہر کو سمجھا وہ شعلہ طور کا

اوس پریرو کے کف پا میں ہے عالم نور کا
سنگ پا کے واسطے منگوائیے پتھر طور کا

کیا کہوں میں سوز اپنے داغ کے ناسور کا
شمع سوزاں ہے فتیلہ مرہم کافور کا

جسنے دیکھا تجکو عریاں وہ یہی کہنے لگا
خوب آزر نے بنایا ہے صنم کافور کا

کشتی مے فرقت ساقی میں اب ہو گی تباہ
جوش مے خم میں نہیں طوفان ہے تنور کا

۱۶

کیا نظر آیا ہے جلوہ عارض پرنور کا
جل گیا جو داغ غم سے دل چراغ طور کا

شعلہ رو کے حسن میں ایسا ہے عالم نور کا
جسکا پرتو سے ہوا روشن چراغ طور کا

سوز آتشناک ہے اس زخم کے ناسور کا
پارۂ اخگر ہے پھاہا مرہم کافور کا

گر زبان شمع کہدے حال جان سوزی مرا
مثل پروانہ طپاں ہو جائے دل کافور کا

بعد مردن مونھ سے نکلے گی جو آہ آتشین
کیوں نہ عالم گور میں گرمی سے ہو تنور کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

فقر کے عالم میں بھی اپنی وہی ہے عمدگی
بھر گدا یہ چاہیے کاسہ سرِ فغفور کا

حسن بھی کیا چیز ہے زاہد ذرا انصاف کر
اپنے بندونکو خدا دیتا ہے لالچ حور کا

ہو گی طے راہِ عدم کیونکر کہ مجکو ضعف ہے
اوسکے مونھہ تک ہاتھہ لیجانا سفر ہے دور کا

بہلے کر لیتا ہوں گل اپنے سیہ خانہ کی شمع
جب کہیں مضمون پاتا ہوں شبِ دیجور کا

دیکھیو شیرین ذرا ہم عاشقوں کی بیخودی
اپنے سر کو کوہکن سمجھا ہے شاپور کا

موذیوں پر قہر یارب لطف سے خالی نہین
کیا مزا دیتا ہے لٹنا خانۂ زنبور کا

جلوہ فرما ہو نہیں شاید کبھی وہ برقِ حسن
اپنے گھر میں ہم لگائیں کوئی پتھر طور کا

سوزش اپنے داغ میں بھی ہو رنگ آفتاب
چاہیے جرّاح مرہم صبح کے کافور کا

باغ میں جو میکشی منظور ہو اوس مست کو
دانۂ انگور شیشہ ہووے انگور کا

تو نہیں ساقی تو میخانہ میں اک برپا ہے حشر
شیشۂ مے کا نظر آتا ہے [illegible] کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

سرکشی کرتا ہے کیوں تو چند روزہ زندگی
پا کی ٹھوکر میں پڑا مر کے ہے سرِ فغفور کا

تختۂ بلور ہوتا خوشنما ہے نگ جڑا
دانۂ چیچک سے زیبا رخ ہے رشکِ حور کا

سوزِ شعلہ رو سے روشن ہو گیا داغِ جگر
روشن ایسا ماہ کب وہ ہے چراغِ دُور کا

کیا کہیں گو ہم [illegible]
کہکشان سے دل دو پارہ ہے شبِ دیجور کا

رشکِ شیرین کا لگا زخم تیشہ کر لگا
خامہ کا سر ہو گیا سر کوہکن شاپور کا

عشق کے عقرب نے کاٹا ہے کہ تڑپوں رات بھر
اسقدر زہری نہیں ہے نیش بھی زنبور کا

جب گھڑی اوس سنگدل کی چشم میں سرمہ لگا
ہو گیا نازک بدن کو بار کوہِ طور کا

سوزِ آتش رو کی کیا دلمیں لگی ہے اوسکی لو
بہ گیا گھل کر جگر چشمہ کافور کا

پستہ لب کیوں میں دیکھوں تاک کر بادام چشم
یان ثمر لایا گلِ زخمِ جگر انگور کا

نالۂ جانکاہ میں ہے شورِ محشر سے بھی زور
کیوں نہ ہو [illegible] بانگ صور کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہجر میں کیا سکیلتی ناسخ کہ سودا کی طرح
زخم نے دل کے نہ دیکھا مونھ کبھی انگور کا

۱۵

کیا اثر میری سیہ بختی کے آگے نور کا
ماہ ہے اک خال رخسار شب دیجور کا

مر گیا ہوں دیکھکر جلوہ رخ پرنور کا
سیری لوح قبر کو زیبا ہے پتھر طور کا

پاس ہوں یاروں کے جب تک مجکو کہتے ہیں بزرگ
خرد آتا ہے نظر انسان کو انسان دور کا

اوس پری کے چہرہ کی تشبیہ سے دیجیے
جسکا ہر نقش قدم دکھلائے نقشہ حور کا

ترک لذت کر دلا جو تجھے نہ تاتجکو گزند
نوش تو تجھے ہے پہلے نیش ہے زنبور کا

شب جو دھیان اوس ماہ کا آیا دم فکر سخن
صبح تک مضمون نہ ہاتھ آیا شب دیجور کا

مجھسے اول خانۂ زندان میں تھا مجنوں تو گیا
ہر محل میں پہلے ہوتا ہے گذر مزدور کا

ہجر میں بس غم سے آئی مجکو ساقی بوئے خون
بادہ کھچوایا ہے شاید زخم کے انگور کا

دل ہمارا اسقدر سوزش طلب پروانہ ہے
شمع سے بچتا گر جو اسمیں جل ہو کا نور کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

باغ کے انگور ہرچند کھائیں کب [illegible]
قطرہائی چشم تر سے خوشہ ہے انگور کا

۲۳

شام غربت کو مری کٹ جاوے ہے عالم نور کا
جلوہ روز حشر ہے غم کی شب دیجور کا

قطرۂ عرق رخ مہ رو ہے تارا نور کا
ہو گیا ہے یا شرر افشاں یہ شعلہ طور کا

ہو نہ غافل پاس رکھ موجود سامان سفر
جانا کوئے یار کو ہے سہے وہ رستہ دور کا

حسن سے مہ رو کے میرے ماہ کنعاں شرمسا
اوسکے آگے زشت و نازیبا جمال ہے حور کا

موذیوں سے کب کسیکو کچھ کہیں راحت ملے
باعث تکلیف دیکھو نیش ہے زنبور کا

گر فتیلہ بنئے صبح سے رکھتا ہو چراغ
تو بھی روشن ہو نہ گھر میری شب دیجور کا

ضعف سے لاغر تنی ہے قبر کھودیں جب یہاں
اوسکی پھر کندیدگی کو کام کیا مزدور کا

قطرہای اشک چشم سے ہے پھولا باغ خشک
شاخ مژگاں پر ثمر ہے دانۂ انگور کا

خال سے ڈالیں ہیں اوسکے رخ پہ غلفلہ [illegible]
احتمال اوڑنے کا تھا جو حسن کے کافور کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تیرہ بختی ہو ذیون پر کرتی ہے نازل بلا
شہد لٹتا ہے شب تاریک مین زنبور کا

ہے بجا نزدیک والے مجھسے گر واقف نہین
تیرے شہری نے ارادہ اب کیا ہے دور کا

دعوی باطل سے ہو جاتے ہین اکثر نامور
شہرہ کیا بانگ انا الحق نے کیا منصور کا

مین ترا عاشق ہون عیسے کے نفس سے جائے شک
گور لیتی ہے بغل مین لاشہ مجھ رنجور کا

اسقدر مشرب مین وسعت رکھتے ہین ہم مست
اپنے گلشن مین فلک اک خوشہ ہے انگور کا

رشک سے ہر دم جلاتی ہے جو تیری برق حسن
ہے گمان ہر سرو قد پر مجکو نخل طور کا

ازغم سے سایۂ گیسو مین دلکو ہے فراغ
شام کر دیتی ہے چھٹکارا ہر اک مزدور کا

خط سے زائل ہو گئی رخسار جانان کی بہار
تھا چمن نازک ادا صدمہ نہ پائے مور کا

ہے جو صاحب درد اوس سے دور ہے سامان عیش
بادہ کھینچا ہے کسینے زخم کے انگور کا

میرے سینے پر بتون کی سرد مہری سے ہین داغ
مشک سے بدتر ہے پھاہا مرہم کافور کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

کلمۂ رنجش بھرا کہتا ہے وہ عقرب نہاد
کاٹ کھائے دلکو میرے نیش ہے زنبور کا

یار اور ہم پاس یکجا بیٹھے ہین دونو تو کیا
دل نہین ملتے ہین باہم فاصلہ ہے دور کا

عشق صادق سے رسائی عالم بالا ہوئی
دار پر چڑھتے ہی رتبہ بڑھ گیا منصور کا

اے اجل غم ہجر سے جان تنگ ہے جیا بن
زندگی سے ہو گیا دل سیر مجھ رنجور کا

ہے گل خود رو گل خورشید گلشن مین مرے
عقد پروین بھی بنا اک خوشہ ہے انگور کا

کیا چراغ داغ دل سے نور کا سایہ پڑا
ہو گیا جون شمع روشن شعلہ کوہ طور کا

جن دنون تعمیر کی تھی ہمنے قصر عشق کی
قیس نامی نام سنتے تھے وہان مزدور کا

نو خط مشکین ترا کب چاہ غبغب کے ہے گرد
چشمۂ شیرین پہ ٹھہرا قافلہ ہے مور کا

ہیگون لب کے سوز سے سینہ ہوا پر آبلہ
ہے پھپولون مین بھی عالم خوشۂ انگور کا

ہو گیا سوز جگر سے زخم دل بھی آتشین
داغ کیا جل جائے پھاہا مرہم کافور کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کوے قاتل مین پہونچکر سر ہوا مجکو وبال
بوجھ اوترنے کی جگہہ دم چڑھ گیا مزدور کا
ہنے جو پٹی بنائی ہے ترے موباف کی
نافہ مشکین ہوا ہے منہ ہر اک ناسور کا
ہمسے بعد از مرگ بھی چھوٹے حسینوں کی نہ ربط
جب غبار اپنا اوڑے سرمہ ہو چشم حور کا
کب ہماری فکر سے ہوتا ہے سودا کا جواب
ہان تتبع کرتے ہین ناسخ ہم اوس مغفور کا

۱۶

مظہر وہ بت ہے نور خدا کے ظہور کا
نقش قدم سے سنگ کو رتبہ ہے طور کا
ساقی مئے وصال ہے عالم ہے نور کا
چھلکا دے چاندنی مین پیالہ بلور کا
جس شعلہ رو کو دیکھیے عالم ہے نور کا
ٹیلا ہمارے شہر مین ہے نام طور کا
ہین پانون تک جو بال مرے سر کے اے جنون
جاڑے مین ہو گیا ہے لبادہ سمور کا
ابرو دکھاؤ یا کوئی تلوار کھینچ دو
کچھ تو کرو علاج دل ناصبور کا
جھانکے کسی کنوئین مین وہ یوسف مرا اگر
سینہ ہو عکس شعلۂ رخ سے تنور کا

غزلیات تصنیف ہرچند سہر دھنی

سنگدل کا بار غم بھاری ہوا مانند کوہ
لے چلے سر پر نہ مقدور اس دل مزدور کا
زخم دل سے بند کب ہو خون کی ریزش کبھی
داغ سینہ گر ہو پھاہا رخنہ ناسور کا
نقشہ اوس مہر جبین کے حسن کا کیا لکھ سکے
خامۂ نقاش ہو گر موے زلف حور کا
حوصلہ عالی ترے خامہ کا ہرچند عیان ہے
لکھا سنجیدہ جواب ہے ناسخ مغفور کا

ہے آہ دل مین نور جو غم کے ظہور کا
موسیٰ نے ایسا جلوہ نہ دیکھا ہو طور کا
مژگان کا بال بال ہے فوارہ نور کا
گریہ مین دھیان ہے رخ رشک بلور کا
وہ آتشین جمال تو پیکر ہے نور کا
ہو جل کے خاک دیکھ لے شعلہ جو طور کا
کیا آہ سرد چرخ پہ پہونچی کہ مہر کو
خط شعاعی سے ہے لبادہ سمور کا
آنکھیں مندین تو دل کو مگر شوق دید ہے
دیدار ہے علاج دل ناصبور کا
منہ رو کے کیا وہ آتش غم سے رکھے ہے سوز
گردون کو ہے شفق سے جو عالم تنور کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دیوان کیون بھرون نہ حسینون کے ذکر سے
قرآن مین بھی ذکر ہے غلمان و حور کا

کم رشک کی ہیچ کیون نہو اپنی نگاہ پاک
یان چشم تر ہے جام شراب طہور کا

کرتا ہون شیخ دوری جانان مین فکر شعر
مضمون کسطرح مجھے سوجھے نہ دور کا

اے شہسوار اگر نکیا کشتہ نگاہ
پہنچا دے قبر مین یہ تپنچہ قبور کا

ہے میرے سر پہ آتش داغ جنون و تیز
ہر سنگ طفل لگتے ہی ہو سنگ طور کا

چکھ چکھ کے شیشہ ملتے ہین ہنس ہنس کے جام سے
یہ میکدہ مقام نہین ہے غرور کا

خالی نہین فروغ سے قاتل کی کوئی بات
تلوار کو بھی چاہیے اب سنگ طور کا

مدت سے بے حضور جو ہون مین حضور سے
اب قافیہ بھی بندہ نہین سکتا حضور کا

آواز تیری نغمۂ داؤد ہے اگر
عالم ہے صاف مصحف رخ پر زبور کا

ناسخ لگے جو سنگ تو سودائیون کہا
ہر سنگ مین شرار ہے تیرے ظہور کا

غزلیات تصنیف ہرچند دہلی

رشک پری کو میرے نہ کیونکر غرور ہو
دل شیفتہ ہے حسن پہ غلمان و حور کا

سایہ سے اوسکے روشنی ارض و سما کو ہے
نور ہے یہ مہر و مہ مین بھی اوسکے ظہور کا

دل کا خیال ہو گیا جو دور بین ہرا
کیا غم ہے اوسکے رہنے کے نزدیک دور کا

آتا اسی سے یاد نہین میری قبر ہے
مانع ہے دین کرتا زیارت قبور کا

جلتا ہے سوز غم سے نہ اب رشک سے مجھے
داغ جگر چراغ ہے وادی طور کا

دریا مین گھٹ حباب گیا تھا اوٹھا یا سر
پامال سر کو کرتا ہے شیوہ غرور کا

رخ سنگدل کا وادی ایمن کا ہے چراغ
روشن ہو عکس پا سے نہ کیون سنگ طور کا

بھولا نہین ہین یاد ہین سب بات وصل کی
غیبت مین ورد ہے مجھے لطف حضور کا

افسانہ غم سے دل ہوا زیر و زبر مرا
اور کیا کرون مطالعہ کتاب زبور کا

خورشید و ماہ و برق ستارے چمکتے ہین
ہرچند سب مین نور ہے اوسکے ظہور کا

غزلیات تصنیف یاسنج لکھنوی کا

ایک عالم ہے مری غفلت و ہشیاری کا ۱۶
خواب دیکھا نہ کبھی بخت نے بیداری کا
کام خونریزی ہے اوس یوسف بازاری کا
جان بیچے سو کرے قصد خریداری کا
رحمت حق ہے سبب اپنی گنہگاری کا
ابر کرتا ہے اشارہ ہمین میخواری کا
وصف خط ہے کہین دیوان مین کہین وصف
ساتھ ہو جدول زنگار کے اک باری کا
کور آنکھین ہون کسی طور سے رو رو تے
اور چارہ نہین ہے دید کی بیماری کا
معنی شعلہ آواز مین شاک ہو جسکو
دیکھے عالم میری آہون کی شرر باری کا
ہے یہ وہ راہ کہ تا عرش پہونچتا ہے بشر
دل مین دروازہ ہے اس گنبد زنگاری کا
تشنہ مین جز قدم یار نہین گرتا مین
بے خودی مین بھی مجھے دھیان ہے خودداری کا
ہے وہ نخل چمن حسن یہ ہین پھول اوسکے
جسم محبوب مین گرتا نہین پھلکاری کا
شہسواری کا جو اوس چاند کے ٹکڑے کو ہے شوق
چاندنی نام ہے شبدیز کی اندھیاری کا

غزلیات تصنیف ہیرچند دہلوی کا

بخت خفتہ ہی ہے باعث مری ہشیاری کا
خواب دیکھا جو شب وصل کی بیداری کا
سودا کب اون کسی سوداگر بازاری کا
حسن کے مال کا ہے عزم خریداری کا
عالم مستی میں کب خوف گنہگاری کا
شغل مستونکو جو ہر روز ہے میخواری کا
چشم گریان کے ذرا اشک سے ہمچشم نہو
ابر نیسان کو ہے گو فیض گہرباری کا
پوچھون نرگس سے علاج اسکا کہ شاید اوسکو
یاد نسخہ ہو کوئی چشم کی بیماری کا
آتشین رو کے ہوا سوز سے سینہ پر داغ
دود دل نے بھی کیا کام شرر باری کا
شعلۂ آہ اگر جاوے فلک پر ہیرا
پردۂ ابر جلے خیمۂ زنگاری کا
سبزۂ مجنون کو ملے فیض دولت سے کبھی
فائدہ کیا پر طاؤس کو زرداری کا
سوز گلرو مین کیا داغ کھلا سینہ گلکار
چمن دل مین کھلا پھول ہے پھلکاری کا
اسپ خامہ چلے قرطاس پہ تھا شوخی سے
روشنائی سے بنا پردہ ہے اندھیاری کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تو وہ خورشید ہے چہرہ سے اوسکے اوٹھا دے جو نقاب
ہو ہر اک ذرہ مین عالم وہین چنگاری کا

کھا گیا ہے اوسے دوروزہ مین غم ای مونس
حوصلہ جسنے کیا ہے مری غمخواری کا

رحم دل ایسے ہین ہم صید گہ عالم مین
غم ہوا طایر مضمون کی گرفتاری کا

روے گلرنگ اگر حوض مین ہو عکس فگن
طور فوارہ مین ہو رنگ کی پچکاری کا

دمبدم خندۂ گل سے یہ صدا آتی ہے
باغ عالم مین ہے موقع یہی زرداری کا

خود بخود دستے یہ دستے ہوئے جاتے ہین سیاہ
کیا کہون حال مین ناسخ کی سیہ کاری کا

۱۳۱

مہندی سے ہے شعلہ قدم اوس رشک پری کا
پاپوش نے سیکھا ہے چلن کبک دری کا

طرفہ چمن حسن مین ہے نخل ترا قد
گرتا ہے جو ہمسر وردان بولسری کا

کس مرتبہ مجکو غم فرقت نے سکھایا
اشکون مین نہین نقش گہر نام تری کا

پاکان ازل کو نہین پرواے امری
عیسا کو ضرر کچھ نہوا بے پدری کا

غزلیات تصنیف ہرچند سنگھ دہلوی

شعلہ رو کی جو ہمین یاد چمن مین آئی
صورت گل مین بھی جلوہ ہوا چنگاری کا

کھاتے کھاتے غم ہجران کو لبون پر جان ہے
حوصلہ دل کو نہ باقی رہا غمخواری کا

میرے صیاد کو ایسا فن تسخیر ہے یاد
زلف سے دام کیا دل کی گرفتاری کا

چشم گریان مین جو خونباری کا ہے جوش بھرا
سوے مژگان مین بھی عالم ہوا پچکاری کا

فکر زرداری کی کس طور سے ہو بلبل کو
غنچہ و گل سے رکھے مایہ ہے زرداری کا

رخ روشن کی نہ بے زلف سیہ ہین ہرچند
مرتبہ نور سے افزون ہے سیہ کاری کا

گر دیکھ لے اوڑ جاے نہ کیون ہوش پری کا
رفتار یہ دیوانہ ہے دل کبک دری کا

نیلوفری ہو رنگ بدن یار سے اوسکے
گر پہنے وہ گل ہار گل بولسری کا

اس چاہ ذقن کے ترے وہ گرد لگا ہے
سمجھو نہ خط سبز یہ سبزہ ہے تری کا

ہے سوز جگر نم نرہا چشم مین باقی
کیونکر نہو طفل اشک کو غم بے پدری کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بو کسکی نسیم سحری لائی چمن مین
ہر گل مین ہوا رنگ چراغ سحری کا
نکلے جو ہوا دار پہ وہ برق تجلی
کیونکر نہو عالم کو گمان تخت پری کا
ہر غنچۂ گل فرقت جانان مین ہے پیکان
ہر شاخ مین عالم نظر آتا ہے سری کا
پر رعب زمین کوچۂ قاتل کی ہے ایسی
ٹھہرے نہ جہان نقش قدم رہگذری کا
ہے گلشن خوبی وہ پری رو سلیمان
خاتم مین نگین کیون نہ ہو عقیق شجری کا
ہون خاک چلون بادیٔ غربت ہے وطن کو
صرصر سے ارادہ ہے مجھے ہمسفری کا
پڑھتے ہین یہ مصرعہ دہن گور سے مردے
عالم نظر آیا ہے عجب بے خبری کا
دیوان مین سادی ہی جگہ چھوڑ دی مینے
مضمون یہ باندھا تری نازک کمری کا
پیری مین کسے زیست کی امید ہے ناسخ
نادان کوئی جھونکا ہے نسیم سحری کا

۱۹

ہے تصور مجھے ہر دم تری یکتائی کا
مشغلہ آٹھ پہر ہے یہی تنہائی کا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہنی

وہ نور تجلی ہے مرے رشک قمر کا
خورشید کو رتبہ ہے چراغ سحری کا
ساقی نہو میخانہ مین کیون سیر پرستان
ہے مے کی صراحی مین سمان لعل پری کا
ہے زلف پریشان کا جو سودا مرے سر مین
سامان نہ کیون سر کو ہو آشفتہ سری کا
دیکھو کہ ہے کیا مردم دیدہ یہ سبکرو
دیکھا نہ کہین نقش قدم رہگذری کا
خاتم کا نگین ہیرے نہ کیون لخت جگر ہو
سینہ مین رکھون داغ عقیق شجری کا
صرصر سے نہ پوچھون مین کبھی جادۂ صحرا
ہے جوش جنون خضر مرے رہ سفری کا
بوسہ لب میگون نے وہ مخمور کیا ہے
مستی کو مری کیف ہوا بیخبری کا
باریکی مین وہ تو رگ گل سے بھی ہے بارک
اوس گل کا کہون حال کیا نازک کمری کا
پھولون سے دیا باغ کو ہے سیم و زر ہرچند
فیاض ہے دم کیا ہی نسیم سحری کا

۱۱

حسن مین ثانی کوئی کب تری یکتائی کا
کیون نہ خوش آئے یہ عالم مجھے تنہائی کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہجر مین گردش بیہودہ جو ہے ایساقی
جام کیا کاسۂ سر ہے کسی سودائی کا

میری آنکھون نے تجھے دیکھ کے وہ کچھ دیکھا
کہ زبان مژہ پر شکوہ ہے بینائی کا

عشق مین رشک ہمیشہ سے چلا آتا ہے
دیکھو قابیل نے کیا خون کیا بھائی کا

جام سائل کی طرح ہین مری آنکھین دردر
جب سے عاشق ہون کسی کافر ہرجائی کا

عشق کامل جو ہوا ننگ کہان عار کہان
دھیان بدست کو رہتا نہین رسوائی کا

قدم اغیار کا رکھنا ہو گوارا کیونکر
تیرے در پر ہے مجھے شغل جبہ سائی کا

مجھ سے رہتا ہے رمیدہ وہ غزال شہری
صاف سیکھا ہے چلن آہوی صحرائی کا

ہجر مین چٹکے جو غنچے ہوئی آواز تفنگ
صحن گلزار ہے میدان صف آرائی کا

جسنے دیکھا تجھے اسے یار ہوا دیوانہ
ہے تماشا تری ہر ایک تماشائی کا

سبز رنگون کی ہے خاک مقرر ناسخ
سبز رنگ اس لیے آتا ہے نظر کائی کا

غزلیات تصنیف ہرچند پسر ڈھی

حیف سرسام ہے اب ہجر کی گرمی سے ہوا
چارہ کیا کر سکے عیسی ترے سودائی کا

جو وہ خاک قدم گل لگالے سرمہ
چشم نرگس مین نہ کیون نور ہو بینائی کا

بھائیون نے تھا جو یوسف کو کوین مین ڈالا
حیف ہے رنج نہ کچھ انکو ہوا بھائی کا

منھ لگائینگے نہ ہم ساقیا محفل مین اوسے
دور ساغر مین ترے طور ہے ہرجائی کا

پڑھ کے دیوان جنون کو مرے مجنون رو دیا
ہے ہر اک شعر مین مضمون غم و رسوائی کا

طاق ابرو کی ثنا لکھتا ہے کاغذ پہ قلم
شوق پھر اوسکو نہ کیون ہووے جبہ سائی کا

تیری چشمون کا نظر آیا اوسمین کچھ طور
نقش پا چومتا ہون آہوے صحرائی کا

شمع رو کے مرے کیا بزم مین وہ جائے گی
شوق شب کو دیکھے جو شمع خود آرائی کا

تیری رعنائی کی گر دیکھے کوئی جلوہ گری
خانہ روشن ہو نہ کیون چشم تماشائی کا

سبز رنگ کے جو خط سبز کو دیکھے ہرچند
پردۂ چشم کا کیون رنگ نہو کائی کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

۱۵

کھل گیا ہی پیرہن مین جسم مجھہ مایوس کا
ایک عالم کو گمان ہی شمع اور فانوس کا

جو کہ ہین درد کیا اونکو ہی قدر داغ عشق
مرتبہ زخمی سمجھتے ہین پر طاؤس کا

آ نہ پائے بزم جانان مین تو یہ بالیدہ ہو
پیرہن ہو تنگ جسم شمع پر فانوس کا

گل نہین ہین داغ حسرت بوستان دہر مین
طور ہر برگ شجر مین ہی کف افسوس کا

ہجر مین نالے ہین ہونٹون پر گریبان ہاتھ مین
وصل مین کام انسے لیتے ہین کنار و بوس کا

کافر عشق بتان ایسا ہون گر ہو جاؤن قتل
شور حلقوم بریدہ سے اوٹھے ناقوس کا

کھو لئے تھے مین میرے سامنے تھے عیش
سو نگئے وا لا ہون آ گل مین ترے ملبوس کا

ہاون مین وہ وحشی کہ مثل خانۂ زنجیر پا
شوق ہے چشم غزالان کو مرے پابوس کا

جو کہ اونکے ہین جوش آمد سے وہ اعلی ہوتے ہین
مور چھل افسر سے ہوتا ہے دم طاؤس کا

زینت ظاہر کے جو پابند ہین لے فیض ہین
کسکو دنیا مین ملا سونا پر طاؤس کا

غزلیات تصنیف ہیر چند ہیر دہلوی

دیکھہ شمع رو کی انکھ مین سوز مجھہ مایوس کا
شمع رو ہو سوختہ یہ پیرہن ڈال کر فانوس کا

یار کی خنیاگری کا گر اوسے آئے خیال
مرغ بسمل کو خوشی سے رقص ہو طاؤس کا

تاب حسن شعلہ رو سے ہو گئی وا ہین تجلی
شمع روشن کو ہے پردہ بزم مین فانوس کا

ماہ نو دیکھا ہے کیا وہ حسن شباب آفتاب
پڑ گیا جو داغ دل پر حسرت و افسوس کا

مضطرب ہے شوق سے موسیٰ کہو لطف لیلی تجہ بی
قبر مین یاد آئے عالم جب کنار و بوس کا

ہو گیا پیر فلک اے ہیر کیا بت پرست
کہکشان زنار ہے اور رعد غل ناقوس کا

شعلہ رو کا سودا ہے جون شعلہ ہے عریان تنی
خاک صحرائی سے ہو جامہ نہ کیون ملبوس کا

کب ہے اعزاز سے رکھے زمین پر پا رکاب
اسپ پر چڑھنے سے رتبہ یار کے پابوس کا

آتش ہجران سے ہر دم جان کو ہے اضطراب
پیچ دود آہ دل کو رقص ہے طاؤس کا

روے جانان پر نہین ہین داغ چیچک جا بجا
رکھدیا ہے یہ گویا مصحف مین پر طاؤس کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

اہل زینت کو نہیں اعلی او اسفل میں تمیز
ہے سر طاؤس پر سایہ دُم طاؤس کا

خاک جو میرے تنِ پُر داغ کی برباد ہے
گرد باد ون پر گمان عالم کو ہے طاؤس کا

ہے دہن ہر غنچہ اور آغوش ہے ہر شاخ گل
شوق گلبن کو ہے کیا تیرے کنار و بوس کا

راتیں گذری ہیں کہ تم سو نیسے جدا ہوتے نہیں
کس قدر ہے شوق کانٹون کو مرے پابوس کا

سچ تو ہے فردوسی طوسی کو نسبت مجھ سے کیا
دل سے ہون مداح ناسخ پادشاہ طوس کا

۱۴

۳۴

ہے کیونکر نہ دل ہر دم نشانہ ناوک غم کا
کہ ہے میرا تولد ہفتم ماہ محرم کا

گیا جو اوسکے کوچے میں وہ ناچشم تر آیا
حرم سے جسطرح لاتے ہین زائر آب زمزم کا

سلیمانی ہے زیبا اوس پری کو بلکہ پریان
تبسم نقش خاتم ہے دہن حلقہ ہے خاتم کا

جواب اوسنے نہ بھیجا اور ہمنے خط لکھے اتنے
کہ مُہرین کرتے کرتے مٹ گیا نقش اپنے خاتم کا

نظر آتا نہیں جبسے کسیکا کعبۂ ابرو
ہمارے دیدۂ تر میں ہے عالم چاہ زمزم کا

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

زشت خو کو پاک دیوان سے ضرر پہنچے فروغ
خوف ہر دم مار کو دامن میں ہے طاؤس کا

داغ انجم سے منقش اور گردش سے ہے رقص
آسمان میں کیا ہی طرفہ طور ہے طاؤس کا

ہمکنار ہے اگر خلوت میں ہو وہ سیم تن
ہم کنارہ کش ہوں یا ہم کنار و بوس کا

کھینچی مہندی ہاتھ پر اور لب پہ چھبنے ہے مسی
مار ہی سر لیا دست پس ہمکو نہین پابوس کا

اوسکی اہل سخن سے سر زمین کو فخر ہے
نام فردوسی سے ہو مشہور ہرچند طوس کا

پڑھیگی بلبل دلگیر رو رو مرثیہ غم کا
ہوا ہون فوت گلشن میں تو ہے شہرہ محرم کا

چمن میں غنچۂ نرگس کو نہ سیرابی ہو کیجیو آہ لب
پلانے کا شک اوسکو کوئی گر آب زمزم کا

جو دیکھے دل لکھے خط غلامی مُہر داغوں کی
خدا افسوس دل لینے کو نقش طرف خاتم کا

یہ ہے منقوش داغوں سے پڑھیگا شعلہ رو اوسکو
جو ہو لخت جگر میرا نگینہ اوسکے خاتم کا

دلِ تفسیدہ ہو سیراب جسکے ایک بوسہ سے
بھرا چاہ ذقن میں آب ہے کیا چاہ زمزم کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

جلا کرتا ہون مین ہر رات لیکن مر نہین جاتا
اثر سوز غم فرقت مین ہے نار جہنم کا

نہین ہے معتقد میرا اگر حاسد تو کیا غم ہے
ہوا ہے سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا

کسی دل تک رسائی ہو سکے تو عرش ہے یہی
عزیزو گر نہین معراج ممکن عرش اعظم کا

بنا گل جگر ہوتا ہے ٹکڑے سیر گلشن مین
ہوا ہے تیغ غم بے یار نظارہ سپر غم کا

رسائی میرے اوج فکر تک ہو گی نہ حاسد کو
غرور اگر مرے کرتا ہے کیا تحصیل سلّم کا

پری زادون نے اپنا منہ چھپایا مارے خجالت کے
اسے سوچو ذرا کیا حسن ہے اولاد آدم کا

ازل سے جو کہ ہین باہم جدا ہوتے ہین دنیا مین
دلیل اس پر جدا ہوتا ہے یان طفلان توام کا

حماقت ہے غرور جاہ اہل فقر کے آگے
یہ تاج و تخت ہے رد کردہ ابراہیم ادہم کا

سخاوت جسکو کہتے ہین کہانی ہے زمانے کی
بخیلون کی بدولت رہگیا ہے نام حاتم کا

میری آنکھون مین پڑجائین نہ کیونکر اسقدر حلقے
تصور رات دن رہتا ہے تیری زلف پر خم کا

غزلیات تصنیف ہر چند سہر دھنی

جواب چشم گریان کا روان سیلاب ہو جائے
کرے برباد یکدم مین وہ گھر نار جہنم کا

دما ما ایک دم کا ہے نہ آئے دم تو جان جائے
کہ دم آنا سبب ہے زندگی نوع آدم کا

لپٹتا ہے پری رو کا یہ جسکو عشق جن ہو کر
نہ او تیرے عاملون سے کب اثر ہو اسم اعظم کا

بنائے گا بگولا دور ماتم خاک تربت سے
رہے گا آہ دل مین بعد مردن بھی اثر غم کا

نہ کیون اوج فلک کے قصر پر دل کی رسائی ہو
کمند آہ سینہ کو ہوا ہے رتبہ سلم کا

ہوا وہ پھنس گیا جو سلسلہ زلف مسلسل مین
قطع پھر سلسلہ کیونکر ہوا اولاد آدم کا

زمانہ کی نہ گردش اک طرح یکسان ہی رہتی ہے
کبھی شادی کبھی غم ہے سماں کب ان مین توام کا

اوڑائی خاک تربت اسقدر دست ہوائی نے
نشان باقی کہان ہے گور ابراہیم ادہم کا

جو ممسک مثل قارون صاحب حشمت ہو گیا اصلا
ہوا مشہور زر بخشی سے ہر جا نام حاتم کا

بلا کب خال کا دانہ پھنسا پھندے مین مرغ دل
ہوا دام بلا او کو یہ دام زلف پر خم کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہمیں ایسا پایا گیا امن ان لحد میں بعد مردن بھی
بجائے سبزہ تربت پر اوگے گا پنجہ مریم کا
مسی آلودہ لب تو نے جس کے لئے سے پونچھا ہے
دو بہنیں زخم دل کے واسطے پھاہا مرہم کا
ترابت جہان ہم دیکھتے ہیں کنج عزلت میں
ہمارا بوریہ کا نقش خط ہے ساغر جم کا
گزر ناگاہ جو میرا ہوا شہر خموشان میں
عجب نقشہ نظر آیا وہاں شاہان عالم کا
سر آئینہ زانوے سکندر کا شکستہ تھا
کہیں جانب پڑا تھا کاسہ سر خاک میں جم کا
بیابان جنون میں خاک اڑاتے پھرتے ہیں ہم
تمام گرد باد ان کو ہے جھونکے کس کے ماتم کا
نوشتہ کا اگر ان لکھا نہیں آگے دنیا میں
رہا ہر ماہ پر جب کو یقین ماہ محرم کا
صحابہ میں [illegible] ناسخ
[illegible] مکان میں گویا ہوں [illegible] دم کا

۱۴

ہے دل پرسوزاں میں ظہور اوسکی تجلی گاہ کا
روئے آتشناک پر شعلہ ہے اپنی آہ کا
وصل کیا ہم خاکساروں کو ہوا اوس دلخواہ کا
خاک میں آلودہ ہونا کب ہے ممکن ماہ کا

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

جمایا نقش ہے لوح دلوں پر اوسکی عظمت نے
مٹایا صفحۂ دنیا سے نقشہ نام مریم کا
جگر پر زخم تیغ ابروے گل رو کا رکھتا ہوں
لگا نار گل سے ہے مناسب پھاہا مرہم کا
ختم تن آخرش دست اجل سے ٹوٹ جاویگا
شکستہ ہو گیا سنگ فنا سے جام بھی جم کا
سجا ہے دل میں سمجھیں ہم اگر جان جہان تجھکو
کہ اے ہے حسن کا عالم ترا دل اہل عالم کا
حکومت حشمت و مسند نشینی زندگی میں تھی
زمین پر بستر تربت میں کرتے ہے شہ جم کا
اثر غم کا رہے گا آہ دل میں بعد مردن بھی
اٹھے گا خاک تربت سے بگولا درد ماتم کا
شب [illegible] قسمت ہے مہ رو کی نہ کیونکر ماتم [illegible]
[illegible] روز ولادت میں ہوئے عشرہ محرم کا
نہ بیتابی سے ہرچند چین جی کو اک دم تھا
غم فرقت میں [illegible] ہے دم کو نالہ ہر دم کا

بن گیا ہے عرش میدان جسکے جولانگاہ کا
برق سے ہے تیز رو شبدیز دل کی آہ کا
آتا ہے جلوہ نظر اک صورت دلخواہ کا
چشم میں رہتا ہے ہر دم دھیان رشک ماہ کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نور افشاں جب سے ہے دلمیں خیال اوس ماہ کا
طور کا شعلہ دھواں ہے میری شمع آہ کا

ہے فزوں اون سے پہلے رنج امید نفع میں
ہاتھ سے محنت نہیں آتا ہے پانی چاہ کا

قامت موزوں نظر آیا مجھے جیسے الف
تھا شروع عاشقی دن میری بسم اللہ کا

سمجھے مبارک شرح دیکھکر ابرو تری بالائے چشم
مرتبہ سے مرتبہ اعلیٰ ہے بیت اللہ کا

آمد خط میں تو ہونے دینے لگا ہوں گذر کا
دیکھیے مجھے نہیں پاتا ہے سبزہ راہ کا

جا برابر ہے دل یار درمیں [illegible] کی
ہے تہ زمین خاک یکساں ہے گدا و شاہ کا

خلق میں قرآن دیکھا جب ہوا تاریک
ہم نے دیکھا مصحف رخسار اپنے ماہ کا

آتی ہے اوس طفل کے روشن شبستانہ ہوا
شمع ساں جلوہ ہے اوسکے قامت کوتاہ کا

زرد اگل کو فلوس داغ سودا سے مجھے
اے فلک موسم یہی ہے میری تنخواہ کا

سفلہ ہو جاتا ہے وقت امتحان بے آبرو
ہے دلیل اوسکا تمام ٹوٹ جانا جاہ کا

غزلیات تصنیف میر خیر قسمتی

شعلہ افگن برق ساں ہے سوز رشک ماہ کا
چرخ پر پہونچے دخاں کیونکر نہ دل کی آہ کا

فوج مژگاں آب نوشی اوس سے کرتی ہے مدام
ٹوٹ سکتا ہی نہ پانی چشم تر کی چاہ کا

آہ کا پہلا الف جو نامہ دل نے لکھا
میرے دیوان کو ہو عنوان بسم اللہ کا

دیکھتا ہوں آنکھ سے جب اوس بت کافر کی شکل
جلوہ آتا ہے نظر تب قدرت اللہ کا

خاکساروں سے ملے ہی منزل مقصود دل
خط جادہ ہو گیا ہے خضر میری راہ کا

سب کو جاتا ہے دیار یار میں مہتاب [illegible]
ایک رستہ ہے گذرتا ہے گدا و شاہ کا

اون سے خورشید رو کو دیکھکر سودا ہوا
حلقہ طوق گلو ہالا ہوا ہے ماہ کا

خامہ نے لکھی حکایت طول درد ہجر کی
حوصلہ کیا ہی بلند ہے اوس قد کوتاہ کا

مثل نوکر خدمتی ہوں ہمال تنخواہ کیا
گالی دینی مجھے وہ دینا گویا تنخواہ کا

زندہ دل رہتے ہیں ہم طفل اشک سے سدا
آب حیواں ہے یہ پانی چشم تر کی چاہ کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دیکھکر مجھکو نہ کیونکر نعرہ زن ہوں سب رقیب
بیشتر کنعان کو ہوتا ہے جلوہ ماہ کا

یار کا [illegible] ہوا ہے پیرہن تو کیا عجب
[illegible] کتان کا ہر نور ماہ کا

وحشت [illegible] دل ہوا [illegible] دیوانہ تری تاثیر کا
چشم آہو بن گیا حلقہ ہر اک زنجیر کا

سایہ گلبن پر اگر چہ ہے مجھ دلگیر کا
ہو ہر اک غنچہ میں یاں غنچہ تصویر کا

پہونچے ہم آتش زباں تو کون ضرر دشمن سے لیا
شمع کو کرتا ہے رشتہ باہر ستم گلگیر کا

لاغر ایسا ہوں کہیں آکر ہوا سے اڑ گیا
میرے پیکر میں ہے عالم کاغذ تصویر کا

اہل حاجت کی بدولت ہوتی ہے منعم کی قدر
[illegible] نے سے یکساں خاک اور اکسیر کا

بیسوں گذرے ہیں صدا باہر نکل سکتی نہیں
ہے ہمارا ضعف دربان خانہ زنجیر کا

ناتوانوں سے پناہ اے ظالموں مانگا کرو
دیکھ لو اک بال ہے بازو شکن شمشیر کا

شمع ساں جلتے ہیں بعد از مرگ اپنے استخواں
کام سنقار سا کرنے لگی گلگیر کا

غزلیات تصنیف ہرچند پسر دھنی

خاک پا مہ رو کی پہونچی ہے سر گردوں تلک
ہو گیا پر نور عالم چشم مہر و ماہ کا

جب چڑھا ہے [illegible] وقت شام ہر بام پر
چاندنی چھٹکی ہوا پر نور پرتو ماہ کا

۴۵

ہو گیا دیوانہ دل جو عشق کی تاثیر کا
حلقہ زلف پری وش حلقہ ہو زنجیر کا

نقش گر کھینچے مصور اس دل دلگیر کا
ہوش دلکا اوسکے ہووے عالم تصویر کا

شاخ شمع سے ثمر چاہے تو کوئی کب ملے
گل ہے پر ہوتا نہیں اس کبھی گلگیر کا

[illegible] سے کرانجانی ہوئی ایسی مجھے
کب ایسے کبھی اوڑے کا کاغذی تصویر کا

[illegible] کی تیغ ابرو نے کیا کشتہ مجھے
خاک [illegible] میرے بیٹھے نکلوں اکسیر کا

دل میں [illegible] منظور ویرانی نہیں
کر دیا ہے دیکھ لو آباد گھر زنجیر کا

کیا کہیں تھی اوسکو شوق دید روئے زخم دل
صورت دیدہ ہے جوہر یار کی شمشیر کا

شکل شمع ہو گیا مجھکو وہیں فکر عدم
صورت لا دیکھکر [illegible] بزم میں گلگیر کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

شکل اوسکی ایسی ہے دلچسپ گر پڑ جائے عکس
تا قیامت آئینے میں نقش ہو تصویر کا

وہ مصور پیشہ ہون گر ہو مری تربت کی شکل
ہو ورق ہر برگ کی جا یار کی تصویر کا

کون عالم کے مرقع میں ہے مجھہ سا بے ثبات
رنگ اوڑ جاتا ہے کھنچتے ہی مری تصویر کا

لکھتے ہین مضمون سوزِ داغِ دل ہم رات دن
کام کرتا ہے ہمارا خامہ آتش گیر کا

بن گیا بت جو لگا عشق بتان میں مجھکو سنگ
نالۂ ناقوس ہر نالہ ہوا زنجیر کا

کیا ہے کبر مدعی میری تواضع کے حضور
سرکشی دم میں مٹا دیتا ہے خم شمشیر کا

اے مصور سوز غم کی بھی رعایت چاہیے
خاک گلخن سے بنا گرد ہے مری تصویر کا

کھیلتا ہون اس سے مرجانِ معانی کا شکار
کام وقت فکر لیتا ہون قلم سے تیر کا

ہے دلیل مرگ انسان واقعی موئے سفید
کوہ کن کی موت تھی انجام جوئے شیر کا

کسکے عارض کے تصور میں ہون نالان آج مین
ہے دھوان مہتاب میرے نالۂ شبگیر کا

غزلیات تصنیف ہیرا چند دہلوی

چشم تر سے کیون نہ ساون کی جھڑی کا مونہہ شگفتہ
ابر کا لکا بنا کاغذ مری تصویر کا

ہون میں وہ پردرد وغم نقاش گر کھینچے شبیہ
کیون نہ دے آواز نالہ مونہہ مری تصویر کا

خانۂ دیدہ نہ کیونکر ہو نگارستان چین
دھیان ہے پیش نظر جو یار کی تصویر کا

سوزش داغ جگر کا حال گر خامہ لکھے
پیدا ہوا وسکی زبان نالہ آتش گیر کا

ہون وہ سودائی او [illegible]
شاخ کی جنبش سے [illegible] زنجیر کا

ہے [illegible] اوسکو [illegible] شاخ [illegible]
موت کا [illegible] نخچیر کا

ہون وہ تیرہ بخت [illegible] زنگار بھی
رنگ سے رنگین نہو کا [illegible] مری تصویر کا

گر [illegible] دوان [illegible] زرین ہو
کب نشانہ ہو غلط [illegible] کمان کے تیر کا

حسن [illegible] شیر [illegible] ہون کب ملون
رابطہ [illegible] اور شیر کا

خوف کیا گر گور میں ناگاہ ہین مردانا
روز محشر زاہے عالم نالۂ شبگیر کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دو سو غزلوں کے سر ہے چمن چمن کی مثل ہیں تمام

چشم بینا ہے ہر اک جوہر تری شمشیر کا
میری قسمت میں جو بربادی عجب کیا ہے اگر
کاغذ بادی بنے کاغذ مری تصویر کا
گلشن کوئے بتاں کا ہے جو زندان میں خیال
نغمۂ بلبل ہے ہر نالہ مری زنجیر کا
کچھ نہیں پروا مجھے دشمن اگر ہے عیب جو
خوف کیا شیر نیستاں کو ہو آہو گیر کا
نیک یا بد کوئی دنیا میں ہوا مجھ سے نہ کام
سادہ کاغذ ہے مگر نامہ مری تقدیر کا
لاغر ایسا ہوں کسیکو میں نظر آتا نہیں
چاہیے مانی ورق سادہ مری تصویر کا
اس خرابے میں بنایا جسنے گھر دیوانہ ہے
دیکھ ہر دروازے پر ناسخ نشان زنجیر کا

غزلیات تصنیف ہرچند دہلوی

پڑ گئی یکدست گرہ میری زلف بستہ میں
ہو کہیں عقدہ کشا وہ ناخن شمشیر کا
ہے وفور شوق دلکو گفتگوے یار سے
کیا عجب بولے اگر پیکر مری تصویر کا
جب لکھا خامے نے کچھ دیوانگی کا ماجرا
ہو گیا سطروں سے پیدا سلسلہ زنجیر کا
سوز شعلہ رو میں چشموں سے ٹپکے اشک گرم
پردۂ مژگاں بنا ہے پردہ آتشگیر کا
کام کیا تحریر کا ہے وصف خط میں اے قلم
موبمو نقش ہے اوس خامۂ تقدیر کا
حالت غم میں مجھے غمگیں جو دیکھے اک نظر
اشک باراں ہو نہ کیونکر دیدۂ تصویر کا
اسقدر گریہ کو ہرچند جوش سودا ہو گیا
بحر میں اوسکے ہے حلقہ موج سے زنجیر کا

۱۴

سینکڑوں دل میں کروں پردہ گر کیا آواز کا
تیر ہو آواز دے ہے نقص تیر انداز کا
نازنینوں سے کروں کیا ربط میں نازک مزاج
بوجھ اوٹھ سکتا نہیں مجھ سے کسیکے ناز کا
رشک سے جلتا ہے ایسا روے جاناں دیکھکر
طور ہے مہتاب میں مہتاب آتش باز کا

۱۳

ہجر مہ رو میں ہے نالہ غم بھری آواز کا
برق کی گردش میں کب ہو شور اس انداز کا
خرمن دل کو جلا کر خاک اک دم میں کیا
آب آتشگوں ہوا تیغ نگاہ ناز کا
سوز غم آتش شرار آہ کی باروت ہے
دل ہمارا بنگیا طاؤس آتشباز کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

یار سے کہتا ہون باتین جلے جاتے ہین غیر
صاعقہ انکو ہوا شعلہ میری آواز کا

آگے مجھ کامل کے ناقص ہے کمال مدعی
درمیان ہے فرق استدراج اور اعجاز کا

جال لے صیاد اپنی زلف کا تو روک دے
ہے ارادہ میرے مرغ روح کو پرواز کا

محو ایسا چاہیے عاشق خیال دوست مین
غیر اگر بولے یقین ہو یار کی آواز کا

جسقدر جلتا ہے ہوتا ہے سیہ داغ جنون
ہے چراغ اپنا دل روشن مرکب ساز کا

گر کوئی پڑھنے لگے بزم غنا مین میری نظم
کان کا پردہ وہین بن جائے پردہ ساز کا

ضبط آہ شعلہ افشان جب ہوا مجکو گران
آسمان بن جائیگا طاؤس آتش باز کا

میری نظرون مین جو تو پنہان ہوا پیدا ہوا
بیقراری مین نہین ممکن چھپانا راز کا

کی ہے یان شدت سے شدت بسکہ اشکبار نے
کیون نہ وان آجائے موسم برسات کے آغاز کا

چلکے ناسخ گلشن شیراز کو آباد کر
آشیان ویران پڑا ہے بلبل شیراز کا

غزلیات تصنیف ہرجند سنرہی

استخوانون مین سمایا شور ماتم اسقدر
بعد مردن قبر سے نکلے گا غل آواز کا

مردہ دل ہوتے ہین زندہ سنکے بزم رقص مین
صوت زنگون مین اثر عیسی کے ہے اعجاز کا

گر اڑے لیکر کبوتر نامہ پرسوز کو
کیا عجب جل جائے شہپر بازوے پرواز کا

پردے سے باہر نہو تو گر حیا سے پردہ نشین
پردہ ہی مین تو لیے مشتاق ہون آواز کا

چشم کا پردہ ہوا ہے اشک خونین سے وہ سرخ
خوشنما ایسا کہان رنگ ہو سکے رنگساز کا

مطرب تار رگ جان سے جو نکلے صوت غم
تار تار ہو جائے کیون سنکر نہ پردہ ساز کا

گر جنازے پر نہین چلتے ہو دیکھو دور سے
یہ تو کر پاس محبت عاشق جانباز کا

اے دل پر درد کیون روتا ہے ضبط نالہ کر
ہو رقیبون پر نہ افشا تا نہانی راز کا

خط جو آخر تک وہ پڑھتا کھلتا میرا حال سب
بند کر دیتا ہے کچھ مضمون پڑہ آغاز کا

اس گل دیوان کی ہرجند گر صبا لیجائے بو
مغز ہو جائے معطر بلبل شیراز کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کب ہوا محتاج حلق اپنا کسی خونریز کا
ہر رگ گردن مین یان عالم ہے تیغ تیز کا

دود عنبر سے نہین کچھ کم ہمارا دود آہ
ہے بہت دل مین خیال اک زلف عنبر بیز کا

ساتھ آہون کے نہ دود دل نکل جائے کہین
اسلیے ہے ضبط مجکو آہ درد آمیز کا

نیل پڑ جائے یقیناً کہا گئے گر دریا نیل
لطمہ میرے اشک کے دریاے شور انگیز کا

دن جدا اپنا صرف ہوتا ہے بتون کی یاد مین
رات بھر رہتا ہے عالم مرغ صبح خیز کا

اسقدر روتے ہین تیر جور سے اہل جہان
نام صفحے سے جہان کے مٹ گیا چنگیز کا

وصل کی شب پر ہوئی ہے میری رفتار صنم
خاک مین نام اسکے آگے ملگیا شبدیز کا

عشق کر دیتا ہے سلطان و گدا کا ایک رنگ
کوہکن کی طرح خون آخر کیا پرویز کا

نالۂ رفتار مجھ وحشی کو لیا ہون خار دشت
تیز رو کرنا قدم کو کام ہے مہمیز کا

اشک گرتے ہین دل ہوتا ہے جسدم بیقرار
میری آنکھون مین ہے عالم ساغر لبریز کا

غزلیات تصنیف ہرچند سفر دہی

۱۳ ۱۴

ہو نہ ایسا زخم کاری خنجر خونریز کا
کاٹ مین جوہر ہے جو تیغ نگاہ تیز کا

لخلخہ بھی سونگھنے کو مشک و عنبر ہی کا ہو
سر مین سودا ہے مرے اوس زلف عنبر بیز کا

نعرہ زن درد دلی سے ہو صریر کلک بھی
گر لکھون اک حرف بھی مین شوق درد آمیز کا

ہجر مین شیرین دہن کے کثرت گریہ ہوا
جوش ہے سیلاب مین دریاے شور انگیز کا

آ گئی جوش جوانی پر بہار باغ حسن
ہے رخ گلرنگ پر جلوہ خط نو خیز کا

جور و غصہ مین ہرا سرو ہے [illegible] فلک
اوسکے آگے جو [illegible] رتبہ نہین چنگیز کا

ہو گیا خون جگر کے رنگ سے اوسکا سنگ
کیون نہ رکھون نام گلگون آہ کے شبدیز کا

خسرو عشق اسقدر رکھتا ہے عالی منزلت
ہے غلامون سے بھی کم رتبہ جہان پرویز کا

اشہب شوق دل بلبل نہ کیون ہو تیز رو
موج رنگ روے گل مین طور ہے مہمیز کا

باغ مین نرگس بھی اپنے جام سے مدہوش ہے
آب شبنم سے ہے عالم ساغر لبریز کا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

جوشش مضمون کا خامہ صور اسرافیل ہے
بیان میں شعر میں عالم ہے رستاخیز کا

عشق کے آزار میں مرتا ہے پرہیز دیا
ہے خدا حافظ دل بیمار بے پرہیز کا

گام اول ہے جہاں پڑتا ہے چاہ گور میں
ناسخ آوارہ ہے اوس صحرائے آفت خیز کا

۲۶

اے جنون مجھ زار کا فربہ بدن ہو جائے گا
جو لگائے گا وہ پتھر جزو تن ہو جائے گا

تیرے جانے سے ہوا رنگ چمن ہو جائے گا
برگ گل جو ہے وہ برگ یاسمن ہو جائے گا

کار فرما جب مرا شیریں دہن ہو جائے گا
بیستون پر نقش شیریں کوہکن ہو جائے گا

بام پر نکلے نہ آو تم شب مہتاب میں
چاندنی پڑ جائے گی میلا بدن ہو جائے گا

فکر عریانی نہیں مجھ ناتوان عشق کو
پوست ڈھیلا ہو کے تن پر پیرہن ہو جائے گا

گر اوٹھا کر شہر سے صحرا میں پھینکا دو گے تم
بس وہیں مثل درخت اپنا وطن ہو جائے گا

ایسی حیرت زا تری آنکھیں ہیں اے صیاد خلق
دشت آہو صاف نرگس کا چمن ہو جائے گا

غزلیات تصنیف ہرچند دہلوی

شب کو مضمون سوجھتے ہیں جو کہ شور انگیز ہوں
دل میں عالم ہے ہمارے روز رستاخیز کا

اے دل بیمار ہرگز مل لب بوسہ نہ ہو
توڑنا اچھا نہیں بیمار کو پرہیز کا

خال کا دانہ رہا کیوں خام ہرچند ہے عجب
جاگزیں ہے یہ تو اوس رخسار شعلہ خیز کا

۱۷

غم میں گل رو کے مرا لاغر بدن ہو جائے گا
سمجھ نہ کیوں کر خار سا خشک تن ہو جائے گا

حسن صافی یار سے زیبا چمن ہو جائے گا
آئینہ داری کو برگ یاسمن ہو جائے گا

موت کو میری غم شیریں دہن ہو جائے گا
گورکن میرا انکیوں سمجھو کہ کوہکن ہو جائے گا

نخل سوسن کے تلے بیٹھی ہے کیوں اے نازنین
بار سایہ سے ترا نیلا بدن ہو جائے گا

عشق ہے موئے میاں کا جوگی بن کھولوں بال
تن کو بالوں کی لٹا سے پیرہن ہو جائے گا

باد سے برباد ہو سو اوڑ کے ہو گی بعد مرگ
حیف خاک قبر کو ترک وطن ہو جائے گا

سنگساری گل کھلا دے گی بہ رنگ لطف تیغ (?)
اے جنون خون سے تن رشک چمن ہو جائے گا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

فرقت ساقی مین نکلے گا لہو جا شراب
اب ہان تیشہ زخموں کا دہن ہو جائے گا

ہو کے رنجیدہ جو تو تلوار مارے گا مجھے
زخم بھی بہر تکلم اے ری دہن ہو جائے گا

مین نہین عریان سلامت ہین اگر داغ جنون
پھائے ان جب لگین گے پیرہن ہو جائے گا

اور جانب کو چلون گا جب دیار یار سے
خضر بھی مل جائے گا تو راہ زن ہو جائے گا

میکدے تک محتسب کو میکشو آنے تو دو
دیکھکر پیمانہ کو پیمان شکن ہو جائے گا

دور دل سے کیجئے جلدی ابھی تازہ ہے عشق
زخم یہ ناسور ہوگا جب کہن ہو جائے گا

مین وہ وحشی ہون اگر سونگھے گا میرا استخوان
مارے وحشت کے سگ جانان ہرن ہو جائے گا

یوہین آکر جو ڈوبین گے سرپزادالصنم
دوسرا بیر الالم چاہ ذقن ہو جائے گا

حسن کی زینت اگر چاہے کلام عشق سن
گوہر گوش الصنم میرا سخن ہو جائے گا

کیون اچنبھا ہے تجھے ناسخ فراق یار سے
ایکدن نادان فراق جان و تن ہو جائے گا

غزلیات تصنیف ہرچند دہلوی

گر لکھے گا کچھ بیا شیرینی گفتار یار
خامہ جون تنگ شکر شیرین دہن ہو جائے گا

غم مین شیرین لب کے غمگین ہون اگر چھیڑین کبھی
خندہ زن زخموں کا میرے لب دہن ہو جائے گا

عشق مہ رو مین ہے عریانی رہون صحرا نورد
چادر مہتاب ہی سے پیرہن ہو جائے گا

دھیان رکھتا ہون جو اوس حسن ملیح یار کا
زخم تن میرا نمک پر خندہ زن ہو جائے گا

قاصدا لکھا ہے اوسمین ہمنے دلشکنی کا حال
کیون نہ خط شکنون سے میرا پرشکن ہو جائے گا

نوجوانی ہے ابھی اے ماہ رو آ مجھسے مل
لطف پھر کیا پیر جب چرخ کہن ہو جائے گا

دیکھکر وہ چشم میگون میرے آہو چشم کی
مے کشون کا نشہ بھی دم مین ہرن ہو جائے گا

سبز خط کی ہو گئی رخسار جانان پر نمود
خوشنما سبزہ سے اب چاہ ذقن ہو جائے گا

اے قلم دل مین کچھ اپنے فکر گمنامی نہ کر
تیرا بھی مشہور ہر جا یہ سخن ہو جائے گا

آئینہ مین یار ہرچند شکل دیکھے کسطرح
حسن صافی کا غبار آلودہ تن ہو جائے گا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

وصل کے ایام میں وہ شور قلقل ہو گیا
اب تو ساقی کی جدائی میں مراقل ہو گیا

بعد مرنے کے بھی ہم چھوٹے نہ دامِ عشق سے
جسم سے نکلا جو مرغِ روح بلبل ہو گیا

تیری ایڑی سا اثر کا ہیکو رکھتا ہے سہیل
گل سے بھی خوشبو زیادہ کفش کا گل ہو گیا

عشق نے ہمکو دکھایا آج اعجازِ خلیل
آگ سے پیدا ہمارے ہاتھ کا گل ہو گیا

نوجوانو میرے مرنے سے نہو ہرگز ملول
صبح پیری تھی چراغ زندگی گل ہو گیا

واہ کیا پیر مغاں کا ہے تصرف میکشو
محتسب کا اب سخن تکیہ ہی مُل مُل ہو گیا

اسقدر مضمون لکھے کاکل محبوب کے
ریشہ بھی اپنے قلم کا تار سنبل ہو گیا

کیا چلی باد بہاری اے جنون جو خود بخود
صورت برگ خزاں زنجیر کا غل ہو گیا

یہ اثر مہندی کی رنگت کا ہے یا اعجاز ہے
پنجۂ صیاد میں مرغ چمن گل ہو گیا

آئے ناسخ کیا نظر جز شہسوار لافتے
سرمۂ بینش غبار راہ دلدل ہو گیا

غزلیات تصنیف ہرچند دہلوی

۱

بادہ ریزی سے کہ جب مینا کا قلقل ہو گیا
میکدہ میں اپنے ساقی بن مراقل ہو گیا

باغ میں گل رو نہ دیکھا آ گیا رونا مجھے
یاد میں اوس رشک گل کی شور بلبل ہو گیا

میرے رشک گل کے خندہ کا ہوا گیا خیال
جو ہر اک غنچہ چمن میں صورت گل ہو گیا

گلبدن کے شور غم سے کھائے ہیں جو گل یہ گل
جون خیابانِ چمن اب سینہ پر گل ہو گیا

خانۂ گلشن میں ہو جائے نہ کیونکر تیرگی
باد صرصر سے گل خورشید بھی گل ہو گیا

کون سے مخمور کی محفل میں آیا ہے شوق
جو روان میدست و پا شیشہ دل ہو گیا

باغ میں گل رو کی تو نے زلف مسلسل دیکھکر
سرزمین پر یاری سے سنبل ہو گیا

باغ میں صیاد نے پکڑا مجھے آواز سن
[illegible]

جب ہرا وہ رشک گل سیر بستان کو گیا
تھا چراغ گل جو روشن سایہ سے گل ہو گیا

جائے یکدم میں یہ ہرچند اسکا لا مکان
[illegible]

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

۲۸

آج دعویٰ اوسکی یکتائی کا باطل ہوگیا
بحث کرنے کو جو آئینہ مقابل ہوگیا

ایک دل کے کردیے قاتل نے مجکو لاکھہ دل
جو لگا نیکان مرے پہلو مین وہ دل ہوگیا

کیون نہ اب عالم ہوا اوسکا تختۂ مشق ستم
وقت بسم اللہ معلم جسکا بسمل ہوگیا

کچھہ کبھی حاصل باکمالون کو نہین ہے جز زوال
دورِ نقصان ہوا جب ماہ کامل ہوگیا

مصحفِ رخسار جانان مین نہین ہے ایک خال
نے نقطِ قرآن کبھی دنیا مین نازل ہوگیا

وادیٔ وحشت مین کیون مثل جرس نالان ہے قیس
ایک لیلیٰ کیا یہان کس کس کا محمل ہوگیا

صبح ہوتے کچھہ نظر آیا نہ غیر از آفتاب
کون کون اک رات کو یان شمع محفل ہوگیا

۲۹

دم بلبلِ اسیر کا تن سے نکل گیا
جھونکا نسیم کا جو مین تن سے نکل گیا

لایا وہ ساتھہ غیر کو میرے جنازے پر
شعلہ سا ایک جیب کفن سے نکل گیا

ساقی بغیرِ شب جو پیا آب آتشین
شعلہ سا بنکے میرے دہن سے نکل گیا

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

۶

تھا صفائی کا اوسے دعویٰ سو باطل ہوگیا
روے صافی سے جب آئینہ مقابل ہوگیا

ہوگیا طوقِ سلاسل پیچ ہر مو کا مجھے
دیکھکر زلفِ سیہ سودا زدہ دل ہوگیا

جان نثاری کے لیے شوقِ شہادت دلکو تھا
دیکھتے ہی خنجر ابرو کو بسمل ہوگیا

ماہ نو نے جب وہ دیکھا حسن رشکِ آفتاب
فیض سے اوسکے سراپا ماہ کامل ہوگیا

شب جو وہ رشکِ قمر آیا مری آغوش مین
سمجھا مین برج حمل مین مہر نازل ہوگیا

ہوگیا دل اپنا منزل کاروانِ عشق کو
شور نالہ سے صداے زنگ محمل ہوگیا

اوٹھہ گیا ہرچند رشکِ شمع وان سے جس گھڑی
مثلِ پروانہ کے ہر ان رنگ محفل ہوگیا

۷

دم میرا اوسکے ساتھہ مین تن سے نکل گیا
جھونکا ہواے آہ جو تن سے نکل گیا

تربت مین جب تصور رنگ کفن ہوا
خونِ جگر اوبل کے کفن سے نکل گیا

اندھیارا دن مین ہوگیا جیسے اندھیری رات
جب دود آہ دل کا دہن سے نکل گیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

اب کی بہار مین یہ ہوا جوش اے جنون
سارا لہو ہمارے بدن سے نکل گیا

اوس شاخ گل کی جاتی ہی بس آگئی خزان
ہر گل بھی ساتھ بو کے چمن سے نکل گیا

اہل زمین نے کیا ستم نو کیا کوئی
نالہ جو آسمان کہن سے نکل گیا

سن سان مثل وادی غربت ہے لکھنؤ
شاید کہ ناسخ آج وطن سے نکل گیا

تیرے گیسو مین نے دیکھے مجکو سودا ہوگیا
روے آتش رنگ سے ہیجان صفرا ہوگیا

کیا فقط روتی ہین پریان اوس پری کے عشق مین
شاہ جنات ایسا رویا شاہ دریا ہوگیا

کوئی اے صیاد تیرے عشق مین زندہ نہین
طایر جان جسکو کہتے ہین وہ عنقا ہوگیا

تو وہ یوسف ہے جو منھ تیرا نہ دیکھا اگر
صورت یعقوب آئینہ بھی اندھا ہوگیا

کون دل پگھلا نہ تیرے روے آتشناک سے
تھا جو سیم اندام تیرے آگے رانگا ہوگیا

چشم تیرا جام کو اوس چشم میگون نے کیا
بادۂ گلرنگ بھی پانی سے پتلا ہوگیا

غزلیات تصنیف ہرچند سہرندی

ہمدم کی درد ہجر نے بیدم کیا مجھے
بیتاب دم تھا وہ بھی بدن سے نکل گیا

سودا ہے عشق غنچہ دہان کا ہے پردہ در
گل جامہ چاک کر کے چمن سے نکل گیا

مہ روے نوجوان کے روتا ہون یا زمین
گریہ کا شور چرخ کہن سے نکل گیا

ہرچند لعل لب کی ہے بالی مین سفت در
پانی جب آبرو کے وطن سے نکل گیا

گرمی سوز جگر سے دلمین سودا ہوگیا
ضعف تھا تب ہجر سے اب زور صفرا ہوگیا

چشم گریان کے جو پونچھے اشک اوس سے دمبدم
تار دامان کا بھی ہر اک موج دریا ہوگیا

دیکھا کب مرغ نظر نے اک بلا کبھی آنکھ سے
یار کا سوے کمر بھی بال عنقا ہوگیا

دیکھتا ہے یار کی صورت کو وہ ہیچ چشم ہو
آئینہ بینا ہے کب پتلی اندھا ہوگیا

خام نقرہ نے جو دیکھی آب و تاب حسن یار
تاب سے جون آب گھل کر صاف رانگا ہوگیا

آتشین رو کا جو ہر دم دل مین رہتا ہے خیال
خون سینہ مین مرے دھوان سے پتلا ہوگیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نقش ہین تسخیر دل کے واسطے نقش قدم
سایہ تیرا اے پری جادو کا پتلا ہو گیا

بند کشاد و بست کار عاشقان کا تیرے ہاتھ
کھل گیا جس دم دریچہ بند رستا ہو گیا

تیرے آگے چاک پھر پیراہن یوسف ہوا
اندنون دست جنون دست زلیخا ہو گیا

بن گیا جب بہر خود بینی کے دل صاف آئینہ
تھا نشان اپنی نظر سے مین سویدا ہو گیا

آگئین جو یاد تیری بازوؤن کی مچھلیان
ایسے ہم روئے کہ جاری ایک دریا ہو گیا

دیکھیے کیا روز فرقت مین ہو عالم شام تک
دوپہر مین ہائے میرا جسم آدھا ہو گیا

پاؤن مین تا خلوت جانان رسائی کس طرح
وہ تو میرے واسطے ناسخ اکیلا ہو گیا

۱۴

یار بن بے راحت عدم مین کی مین نالان رہ گیا
قافلہ منزل پہ جا اترا جرس یان رہ گیا

کی ادھر دل نے کشش کھینچا ادھر سفاک نے
ٹوٹ کر آخر مرے سینہ مین پیکان رہ گیا

مین در فردوس پر رضوان کو سمجھا اک رقیب
بعد مردن بھی خیال روے جانان رہ گیا

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

دل لبھاتا ہے ہر اک کا اک نگاہ ناز سے
مردم دیدہ ترا جادو کا پتلا ہو گیا

تیری خاطر چرخ پر جانے کو اے آہ جگر
کہکشان سے خوب سیدھا صاف رستا ہو گیا

بخت خفتہ نے نہ دیکھا یوسف اپنا خواب مین
کون کہتا ہے مجھے خواب زلیخا ہو گیا

ہو گیا داغ سویدا چشم دل کو مردمک
حسن شعلہ رو کا شوق دید پیدا ہو گیا

ابر باران ہو گیا پانی سے پتلا دیکھکر
چشم گریان کا روان جس دم کہ دریا ہو گیا

ماہ دو ہفتہ نے دیکھا حسن مہ رو کا نظر
گھٹ کے سوز غم سے اک ہفتہ مین آدھا ہو گیا

گھر پر اپنے چلون ہرچند اندھیری رات مین
ساتھ سے سایہ گیا اب مین اکیلا ہو گیا

سوز غم سے تن جلا پر دل یہ نالان رہ گیا
خاک برباد ہو گئی داغ جگر یان رہ گیا

میری خونریزی سے کیون ابرو کمان کو عذر ہے
تیر گذرا دل سے ہے سوراخ پیکان رہ گیا

آئینہ رو دیکھکر جون آئنہ حیران ہوا
مردم دیدہ بھی تکتا روے جانان رہ گیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

عمر بھر وحشت مین گو صحرا نوردی کی تو کیا
سیر کے قابل جو تھا دل کا بیابان رہ گیا

فصل گل مین بھی نہ زندان کے تعلق سے چھٹا
ناتوانی سے مرا طوق گریبان رہ گیا

روز روشن تیرہ بختی سے نہ دیکھا عمر بھر
شب کی شب گویا مین اس محفل مین مہمان رہ گیا

اشک نے تاثیر کو نادم کیا برسات کی
بہنے کے باعث رات میرے گھر مین جانان رہ گیا

کتنے سیار فلک حیرت سے ثابت رہ گئے
دیکھکر تجکو نہ اک آئینہ حیران رہ گیا

روح جب رخصت ہوئی سمجھا مین اپنے جسم کو
ماہ کنعان جب گیا خالی یہ زندان ہو گیا

بیدماغی مین کہان تصنیف دیوان کا خیال
اپنی خاطر ہی کا مجموعہ پریشان ہو گیا

کر چکی تھی خلق مین رسوا جدائی یار کی
موت کی شفقت سے میرا راز پنہان رہ گیا

زیر خنجر کر دیا نظارہ قاتل نے محو
ذبح ہونے کے مزے کا مجکو ارمان رہ گیا

مین زوال حسن مین سمجھا یہ ناز زلف کو
ہو گیا خالی خزانہ مار پیچان رہ گیا

غزلیات تصنیف ہرچند سرڈھنی

کون سے خورشید رو کی انتظاری ہی اوسے
چشم وا جو ذرہ ریگ بیابان رہ گیا

دست وحشت نے میرے دامن کو پھاڑا ہی و لے
صورت طوق گلو چاک گریبان رہ گیا

آخرش کرنا سفر ہو جون صبا اس باغ سے
کیا ہوا دو دن اگر گل یان پہ مہمان رہ گیا

ہے اوسے پیری کا عالم دل مین حیرت ہے مجھے
حسن تو جاتا رہا کیون جور جانان رہ گیا

ماہ نے دیکھا کہین ہے حسن رشک مہر کا
جو سراپا صورت آئینہ حیران رہ گیا

رات دن ہون شغل ہر صر گرچہ مین صحرا نورد
جوشش سودا کو و لے ارمان زندان رہ گیا

دھیان تجکو جب سے اوس زلف پریشان کا ہوا
جان او سجھی اوسمین وہان یان دل پریشان رہ گیا

ضعف سے رونے کی طاقت دل بیمار کو
ضبط نالہ سے یہ راز عشق پنہان رہ گیا

تلخی زہر فراق یار ہے مجکو نصیب
بوسہ شیرین دہن کا دل مین ارمان رہ گیا

بلبل پہ بلا آئی نظر جو کھلا گل ابرار کی
مار کر سر کو زمین پر مار پیچان رہ گیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

حسرتِ پابوسِ قاتل دل سے نکلی وقتِ قتل
تیغ کا ناسخ بڑا سر پہ احسان رہ گیا

پہلے ہر قطرہ عرق کا صاف گوہر ہو گیا
بعد ازین گوہر فروغِ رخ سے اختر ہو گیا

تار بستر جب ہمارا جسم لاغر ہو گیا
کیا مشابہ کاغذ مسطر سے بستر ہو گیا

اوس پری نے جب اوٹھایا سنگ مجھ دیوانہ پر
آتشِ رنگِ حنا سے صاف اخگر ہو گیا

کر دیا ایسا خمیدہ ناتوانی نے مجھے
چور اپنی ٹھوکرون سے کاسۂ سر ہو گیا

مجکو یاد آئی لبِ رفیدون سے صدا
کاسۂ سر بھی جدا مانند اف ہو گیا

دیکھ کر عنبر کو یاد آئی جو وہ زلفِ سیاہ
سوجھ دریا نگل جانے کو اژدر ہو گیا

تجکو جس گل پیرہن نے اک نظر دیکھا کبھی
نکہتِ گل کی طرح گردش جامے سے باہر ہو گیا

اوسکے دم سیکین جو آنکھین ہوئے آشنا کبھی
جل گیا تارِ نظر پر دیدہ اخگر ہو گیا

مین جو زندان مین جنون سے ہوا آزاد سر
طوق تھا جو میری گردن مین وہ خنجر ہو گیا

غزلیات تصنیف ہیر چند پیرٹھنی

تیغِ قاتل سے سبکدوشی ہوئی ہرچند لیکن
سر ہوا تن سے جدا پر سر پہ احسان رہ گیا

۲۷

بال کا سرمہ زدہ کیا خوش آب گوہر ہو گیا
پھر وہی مہتاب کے پرتو سے اختر ہو گیا

ہجر گل مین مرا تن ایسا لاغر ہو گیا
تار بستر کا خلش مین خار بستر ہو گیا

آتشین رخسار کا جب سے ہوا سینہ مین داغ
لختِ دل آگ ہی سے جاکر رشکِ اخگر ہو گیا

ہے جو دھوم پائے نگارین کی مرے سر مین خیال
جام چینی سان منقش کاسۂ سر ہو گیا

ٹھوکرین کھائین یہ پانو کے پامال ہین وہ آج دیکھ
ہین کاسۂ سر [illegible] وہ تاج واقف ہو گیا

جب نظر آیا گو [illegible] جد یار مین
دل [illegible] اب کیونکہ اژدر ہو گیا

ہو گیا پردہ [illegible] کا عشق گریہ سے عیان
[illegible] طفلِ اشک باہر ہو گیا

شعلہ [illegible] سوزِ دل اب دیکھیے اور کیا کرے
داغِ جگر جو تھا سو اخگر ہو گیا

کیجیے [illegible] خونریزی کرے اہلِ زمین کی ترحم
ماہِ نو سے ہاتھ مین اوسکے جو خنجر ہو گیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کر رہا ہون شام سے مین انتظار اوس ماہ کا
دیدۂ بیدار ہر اک آج اختر ہو گیا

ہے عجب راہِ عدم بھی جو چلا اس راہ مین
اک قدم مین پیش قدمون کے برابر ہو گیا

گر گئی پرواز رنگت تیرے ہونٹون کے حضور
پیش ازین جو لعل تھا اب سنگ مرمر ہو گیا

پڑ گیا ہے عکس جو میرے تن پر داغ کا
سارے جسم یار مین پھولون کا زیور ہو گیا

دیکھکر خورشید کا چہرہ جو ہم غش مین گرے
سایہ اپنا کوچۂ جانان مین بستر ہو گیا

باغ مین یاد آ گئی مجکو جو اوس گل کی بہار
بہر مرغِ روح ہر گلبرگ شہپر ہو گیا

تیغِ قاتل نے جو کھولے میرے چھاتی کے کواڑ
حسرتِ دل کے نکلنے کو عجب در ہو گیا

خجلتِ دندانِ جانان سے گہر مین آب تھی
رشتۂ سلک اپنی مژگان کی طرح تر ہو گیا

جب سے اوس بت کا سنہرا رنگ ہے پیشِ نظر
حلقہ اپنے چشمِ تر کا خاتمِ زر ہو گیا

مجکو جرمِ میکشی پر جب کیا حاکم نے قتل
جسم نے سر خم سر نے جسم ساغر ہو گیا

غزلیات تصنیف ہرچند دہلوی

جب شرارِ آہ کا اوڑ کر گیا سوئے فلک
چرخ کو لرزہ ہوا بیتاب اختر ہو گیا

رکھتا ہے دردِ جگر ہنگامۂ شور و شغب
روزِ فرقت روزِ محشر سے برابر ہو گیا

ہو گیا کعبہ مین ظاہر حسن پنہانی یار کا
سنگِ اسود کو جو چوما سنگ مرمر ہو گیا

حسن گلگون یار کا تھا بار کب ڈھونڈے ملا
باعثِ گم گشتگی پھولون کا زیور ہو گیا

گھر مین جانے اوس پری کے وہ نہ پائے آخرش
سایۂ دیوار اوسکا اپنا بستر ہو گیا

مثلِ عنقا کیون نہ اب اوج پروازی کرے
آہ کی طایر کو سوزِ سینہ شہپر ہو گیا

جب نظر آنکھون سے آیا کاخ خوبان کا جمال
دل ہمارا عالمِ حیرت مین ششدر ہو گیا

صاف دل کو ہو فرومایہ سے فیض آبرو
قطرۂ نیسان صدف مین گوہرِ تر ہو گیا

کیمیائی کا ہوا بادِ صبا مین کیا اثر
کیسۂ گلشن گل و غنچون سے پر زر ہو گیا

میکدہ مین ہمنے جب اپنا نہ دیکھا سبز رنگ
زہر کا پیالہ ہمین وہ مے کا ساغر ہو گیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

میکدہ مین جاکے ساقی سے پئی ہین جو شراب
آج اس ظلمت کدہ مین ہین سکندر ہو گیا

اسقدر فرقت مین ہے میرا شبانہ مہیب
شمع کے اوڑ جانے کو شعلہ شہپر ہو گیا

جل نہین جاتا وہ وصف رخ آتشناک سے
طایر مضمون بھی اب گویا سمندر ہو گیا

گھر مرا تاریک ایسا ہے کہ لیکر خط یار
چاندنا آیا تو وہ کالا کبوتر ہو گیا

دشت غربت مین بدن ہے کوچۂ جانان مین روح
جسم بیجان کی طرح خالی مرا گھر ہو گیا

جان کر کانٹا مسافر بیچ کے رکھتے ہین قدم
اسقدر مین وادی غربت مین لاغر ہو گیا

فصل گل مین اسقدر خم سے ہوا جوش شراب
مثل باران دامن باد صبا تر ہو گیا

بازو و ران و میان و گردن محبوب کا
رشتۂ پیمایش اے ناسخ برابر ہو گیا

٩

کیا کہین مرگ احبا مین جو ہمکو غم ہوا
جو ہوا دشمن کوئی اوسکا بھی اک ماتم ہوا

بخل جتنا ہے زیادہ جود اوتنا کم ہوا
آج تک پیدا نہ کوئی دوسرا حاتم ہوا

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

دیکھا خلوت مین رخ یار کو بے حجاب
کیا ہی آئینہ کا اب طالع سکندر ہو گیا

کیون نہ پران ہو کے اب جا کے وہ کوے یار مین
مرغ دل کو آہ سے پیدا جو شہپر ہو گیا

آسمان مین ماہ نو کی کیون نہ کشتی غرق ہو
چشم طوفان زا کا ہر قطرہ سمندر ہو گیا

کیا عجب اوڑ جاے نامہ خود ہوائے شوق سے
جو لکھا مصرع وہی بال کبوتر ہو گیا

جب وہ گل گھر سے گیا میرے گئی گھر کی بہار
اک خزان دیدہ چمن سا بلبلو گھر ہو گیا

دیکھ لو آنکھون سے آتے ہین نظر داغ جگر
ناتوانی سے مرا تن ایسا لاغر ہو گیا

اشک شوئی گرچہ دامان نے نہ کی پر تو بھی
آب اشک چشم سے فرش زمین تر ہو گیا

سر بلندی سے ہے ہرچند نام روشن بزم مین
شمع کا جو شعلہ رو سے قد برابر ہو گیا

٩

دور پیچ ناف جوئے حسن کا کیا غم ہوا
بحر کو گرداب سے جو حلقۂ ماتم ہوا

چشم تر سا دہر مین فیاض پیدا کم ہوا
جود مین دریا بخش مثل اسکے کہان حاتم ہوا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نقدِ جان لیگیا جو سائلِ کوے جانان کا تو دون
ان دنون مین عشق کی دولت بڑا حاتم ہوا

خاکسارون کو ملا کرتے ہین جہک کر سربلند
آسمان پیشِ زمین ہے پر تواضع خم ہوا

ناتوانی ہے اوٹھا دیتی ہے سجدہ سے کب
سنگِ در تیرا نگین مین حلقۂ خاتم ہوا

آدمی مین آدمی تم کیون نہو باہم ملاپ
حرف کو دیکھو کہ کیا ہم جنس سے مدغم ہوا

زیست بھر مجکو نہ سوجھا چارۂ سودائے عشق
بارے کافورِ جنون داغ کو مرہم ہوا

ہو گیا گورِ غریبان مین عیان حالِ جہان
کاسۂ سر جو نظر آیا وہ جامِ جم ہوا

رازپوشی مین ہوا ناسخ مجھے ایسا کمال
یار بھی ہرگز نہ میرے راز سے محرم ہوا

۲۳

کل شبِ فرقت مین اک ماتم کدہ عالم ہوا
چاند بھی ہالے مین ہمکو حلقۂ ماتم ہوا

جوشش پر طوفانِ اشک آ دیدۂ پرنم ہوا
آگے تھا اک ہجر کا غم اب غمِ عالم ہوا

دیکھکر دورِ خطِ شبرنگ لب غم ہوا
حلقۂ گیسو بھی مجھکو حلقۂ ماتم ہوا

غزلیات تصنیف ہرچند شہنی

جب سخاوت میری نکلی سینے بالاے زمین
تیغِ غم کھا مر گیا زیرِ زمین حاتم ہوا

یہ دلِ دیوانہ اوسمین پھنس گیا کب جو دہ
حلقۂ جولان اوسی گیسو کا پیچ و خم ہوا

دفترِ عشق ہو مسجل کیون نہ اوسکی مہر سے
داغِ دل بنیا بجاے حلقۂ ماتم ہوا

عین حلقہ چشم کا ابرو ہے مرکز کاف کا
دفترِ خوبی کا ہمجنسون سے ہی مدغم ہوا

دلفگاران انس کو کام کیا جراح سے
سودمند زخمِ تن گل کو کہان مرہم ہوا

نشہ سے اسکے عیان ارض و سما کا حال ہے
ساقیا یہ جامِ بادہ میرا جامِ جم ہوا

ہاتھ کا ملنا کفِ افسوس ہے ہرچند
یار کے محرم سے جب دستِ نظر محرم ہوا

شعلۂ دود سوزِ غم کا دلمین جب عالم ہوا
پیچ سے دودِ جگر کے حلقۂ ماتم ہوا

اشک باران ابر سان جب دیدۂ پرنم ہوا
سوے گیتی سیلاب سے غرقاب آب عالم ہوا

تیری فرقت سے دلِ رنجور کو وہ غم ہوا
مرثیہ غم کا پڑھا رو رو کے ہر ماتم ہوا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

اپنے سر کو ٹھوکرین لگتی ہین اپنے پانو کی
قد ہمارا ناتوانی سے نہایت خم ہوا

سبز آتے ہین نظر اشجار سمومون کی طرح
فرقت جانان ہین آیا فصل گل کا سم ہوا

نام ہے روشن زمانے مین مرا اشعار سے
سر جھکا جب فکر مین زانو یہ مین خاتم ہوا

پاؤن مین اوس پاکدامن کے تصدق سے بسجا
جنتی پابوسی کو پیدا ایک بچہ مریم ہوا

جب کیا مونھہ کھل گئی جب زلف جانان کی گرہ
بڑھ گئی گو رات تو اوسکے عوض دن کم ہوا

تا بہار عارض گلرنگ سب تھی شاعری
اب وہ دفتر مثل دوران خزان برہم ہوا

نشہ مے مین نظر آتی ہین سب نشاتین
ساقیا یہ ساغر مے رشک جام جم ہوا

ہے برنگ برق ہنسنا آدمیت سے بعید
سالہا باران غم سے پہر گل آدم ہوا

اک پری کے عشق نے مجھکو سلیمان کر دیا
لخت دل تنگ ہے تو حلقہ چشم کا خاتم ہوا

مائل ابرو کی طرف مژگان برگشتہ نہین
تیر تھی پیش کمان پہر تو واضح خم ہوا

غزلیات تصنیف ہرچند بسر دھنی

راستکارون کی اطاعت کج نہادونکو ہو فرض
تیر کی تعظیم کو گوشہ کمان کا خم ہوا

یوسف مصری کا اپنے بوسہ لیکر مر گیا
کیا تماشا ہے کہ قند مصر ہمکو سم ہوا

کیون نہو زیر نگین اوسکے خط فرمان پری
نقش عشوہ ناز سے کندہ نگین خاتم ہوا

پاکدامن ہے نہ دامن دیکھنے پائے غبار
خلعت عصمت کا زیبا قد یہ چون مریم ہوا

صورت مضمون معنی کا تماشا ہے یہان
کان سر آئنہ ہے یا کہ جام جم ہوا

ساتھہ مین اوس گلبدن کے ہم کرین تھے سیر باغ
حیف ہے وہ دور جون برگ خزان برہم ہوا

پہلو مین بیٹھا ہے جھک کب اوٹھائے سے اوٹھے
جان کے لینے کی خاطر درد دل بھی خم ہوا

دیکھکر شیدائی ہون دیو و ملک حور بہشت
حسن مین رشک پری ہے گرچہ وہ آدم ہوا

کیون نہ چوسون جام کی طرح لب جانان سے مونھہ لگا
خط نقش جام سے زیبا خط خاتم ہوا

سیکڑون خم کھائے گرچہ مار سیہ مار ما
حلقہ کاکل سے ہمسر ایک بھی کب پیچ و خم ہوا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

زندگی چشم جہان مین خوار رکھتی ہے دلا
دوش پر سبزی کیا جب آدمی پیدا ہوا

مے کشی نے فرقت ساقی نے مارا ہے مجھے
شربت مے مانند گل ناگوار سم ہوا

حرف سکہ کے ہون کیسے پر ادب ہوتا نہین
زر سے جو چسپیدہ دل ہے اوسکا رتبہ کم ہوا

آبلے چیچک کے جب نکلے عذار یار پر
بلبلون کو برگ گل پر شبہہ شبنم ہوا

فاقے سے اپنے شکم پر سنگ باندھا جس گھڑی
وہ سلیمان زمان بھی صاحب خاتم ہوا

منتین کر کے احسان کرتے ہین ہم سے سب
جام اگر خالی نظر آیا تو شیشہ خم ہوا

سب حسین اے گل ترے آگے ہوئے خجلت سے آب
ہر ستارا بھی فلک پر قطرۂ شبنم ہوا

خلق کو مارا عرق آلودہ زلف یار نے
اوسکا ہر قطرہ بھی کام اژدہا مین سم ہوا

ہو گیا ہے جوش سودا سے مرا مشہور نام
حلقۂ زنجیر گویا حلقۂ خاتم ہوا

عشق اوس نور الہی کا ازل سے ہے مجھے
جس سے اے ناسخ ہزارون سال بعد آدم ہوا

غزلیات تصنیف ہرچند سرد ھنی

کیا کہون درد جگر سے جو مری حالت ہوئی
نبض ہاتھون سے چھٹی سینہ مین دم بند ہوا

دیکھتے ہی اک نظر آنکھون سے اوسکو مر گیا
حق مین میرے وہ سواد مردمک بھی سم ہوا

عالی قدرون کو ترقی مین تنزل ہو نصیب
دوپہر کے وقت دیکھو سایۂ خور کم ہوا

فرش سبزہ پر قدم گلرو نے رکھا باغ مین
پائے نازک مین پھپھولا قطرۂ شبنم ہوا

سب پریزادان پرے ہوگئے طاعت گزین
جب سلیمانی کا اوس انگشت مین خاتم ہوا

میکدہ مین کب ہی ہے [illegible] کی کشتی
وقت مے ریزی کے پیش جام مینا خم ہوا

عارض رنگین کو اوسکے گر کہون ہین برگ گل
کان کا موتی نہ کیون پھر قطرۂ شبنم ہوا

اوس لب شیرین پہ تھا خال سیہ بھی جلوہ گر
مر گئے ہم بوسۂ تل شکری مثل سم ہوا

اوسمین کندیدہ حروف نقش داغ غم کے ہین
حلقۂ ہالہ سے سر کو حلقۂ خاتم ہوا

حسن سے اوسکے پریزادون کے حیران ہین ہوش
رشک سے ہرچند ہے یہ صورت آدم ہوا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

عشق کی تسخیر کو ہر نقش پا افسون ہوا
سایہ دیکھا اوس پری کا جسنے وہ مجنون ہوا

ذوق خال سیہ کی تشنگی مین سرنگون ہوا
موت افیونی کی آئی جبکہ بند افیون کا ہوا

اوس ادا سے دھوئے ہین دست حنائی آپ نے
ہر حباب آبجو اک دیدۂ پر خون ہوا

کنگورہ کا مثل شرر سنگ صنم سے روز حشر
زیر دیوار حرم گو آج مین مدفون ہوا

بوسۂ خال سیہ تیرے نہین حاصل جب ہوئے
ایک دن سنتا کہ بند کشتۂ افیون ہوا

ماہ تابان مین جو ہالا ہوا ابر سیاہ
چودھوین شب گر خیال کاکل شبگون ہوا

چین کی جا کوئی دنیا مین نہین غمکدہ
کیا ہوا دانا تھا کیسا گر خم مین افلاطون ہوا

اوڑھ کے بند و قون کے تارے چاند فلکی ماہتاب
اے شب فرقت ترا آنا بھی شبخون ہوا

ہم شہید فلکی جو خاک اسکی ہوا ہے اوڑی
... چمن باد صبا گلگون ہوا

طوق ہالہ کا پڑا اوسکے گلے مین کس لئے
چاند ... شیدا اوسکے عشق بیچ ... ہوا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

١٩

حضرت جن کا نہ اوسکو کار گر افسون ہوا
سایہ مین آکر پری کے وہ کہ جو مجنون ہوا

کینہ مین سرشار اوسکے یہ دل محزون ہوا
خال کے تلکے سے گویا نشۂ افیون ہوا

ناخن دست پری رو پر نہین رنگ حنا
خنجر قاتل کسی کے خون سے پر خون ہوا

عالی رتبون کو نہین کچھ مزرعۂ دنیا سے کام
دانۂ انجم نہ کا ہے خاک مین مدفون ہوا

کیون نہ سینے مین نشست ناز کی ہو کیفیت
خال کو جو تاکنے مین نشۂ افیون ہوا

سمجھا ہین ہم مار پیچان سا غیر پر شیر
اوس پری رخ رشک سحر پر جب خط شبگون ہوا

بیکدو برباد طوفان نے کیا اس اشک کے
بیچ رہا زندہ مقیم خم جو افلاطون ہوا

آب شبنم آب خنجر سان ہوا اشک ہلاک
ہاتھ سے اوسکے گلون کا باغ مین شبخون ہوا

زیر ران رکھین بیکساران ہو اری تیزرو
نکہت گل کو خرام باد سے گلگون ہوا

ہو گئی صحرا نوردی خضر راہ عشق مین
نقش پا کا میرے ہیر و نجد مین مجنون ہوا

١٨

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہے وہ تیغ اوسکی نگہ دیکھے اگر میری غزل
طائر بسمل وہین ہر طائر مضمون ہوا

ساتھ زر کے پستی ہمت بھی ہوتی ہے زیاد
ورنہ مائل سوے اسفل کس لیے قارون ہوا

باغ مین تقطیع اوس سرو روان کی دیکھکر
سرو کا مصرعہ میری نظرون مین ناموزون ہوا

اژدہے سے بارہا آئے دفینون مین نظر
کیا ہوا اگر نیک کے نزدیک بد مدفون ہوا

سیکڑے ہین عجز سے پر انقلاب روزگار
جام مے سیدھا ہوا شیشہ اگر واژون ہوا

میکشوں روز ازل سے وہ مین صاحب ظرف ہون
جسکے اک پیمانہ سے خالی خم گردون ہوا

بیت ابرو مین اسیر ایسا ہوا چھوٹا نہ پھر
طائر دل بھی ہمارا طائر مضمون ہوا

گر گرا اونگا عروج شاہین تو دیکھنا
ایک ٹھوکر مین کئی ٹکڑے خم گردون ہوا

کیونکرے ناسخ خوار عجل دشمن ہو خوار
کیسے موسی کا علی شبہ خدا ہارون ہوا

۱۳

معطر اوسکے نہانے سے بسکہ آب ہوا
حباب بحر ہر اک شیشۂ گلاب ہوا

غزلیات تصنیف ہرچند سردھی

سر مین وصف پای رنگین یار کا آیا خیال
شعر کا رنگ حنا سے سرخ رو مضمون ہوا

چشم گریان مین خزانہ ہے دریا قوت کا
مردم دیدہ تونگر ہمسر قارون ہوا

رنگ مہندی سے ہوا گلگون جو دست گلبدن
پنجۂ گل دیدۂ بلبل مین ناموزون ہوا

پختہ مغزون کو تعلق ہو نہ کشت دہر سے
جو کچھا دانہ نہ پھر زیر زمین مدفون ہوا

سیکدہ سے اوسکے مے نوشی کرون مین کسطرح
گردش طالع سے جام چرخ بھی واژون ہوا

کیا کہین خورشید رو کا ہو گیا ہے سوز عشق
داغ انجم ہے جو سوزان سینۂ گردون ہوا

خامہ اپنا بن گیا ہے چون تفنگ صید باز
شوق سے تنخیر اوسکا طائر مضمون ہوا

ہجر مہ رو مین جو نعرہ زن دل پر درد سے
ہو گئی لرزان زمین اور چرخ مین گردون ہوا

جو نکالے کون ہے ہرچند ایسا کاروان
غرق گر چاہ ذقن مین یہ دل ہارون ہوا

وہ رنگ آتشین ہے جبین سے شعلہ آب ہوا
کہ تاب حسن سے غنچہ خم گلاب ہوا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دکھائی دیگا فلک ایک نیلوفر کا پھول
ہمارے رونے سے جسدم وفور آب ہوا

ترے بدن پہ اگر ایک بوند غم کی پڑی
برنگ برق مرے دل کو اضطراب ہوا

جو آنکھیں نشہ سے رہتی ہین سرخ یہ خون ہین
فراق یار مین کیا ہائے انقلاب ہوا

جو یاد بزم مین آئی وہ نرگس میگون
نظر مین ساغر مے دیدۂ پر آب ہوا

نجات ہوگی عذاب حساب سے سبکو
جو پہلے روز قیامت مرا حساب ہوا

جلا بہ آتش سودائے عشق سے جو یہان
تو واجب اوس پہ جہنم کا بس عذاب ہوا

یہ رنگ عارض گلرنگ ہے کہ نام خدا
پڑا جو عکس ترا آب مین شہاب ہوا

نگہ ٹھہرتی نہین اپنے عکس پر اوسکی
شعاع حسن سے آئینہ آفتاب ہوا

خلل پذیر ہمیشہ ہے کارخانۂ عقل
کبھی نہ خانۂ زنجیریان خراب ہوا

یہ حسن و عشق ہین ہر حال مین شریک ہم
کہ آیا عشق مجھے اوسکا جو وقت خواب ہوا

غزلیات تصنیف ہرچند

پڑا تھا اوسکے رخ آتشین کا عکس اوسمین
تو سوز غم سے دل بحر آب آب ہوا

ہے دردناکی ہوئی نامہ کیا شکن سے پیچ
رقم جو اوسمین مرا حال اضطراب ہوا

نہ دیکھی شام جدائی کی گاہ صبح وصال
ہمارے گردش طالع کو انقلاب ہوا

ہے خوف دل مین کہ جل جائے یہ خس مژگان
کہ آتشین مری اس چشم تر کا آب ہوا

کیون راتدن کری ہے جور بے حساب ہم پر
کہ روز حشر کا پیدا پئے حساب ہوا

نہ آئی موت ہے مرجاتی چھوٹتی غم سے
یہ جینا روز جدائی مین اور عذاب ہوا

اس اشک خونین کی رنگسازی دیکھیے ہنر
کہ رنگین پردۂ دیدہ بھی جون شہاب ہوا

جو رشک مہ نے رکھا پا تو سنگ تربت پر
فروغ حسن سے پر نور آفتاب ہوا

خزان سے باغ کی سرسبزی کی ہو بربادی
کہ خشک ہوکے گل تر کا تن خراب ہوا

ہم اپنے یوسف ثانی کی دیکھتے صورت
نہ ایک بار زلیخا سا شب کو خواب ہوا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

یہ رنگ سوج ہوا میری آہ گرم سے ہے
ہر ایک مرغ ہوا سینہ کا کباب ہوا
جہاں نظر میں یہ تاریک تھا کہ اے ناسخ
سواد گور مجھے رشک ماہتاب ہوا

زلف سے کیجیو شانہ کو نہ زنہار جدا
کاٹ کھاتا ہے جو ہوتا ہے سر مار جدا
آنکھ نے لطف ہے پلکیں ہیں کج اے یار جدا
کس طرح آبلہ پا سے کروں خار جدا
دل کو مجھسے کریں گے ابروے خمدار جدا
عضو سے سر کو کر دیتی ہے تلوار جدا
لوں جو بوسہ نہ لبوں سے ہو لب یار جدا
ہے وہ بلبل ہی جو غنچے سے ہو منقار جدا
سر عشاق یہاں بکتے ہیں معشوق وہاں
کوچہ قاتل ہے جدا مصر کا بازار جدا
آدمی آدمی ہے اور ہے حیوان حیوان
تیری رفتار جدا کبک کی رفتار جدا
لاکھوں نے کاٹ کے سر رکھدیئے قاتل کے حضور
انگلیاں ہو گئیں یوسف پہ جو دو چار جدا
تیغ ابرو ہے جو بے قبضہ کرے خونریزی
ورنہ مہمل ہے جو قبضہ سے ہو تلوار جدا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

جو شعلہ رو کا مرے حسن آتشین دیکھا
تو جلکے بزم میں پروانہ بھی کباب ہوا
فروغ حسن وہ ہرچند رشک مہر رکھے
کہ زرد دیکھتے ہی جسکو ماہتاب ہوا

عارض سیمین سے کاکل نہو زنہار جدا
گنج سے انس رکھے کس طرح ہو مار جدا
عارض صاف سے خط ہو وے کب اے یار جدا
گل سے کسطرح بھلا ہو سکے ہے خار جدا
دل سے ہو کس طرح دہان ابروی خمدار جدا
میان سے رہتی نہیں کاٹ کی تلوار جدا
رنگ چہرہ کا ہے گل سے تیرے اے یار جدا
تیرا سا کیا بولے گی بلبل کی ہی منقار جدا
سنگ طفلاں سے بنا سنگ ترازو اوسکو
میرے سودا کا ہے ہنگامۂ بازار جدا
ہو رفاقت کہاں درماندوں سے ہمراہی کی
ناتوانی سے ہوئی طاقت رفتار جدا
سیکڑوں دلمیں ہیں ارمان کہوں یک یک میں
بار دگر یار سے آگریں وہ چار جدا
تشنہ ہوں آب دم تیغ ہوا ہوں قاتل
ہو لب زخم سے میرے کہاں تلوار جدا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کیا ہی دلچسپ ہے واللہ بدن اُس بت کا
مثل رگ ہوتے نہیں رشتۂ زنار جدا

ہم بغل ہوتے ہی ہیں جزو بدن بن جاؤن
نہ تن یار سے ہو میرا تن زار جدا

نام رکعت ہے کہین لغزش مستانہ کہین
نہیں شغل حرم و خانۂ خمار جدا

عیش ہے عاریت اس باغ میں اور رنج مدام
کیا ہوں گلچین ہے بھلا گل کی روش خار جدا

سر و سامان پر کیا ذکر کہ غافل اک دن
ہم سے سر جدا سر سے ہے دستار جدا

بوجھ اپنا کبھی ڈالا نہ کسی پر میں نے
ہوئی تعمیر مری سقف سے دیوار جدا

سبزۂ خط سے ہوئے میرے حواشی روشن
کرتی ہے حاشیوں کو جدول زنگار جدا

تخلیہ چاہیے جس وقت میسر ہو وصال
قبر میں رکھتی ہی کیونکہ نہوں غمخوار جدا

شاہا قوس لب جام فغان کرتے ہیں
محتسب کرتا ہے جو وہ کافر میخوار جدا

گل چلے جاتے ہیں ہم کہتے ہیں برگ گلبن
ہم تہی دستوں سے کیونکر نہوں زردار جدا

غزلیات تصنیف ہرچند دہلوی

پھیر گردون کو میں کیوں طفل برہمن کہوں
قشقۂ ماہ ہے اور کہکشان زنار جدا

ہوں تپ ہجر سے میں ایسا نحیف و لاغر
کب دکھائی دے ہے بستر سے تن زار جدا

اشک خونین سے بھرے بادۂ گلگوں اونہیں
میری چشموں کا ہوا خانۂ خمار جدا

خوبرویان چمن سے نہ وفادار ہوا الگ
رنگ گل گل سے کہاں ہوتا ہے جوں خار جدا

سیمیں بر کی کروں پوشاک کا عالم کیا بیان
رکھنی زرتار سے ہے طرۂ دستار جدا

اوس پری رو کے سبب تاریں جو دوری ہے
پاس سے میرے ہوا سایۂ دیوار جدا

سبز خط کے میں ہوا تیغ نظر سے مجروح
زخم سے ہو نہ کبھی مرہم زنگار جدا

نعرہ و آہ فغان درد کو رکھتا ہوں رفیق
کس طرح دل سے کروں ہجر کے غمخوار جدا

اشک گلرنگ کی مے سے کری میخواری ہے
مردم چشم کو دیکھو کہ ہے میخوار جدا

مثل قارون کے خزانہ در اشکوں سے نہ رکھ
مردم چشم ہوا دیکھ لو زردار جدا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

راست گو کون ہے ایسا کہ زبان میں ہو فرق
شمع کی طرح مرا سر ہو جو سو بار جدا

فصل کیونکر کروں دونوں میں گوارا ناسخ
گر محمد سے نہیں حیدر کرار جدا

پیشتر سینہ پنہان ہوتی ہین سامان پیدا
کھانے گندم کے رقت سے اول ہوئے دندان پیدا

ہوگئے دفن ہزاروں ہی گل اندام اسمیں
اسلیے خاک سے ہوتے ہیں گلستان پیدا

ہے شب ہجر بپا اوٹھوا مرے دست فریاد
صبح محشر ہوتا چاک گریبان پیدا

خار غم میں جو نہاں کیے ہیں ساری عمر
میری تربت سے ہوئی نخل مغیلان پیدا

گر نہیں ہے وہ پری کیوں ہر محبوب کا چہرہ
کہ خدا نے تو کیے خاک سے انسان پیدا

ہم ضعیفوں کو کہاں آہ و شرر کی طاقت
آنکھ کی بند ہوا کوچۂ جانان پیدا

صدمہ دل کو جو ہوا نالۂ سوزان نکلے
جس طرح سنگ سے ہو آتش پنہان پیدا

سنگ کہسار بنے اسر شوریدہ بنے
ہوئے پاؤں کے لیے خار بیابان پیدا

غزلیات تصنیف ہرچند ہردوئی

شمع روشن بھی جلی آتش رو کی اپنا
سوز سینہ ہے جدا اشک شرربار جدا

فتحیابی ہو ہرچند کیوں اعدا سے تجھے
فضل رب ہے مدد حیدر کرار جدا

۲۴ انگشتیں کھانے کا جو تنے کیا سامان پیدا
عہد طفلی سے دہن میں کیے دندان پیدا

آئے گر وقت فغان اوس قد رعنا کا خیال
کیا عجب آہ سے ہو سرو گلستان پیدا

دیکھ گلزار میں گل کو ہوا دیوانہ
کسوت گل میں ہوا چاک گریبان پیدا

سر میں سودا رکھوں ہوں سنگ بیابان [illegible]
آبلہ پائی کو ہیں خار مغیلان پیدا

دیکھکر حسن پری رو کو کہا یوں سب نے
غیرت حور کیا جس نے یہ انسان پیدا

دل سے سب کے گیا ہے اب توان ہوش و خرد
جان لینے کو ہوا ہی غم جانان پیدا

شمع رو کی جو لگی رہتی ہے لو آٹھ پہر
شمع سان دل میں ہوئی سوزش پنہان پیدا

کوچۂ یار میں رہنے نہ دیا کوئی دانا
جوشش سودا نے کیا سیر بیابان پیدا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہون مین بیمار گیا غیر کے دل کا دھڑکا
کی مرے درد نے خاصیت درمان پیدا

طلب آتش حسن ازلی مین ہون وہ گرم
کہ ہوا مضغۂ دل سینے مین بریان پیدا

اوس پری رو کو جو ارسال کرون نامۂ شوق
بیضۂ مور سے ہو مرغ سلیمان پیدا

اس طرح خاک سے وہ چہرۂ پر نور بنا
ظلمت شب سے ہو جیسے مہ تابان پیدا

تو ہے خورشید ستارے ہین حسینان جہان
نیر برج لقا تجھ سے ہوا ہے مہ کنعان پیدا

بدلے ناروز کے اوسی چاند کو مین نے دیکھا
آنکھ کھلتے ہی ہوا جلوۂ جانان پیدا

آشیان میرے چمن مین جو لگا دی آتش
بیضۂ زاغ سے ہو مرغ خوش الحان پیدا

شادی و رنج ازل سے ہین ہم میرے ساتھ
زخم کی طرح مرے لب سے ہے خندان پیدا

روز مولد سے نہین عیش و طرب قسمت مین
رنج مین ہے جو بشر ہوتے ہین گریان پیدا

آدمی پر ہے تعلق کو جہان مین سبقت
بعد کانٹون کے ہوا گوشۂ دامان پیدا

غزلیات تصنیف ہرچند دہلی

ہو مرض جسکو یہ مرکر اوسے صحت ہو نصیب
تپ ہجران کا ہوا ہے کہان درمان پیدا

مرغ دل سوختہ ہے سوز سے رکھے پر آہ
ورنہ پرکیٹ گری ہے طایر بریان پیدا

دھیان رہتا ہے پری رو کا سدا پیش نظر
گردش چشم کو ہے تخت سلیمان پیدا

جعد مشکین مین گوندھا قبۂ زرین سمجھے
شب یلدا مین ہوا ہے مہ تابان پیدا

دیکھتی کاش زلیخا جو مرا غیرت مہر
ہو تا کہ اوسکو یہ عشق مہ کنعان پیدا

ہے نہان چشم بصیرت سے نظر آتا ہے
ہر جگہہ دیکھ لے ہے جلوۂ جانان پیدا

نغمہ سنجی قفس تن مین اوسی کیا کیا ہے
طوطی دل سے کہان مرغ خوش الحان پیدا

دیکھکر گریان مجھے یار کرے ہے خندہ
میرے گریہ سے ہوئی صورت خندان پیدا

باعث خندۂ دیگر ہو تولد اوسکا
جب شکم والدہ سے لڑکا ہو گریان پیدا

بخیۂ دست جنون نے کیا پیراہن چاک
ہو قبا کو میری کس طور سے دامان پیدا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دیکھکر تجکو تنا سخ کی مقر کہتے ہین
دوسری بار ہوا ہے مہ کنعان پیدا

ہر شجر نے جو دیا باغ جہان مین یک پھل
شجر قد سے ہوا سیب زنخدان پیدا

چشم تر مین ہے یہ عالم مژۂ پر خون کا
جس طرح بحر مین ہو پنجۂ مرجان پیدا

میری زنجیر یہ کہتی تھی بآواز بلند
بعد مجنون کے ہوا سلسلہ جنبان پیدا

کیون نہ ہم عالم امکان مین کرین ترک لباس
جب کہ خالق نے کیا ہو ہمین عریان پیدا

تا ہین سجدۂ معبود مین ناسخ مصروف
سر سے اسوا سطے ہوتے ہین سر افشان پیدا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

حسن پرنور ترا غیرت صد مہر ہوا
سایہ سے تیری نہ کیون ہو مہ کنعان پیدا

چاہ کر کسنے پیا آب چہ غبغب سے
تشنون کی دھوم کہو ہے چاہ زنخدان پیدا

شاخ مژگان کو نہ کیون پنجۂ مرجان سمجھون
اشک خونین سے ہوا دانۂ مرجان پیدا

دل جو سودائی ہوا عشق پری رو مین ہے
وہ رگ جان سے ہوا سلسلہ جنبان پیدا

پوست تن کی دی پوشاک ازل ہی سے
یون تو گر پوچھتے ہو ہم ہوئے عریان پیدا

بھولا ہرچند تو کیون یاد الٰہی دل سے
کیا ہے بہر عبادت تجھی انسان پیدا

۳۹

ساتھ اپنے جو مجھے یار نے سونے نہ دیا
رات بھر مجکو دل زار نے سونے نہ دیا

خواب ہی مین نظر آتا وہ شب ہجر کہین
سو مجھے حسرت دیدار نے سونے نہ دیا

خفتگی بخت کی کیا کہیے کہ جز خواب عدم
عمر بھر دیدۂ بیدار نے سونے نہ دیا

مرگ اک سوتی تھی ورنہ یہ کراہا شب کو
کہ جہان کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا

۷

تا سحر ہی شب کو غم یار نے سونے نہ دیا
اک پلک بھی چشم زار نے سونے نہ دیا

یاد رخسار کی دلمین جو رہی سار ی رات
صبح تک حسرت دیدار نے سونے نہ دیا

خواب مین یار سے ہوتی جو ملاقات کبھی
صبح تک دیدۂ بیدار نے سونے نہ دیا

رات بھر رو رو کے چشمون نے بہائی خون
اک پلک بھی دل بیمار نے سونے نہ دیا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

یاد دست لطف کی رہ رہ کے مجھی دلوائی
ہجر میں مجکو شب تار نے سونے نہ دیا

یہی صیاد گلہ کرتا ہے میرا ہر صبح
نالۂ مرغ گرفتار نے سونے نہ دیا

سمجھے تھے بعد فنا پائینگے راحت ناسخ
حشر تک وعدۂ دیدار نے سونے نہ دیا

۱۸

باغ میں روندے بہت پھولوں کے خرمن زیر پا
لا کبھی اپنے شہیدوں کی بھی مدفن زیر پا

یہ اثر رنگ حنا کا ہے کہ کان لعل ہو
ایکدم آجائے گر ہیرے کی معدن زیر پا

ہاتھ دھو ڈالے زمیں سے سو شہید ناز کی
آ گیا چلنے میں قاتل کا جو دامن زیر پا

گلشن تصویر قالی تیرے اوٹھ جانے کے ساتھ
صورت برگ خزاں کرتا ہے شیون زیر پا

اوسکے تلووں کی نزاکت کا کروں کیا میں بیاں
روئیں ہیں قالیں کی مانند سوزن زیر پا

دی گئی تیر کر بازوی نازک کو تکلیف تیغ
لا کبھو اپنے شہیدوں کی نہ مدفن زیر پا

آج چھو سکتا نہیں کوئی بھی تجکو ہاتھ سے
ایکدن روندینگے سب تیرا بھی مدفن زیر پا

غزلیات تصنیف ہرچند دہلوی

کل پری رو کی نظر آئی ہمیں سایۂ دیو
صبح تک ہائے شب تار نے سونے نہ دیا

طایر دل مرا شب بھر جو قفس میں رویا
ہمصفیروں کو گرفتار نے سونے نہ دیا

یاد ہرچند رہی مہرو کی شب سے تا صبح
رہی جیتے غم دیدار نے سونے نہ دیا

سینہ پر گل ہے میرے ہو گل کا خرمن زیر پا
گلبدن جسوقت لائے میرا مدفن زیر پا

دم میں بن جائے نہ کیوں رنگ حنا سے کیمیا
سیم تن کے آئے گر پارے کی معدن زیر پا

وای رے دست جنوں کیا ہے تری پردہ دری
چاک کر جامہ کو لاتا ہے تو دامن زیر پا

سوز ہجر شعلہ رو سے بسکہ شعلہ ہوں میں
کرتا ہے دم عسل پانی جل کے شیون زیر پا

روی گل پر پاؤں گر رکھدے مرا وہ گلبدن
رگ سے اوسکی ہو خلش جیوں نوک سوزن زیر پا

سیر کو سر پر شہیدوں کے کبھی تیرا احساں ہو
سنگدل لائے اگر تو سنگ مدفن زیر پا

پاس تربت رکھیے گر کاشتنیکے وہ سبز رنگ
سبز جوں برگ حنا ہو سنگ مدفن زیر پا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

خاک پڑ رکھے حنائی پاؤں اپنے تو اگر
پنجۂ خورشید نقشِ پا کی جا ہو روشن زیرِ پا

خاکِ صحرا چھانتا پھرتا ہوں اس غربال میں
آبلوں میں کر دیئے کانٹوں نے روزن زیرِ پا

زلفِ جاناں یاد آتی ہے جو صحرا میں مجھے
جادۂ صحرا ہوئے ہیں مارِ رہزن زیرِ پا

سنگِ مقناطیس کی ہو لوح میری قبر پر
یار کا رکھتا ہے توسن نعلِ آہن زیرِ پا

سرو دیکھیں گے جو اس سروِ خراماں کا خرام
پھر نہ ٹھہرے گی زمینِ صحنِ گلشن زیرِ پا

دوستوں کے روندتا ہے دل پہن کر کفش تو
ای پری کہتا ہے بیجا تجکو دشمن زیرِ پا

اس عمارت کو نہ تو سر پر اوٹھا لیجائیگا
دیکھ اے غافل ذرا تیرا ہے مسکن زیرِ پا

رقص میں آتی نہیں ہے اوسکے گھونگرو کی صدا
کرتے ہیں آسودگانِ خاک شیون زیرِ پا

دیکھکر اوس سرو کو حیرت سے بولیں قمریاں
طائرِ رنگِ حنا کا ہو نشیمن زیرِ پا

دیکھکر پائے حنائی کو خدائی نے کہا
وہ صنم یاقوت کی رکھتا ہے معدن زیرِ پا

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

شمع رو کا گر مرے پروانہ دیکھے حسنِ رخ
رکھے بے قدری سے رو کے شمعِ روشن زیرِ پا

کاش فرشِ سبزہ پر رکھے قدم جو سبز خط
نازک ہے ہو نشترِ سبزہ سے روزن زیرِ پا

یاد ہے خار کو میرے کیا فنِ افسونگری
نقشِ مسطر سے رکھے ہر مارِ رہزن زیرِ پا

رنگ سے مہندی کے وہ ہمرنگِ کندن کیوں نہو
میرے گر اوس سیم تن کے آئے آہن زیرِ پا

جائے کب وہ گلبدن بہرِ تماشا باغ میں
رکھے مہندی سے بہارِ رشکِ گلشن زیرِ پا

سرکشی رکھتا ہے کیوں کھ خاکساری پر نظر
آئے گی اک روز خاکِ دوست و دشمن زیرِ پا

نقشِ نعلِ کفشِ پا دیکھا جو بر روئے زمین
سمجھے ماہِ نو کا ہم مہ رو کے مسکن زیرِ پا

کب صدا وقتِ خرام ہے زنگ کی پازیب کی
طایرِ رنگِ حنا کرتے ہیں شیون زیرِ پا

دم میں زندہ ہو وے اعجازِ مسیحی سے ترے
طائرِ قالین کا گر ہو وے نشیمن زیرِ پا

ایک دم میں فیضِ عکسِ حسنِ سیم اندام سے
نقرۂ خالص ہو جو رانگے کی ہو معدن زیرِ پا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہوں میں وہ بیخود پئے دفع صداع وآبلہ
گر خاسر پہ ملے ناسخ تو چندن زیر پا

۱۴
کیا مرے رونے سے اک یار کا چہرا اوترا
آب اشک ایسا چڑھا شرم سے دریا اوترا
مر دیے جی اوٹھے جو ہیں طاق سے مینا اوترا
رند کہنے لگے کعبے سے مسیحا اوترا
وزن میں کاغذ تصویر تصور سے ہے گراں
جب سے وہ دھیان چڑھا کیا بدن اپنا اوترا
ہیں وہ تیرے لب جانبخش کہ نظارے کو
اے صنم چرخ چہارم سے مسیحا اوترا
ہم تو حاضر ہوئے لیکن نہ کیا تو نے قتل
تن سے اوترا جو نہ سر بوجھ تو سر کا اوترا
دوپہر سے ترے کوچہ میں ہم آکر بیٹھے
ہو گئی شام نہ دیوار سے سایا اوترا
اشک حسرت یہ بہے وقت وداع جاناں
کہ مرے گھر سے جو نکلا چڑھے گنگا اوترا
خم کے خم صحبت ساقی میں چڑھا جاتے ہیں
ہجر میں حلق سے اب ایک نہ قطرا اوترا
یوں فلک سے کبھی اوترے نہ شہاب ثاقب
جس طرح بام سے اپنے وہ بھبھوکا اوترا

غزلیات تصنیف ہرچند سرونجی

صندلیں رنگ کے تب غم کا ہوا ہے درد سر
دور کب ہو گر ملیں ہرچند چندن زیر پا

خوف سے حضرت طوفاں کا چہرا اوترا
سیل اشکوں کا جو پایاب ہوا دریا اوترا
میکدے میں گئے ہم طاق سے مینا اوترا
دل بیمار کے درماں کو مسیحا اوترا
دیکھیے اوسکا اوتارا اور کہاں تک اوترے
جب سے غم دل پہ چڑھا جسم سے اپنا اوترا
قبر پر جاناں جو آیا تو پکارا مجھکو
مردہ تھا جی اوٹھا جانا کہ مسیحا اوترا
چرخ پر دیکھا جو شب عقد ثریا سمجھے
گو ہریں سر رو کا جھومر کہیں سر کا اوترا
نور کا پتلا ہے اور اس پہ جوانی کا چڑھاؤ
آفتاب حسن کا تیرے کہاں سایا اوترا
چشم پرآب میں پایاب بھرے تیرا کیے
طفل اشک کو دیکھو کہ ہے گنگا اوترا
سوزش غم نے دیا آنکھ سے پانی کو سکھا
ہجر میں رو گئے تو آنکھوں سے نہ قطرا اوترا
بجلی سی چمکی مجھیں آنکھ کہ جب کوٹھے سے وہ
زریں پوشاک پہن بن کے بھبھوکا اوترا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نکلے سب اپنے ٹکڑے ہیں نہ نکلا خورشید
جب کہ داغ سر شوریدہ سے چھپا اوترا
چشم زاہد میں ہون گو خوار گناہون سے مگر
منزلت کا تو مری شان میں آیا اوترا
کسی حالت میں مجھے ہوش نہیں کچھ کام نہیں
چڑھ گئے ابخرے سودا کے جو نشا اوترا
بار دامن سے اوکھڑ جائے نہ کیون تیری کمر
آستین کا ہے ہوا بوجھ کہ شانا اوترا
نہیں چڑھتا ہون کسی کی بھی نظر پر ناسخ
یار کی نظرون سے افسوس میں ایسا اوترا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

پنجۂ ناخن کی طرح پنجۂ جراح جب لا
زخم سوزان سے مرے لیپ کا پھاہا اوترا
دوش پر بار چڑھا سر کا ہے قاتل تو اوتار
جوہر تیغ سے سب موت کا آیا اوترا
تاکے تھی ساقی بدمست کی کل بیگون چشم
آج تک کیف سے اوسکے نہیں نشا اوترا
ہاتھ سے پھول رکھا گلرو نے جب بگڑی میں
پہونچے سے پہونچی لچک بازو سے شانا اوترا
سر مژگان سے ٹپک خاک میں پامال ہوا
نظرون سے اشک سا ہرچند میں ایسا اوترا

سنگ سر پہ پہاڑ اونکے نہ اے آسمان گرا
جو برگ گل کو سمجھیں کہ سنگ گران گرا
ساقی کے ہاتھ سے جو گرا شیشۂ شراب
سمجھا میں بادہ کش کہ خم آسمان گرا
مٹی وہان کی لیگئے عطار بہر عطر
اوس رشک گل کے موتھ کا پسینا جہان گرا
رشک چمن ہوا ہے ہر اک نونہال سرو
کٹ کٹ کے تیرے عشق میں کیا کیا جوان گرا
پائی شکست دل نے برنگ شکست رنگ
بالائے سنگ شیشہ مرا لے فغان گرا

۱۱

میں سمجھا سر پہ ٹوٹ کہیں آسمان گرا
جب دل پہ غم مہ رو کا بار گران گرا
کیا شوق پایبوسی مہرو ہوا اوسے
روئے زمین پہ عکس خور آسمان گرا
ہے ضعف ناتوانی سے وقت خرام میں
اوٹھا عصا سے آہ پکڑ کر جہان گرا
وہ داو پیچ یاد ہیں اس زال چرخ کو
آیا جو اوسکے پیچ میں پیر و جوان گرا
جوش جنون کو میرے پسند ہے یہ شور و غل
سنگ سر پہ جسنے مارا تو وہ نالے فغان گرا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

آزاد ہین قیود سے افتادگان خاک
اوٹھتا پھر اشجر سے جو برگ خزان گرا

عالم کو تیرے چاہ زنخدان سے عشق ہے
یوسف بھی اوس کنوئین مین مع کاروان گرا

پامال جو کریگا مجھے پائیگا سزا
شیشے کی طرح خاک پہ مین ناتوان گرا

لغزش رہ سلوک مین افتادگی کو ہوگیا
ٹھوکر نہ کھا کے ایک دن آب روان گرا

کیا مال رعب فقر کے آگے ہے سلطنت
رویا مین سر سے افسر نوشیروان گرا

ناسخ نگاہ مست سے دیکھا جو یار نے
مانند مست ہر شجر بوستان گرا

جب خرام ناز کو تو اے پری پیکر اوٹھا
ہر قدم پہ گرد کی جا فتنۂ محشر اوٹھا

آپ مین دیوانہ ہو رسے ڈالتا ہون بار سے
دست نازک سے نہ اپنے اے صنم پتھر اوٹھا

طرفہ گل اس باغ مین ہین اور شبنم ہے عجب
ہمنشین کے جو بیٹھا میری محفل مین وہ ڈر کر اوٹھا

ہے صفائے دل کے آگے خاک آئینہ کی قدر
میری محفل سے مکدر ہو کے اسکندر اوٹھا

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

کیا ذوق زمزمہ ہوا صرصر کو مطربا
پر شور شاخ نخل سے برگ خزان گرا

نکلے عزیز و یوسف دل اوس سے کسطرح
چاہ ذقن مین آ نکلے خود کاروان گرا

کیونکر چلون کہ چل نہین سکتا ہون اک قدم
اب سو سر راہ ضعف سے مین ناتوان گرا

طوفان اوٹھا کہ شہرون کی تعمیر بہ گئی
اب آبشار چشم سے آب روان گرا

بالائے تخت زیست تلک جلوہ گر رہا
مر کر نشیب قبر مین نوشیروان گرا

ہرچند مژگان گریہ سے شاخ نہال ہے
ٹپکا جو اشک سرخ گل بوستان گرا

۱۵

شور حسن فتنہ زا جب لے پری پیکر اوٹھا
بیٹھے بیٹھے بولے سب ہنگامۂ محشر اوٹھا

ضعف ایسا ہے بنے گر جام میری خاک سے
کب صدا نکلے اگر مارے کوئی پتھر اوٹھا

سانس پھر اپنے ٹھکانے پر نہ بیٹھے گا کبھی
اے دل محزون نہ درد غم سے غلو کر اوٹھا

صاف تن آئینہ رو کا کیا نظر آیا اوسے
دست حسرت مار کر زانو پہ اسکندر اوٹھا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

پانون اوٹھہ سکتے نہین کیا جاؤن کوے یار تک
ہاتھہ اپنی زیست سے اب اے دل مضطر اوٹھا

دشمن جان ہے میری گردن کشی مانند شمع
افسر زر شوق سے رکھہ پہ اتنا سر اوٹھا

گرد یا ہے یاد چشم و گردن جانان نے پست
سامنے سے ساقیا اب شیشہ و ساغر اوٹھا

مجھہ سے ہلواتا ہی لیزم اب جنون زنجیر کی
اور کوہ عشق کے کہتا ہی تو مگدر اوٹھا

زندگی مین صرف کرتا ہو سبکدوشی حصول
مثل قارون خاک مین جا کر نہ بار زر اوٹھا

چاہیے تعمیر دل جو ساتھہ اوٹھا لیجائیگا
یون خرابی کے لیے دیوار اوٹھا یا در اوٹھا

ہون وہ بیخود گر اوڑائے خاک وحشت مین کبھی
تو یہی سمجھا غبار توسن دلبر اوٹھا

بات جن نازک مزاجون سے نہ اوٹھی تھی کبھی
بوجھہ اون سے سیکڑون من خاک کا کیونکر اوٹھا

مصحف رخ کا جو بوسہ لیکے مین منکر ہوا
مجھسے کہتا ہے کہ اب قرآن تو سر پر اوٹھا

خاک مین ملتی ہے عزت روندتا ہی ہر بشر
اس گلی سی بس ہماری خاک اے صرصر اوٹھا

غزلیات تصنیف ہرچند سنگھی

وصل ہوگا صبر کر خاموش ہو بیٹھا رہو
شور گریہ ہجر مین ذلے دل مضطر اوٹھا

سرکشی اس بزم مین ہے باعث نقصان جان
کاٹتا گلگیر ہے شمع کا جسدم سر اوٹھا

خاک سے میرے بنا ساقی تو جام میکدہ
یار مے نوشی کو لیگا ہاتھہ مین ساغر اوٹھا

چرخ کب ہے سیر جوانی وقت شب لے ہاتھہ مین
کہکشان و ماہ نو کی لیزم و مگدر اوٹھا

آبرو کو خاک کرتی ہے ہوائے سیم و زر
بوتہ گل آگ مین جلتی ہے حرص زر اوٹھا

کیون نہو خوش قطع ہے معمار قدرت کی بنا
جسنے کاخ حسن کو دیکھا وہی ششدر اوٹھا

ہمنشین پہلو مین میرے ہو گیا درد جگر
پاس ہی جسدم کہ وہ آرام جان دلبر اوٹھا

سیم جسکے سوز سے کشتہ ہوا سیماب دل
خاک لیجائین مری مفلس نہ اب کیونکر اوٹھا

آبرو سے زردے آئینہ سے حیرت سا ہے مجھے
صاف رو کی کیا ملی ہے خاک یا سر پر اوٹھا

جسنے تک ہمکو رسائی کوے جانان مین نہین
بعد مردن خاک لیجا کے وہان صرصر اوٹھا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہرچند
کیا سخن سنجی سے حاصل جب سخندان ہی نہین	آنا سن اوس شمع رو کا شب کو نیم رقص مین
فلک کے زانو سے اپنی ناسخ بس اپنا سر اوٹھا	ہر طرف تکتی رہی شمع بھی ہرچند سر اوٹھا
۷ مرغ دل کوچہ سفاک کو گلشن سمجھا	بلبل دل رخ گلرنگ کو گلشن سمجھا
تیغ کو طایر جان شاخ نشیمن سمجھا	شاخ ابرو کو بھی وہ شاخ نشیمن سمجھا
چھوڑنا اوسکا گوارا جو نہین ہے ناسخ	خواب مین یار کا دامن نہ پکڑ کر چھوڑا
دامن دشت کو مین یار کا دامن سمجھا	جون زلیخا اوسی یوسف کا مین دامن سمجھا
بعد مرگ آیا جو دھیان اپنی سیہ کاری کا	جب تجلی رخ تابان کی نظر آئی مجھے
لحد تیرہ کو مین خانہ روشن سمجھا	شعلہ نور سر طور مین روشن سمجھا
خوب دھوکا مجھے مسی کی اوداہٹ نے دیا	کھائی ہے چوٹ غم گلرو کی دل پر اوسنے
دہن یار کو مین غنچہ سوسن سمجھا	نیلگون باغ مین یون غنچہ سوسن سمجھا
بے گمان ہو رچہ خط کا اسی سے ہے وفور	دمبدم خون جگر اوس سے روان رہتا ہے
مین ترا چاہ ذقن ہو رکا روزن سمجھا	اپنے ناسور کو فوارہ کا روزن سمجھا
کسنے اونگلی یہ رکھی فاتحہ کو فندق بیند	دھیان نے اوسکے کیا مشعل دل کو پر نور
شمع معکوس لحد پر جو مین روشن سمجھا	مشعل مہ سے رخ یار کو روشن سمجھا
کاٹنے کھاتی ہے مجھے فکر سخن اسے ناسخ	گردن یار پہ ہرچند زلف کو دیکھ
دو زبان قلم اپنے کو مین ناگن سمجھا	شاخ صندل پہ لٹکتی ہوئی ناگن سمجھا
۸ ساتھ ملنے کا بھی اب مجکو گلہ جاتا رہا	منزل جانان کے جانے کا گلہ جاتا رہا
کیا نسیم بوے گل کا قافلہ جاتا رہا	ساتھ مین جاتا تھا جسکے قافلہ جاتا رہا
سنبل جنت ہوئی لیلی کی زلف عنبرین	دست شانہ نے کیا زلفون کو گرچہ تار تار
قیس کی دیوانگی کا سلسلہ جاتا رہا	پر دل سودائی کا کب سلسلہ جاتا رہا

غزلیات تصنیفِ ناسخ لکھنوی

قابل نظارہ عیان بازی عاشق ہے لو
عشق کا مجکو کرون کیا حوصلہ جاتا رہا

چند روز آگے نظر آیا نہ مجکو اسپری
وہ جنونِ عشق کا اب ولولہ جاتا رہا

تھا جو ناسخ فرق صبح و شام مین دن رات کا
اوسنے موہنہ پر زلف چھوڑی فاصلہ جاتا رہا

۴۶ — ۱۵

چراغ زیست مرا جب تلک کہ روشن تھا
فتیلہ نالۂ دل تھا تو اشک روغن تھا

نظر پڑا جو مجھے ایک کودکِ دہقان
بسانِ ماہ وہ کافر میانِ خرمن تھا

گلہ نہین ہے خرابی کا کچھ کہ مثل حباب
طفیل اشک ملا اپنا خانۂ تن تھا

رہی نہین مجھے اب دوستی جنون سے
گئی وہ دن کہ مرا اک جہان دشمن تھا

نہ کیون لطیف کو ہوتی کثیف سے نفرت
کہ روح کو تنِ خاکی غبار دامن تھا

فراغ غم سے ہوا جب سے دل بتون نے لیا
بغل مین مال جو تھا مجکو بیم رہزن تھا

جو موج رنگ ہے سنبل تو گرد باد سے سرو
نشان کبھی پاؤن کی کل مجکو دشت گلشن تھا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہنی

بیوفائی دلربا کی دیکھکر ہے جان پہ رنج
دل لگی کا دل کو میرے سے حوصلہ جاتا رہا

نالۂ و آہ و فغان کا کیون نہ دلمین ضبط ہو
ضعف سے درد جگر کا ولولہ جاتا رہا

یار سے ہمچشم ہو تو بس لڑی آپس مین دل
گو کہ ہرچند دور تھا پر فاصلہ جاتا رہا

چراغ ماہ جو شب کو فلک پہ روشن تھا
لگا فتیلہ نہ اوسمین پڑا نہ روغن تھا

ہوا ہے عشق مین یہ کشت چشم سے حاصل
کہ دانہ اشکون سے دامان مین سے خرمن تھا

چلی جو تیغ نگہ اوس کمان ابرو کے
بہ رنگ تودہ کے سارا چھنا ہوا تن تھا

ہوئی نہ کچھ بھی دل لگی جب سے تھا دلمین بچپتا تا
کی ترک دوستی اوس سے کہ جان کا دشمن تھا

غبار قبر مرا اوسنے جھاڑا دامن سے
وہ نازنین ہی نزاکت سے بار دامن تھا

اندھیری رات تھی دل جاتا تھا مرا اوس راہ
تو کاٹا اوسکو نہ تھی مانگ مار رہزن تھا

نہال شوق تمنا ہوا ثمر آور
شب وصال مری بر مین شاخ گلشن تھا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

خبر ہوئی نہ شب تار ہجر کی مجھکو
تمام رات خیال عذار روشن تھا

میں عجب حسن سے کسطرح جھانکتا اوسکو
کہ چشم شیر تھی دیوار میں جو روزن تھا

جھلک دکھاتی ہی وہ شہسوار جسکو چلا
ہمارا پیکر خاکی غبار توسن تھا

وہ آشنا ترا ہے جو غیور سب سی
میں شیخ دیر میں تھا کعبہ میں برہمن تھا

ہر ایک موج بھی زنجیر پا ہے دریا میں
ترا جو حسن جنون خیز عکس افگن تھا

میں نالہ زن تھا فقط اور سبھی خندان
میں عندلیب تھا شاید زمانہ گلشن تھا

ہوا ہے موم ترے عکس رخ سے آئینہ
دیا کبھی کف داؤد میں یہ آہن تھا

فنا ہے خضر کو لیکن مجھے نہیں ناسخ
زیادہ آب بقا سے بھی آب آہن تھا

۱۳

رات بھر جو سامنے آنکھوں کے وہ مہ پارہ تھا
غیرت مہتاب اپنا دامن نظارہ تھا

بن گئی گرداب سیل اشک جائی گردباد
ابر تر کی طرح میں جس دشت میں آوارہ تھا

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

شب فراق کی تاریکی کو ہوئی حیرت
چراغ داغ جو گھر میں ہمارے روشن تھا

ہزار چشم سے فوارہ کو تھا گریۂ غم
وہ خونفشان ہے ہر زخم جگر کا روزن تھا

چلا جو تیز قدم شہسوار آہ جگر
فلک بھی ابر سے گویا غبار توسن تھا

تھا تار سنبل زنار قشقہ تھا گل سے
بہار موسم گل میں چمن برہمن تھا

تھا روز فرقت مہ رو میں میرا وہ قاتل
خط شعاع سے خورشید تیغ افگن تھا

گیا جو سیر کو وہ گل بہار حسن کو دیکھ
اوڑا بہ رنگ صبا رنگ روئے گلشن تھا

طپش وہ خون میں ہر ہے تھی کہ تیغ قاتل کا
بہ رنگ شعلہ دم قتل آب آہن تھا

زمین تھی نقش سی ہرچند تختۂ گلزار
لگا جو کفش میں اوس گل کی نعل آہن تھا

گلخن سینہ میں داغ دل بھی آتش پارہ تھا
شعلہ رو کے حسن کا جو دھیان میں نظارہ تھا

میں ہوں وہ وحشی کہ صحرا میں مرا مشت غبار
ہر طرف مثل بگولا سر بسر آوارہ تھا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تونے آنکھیں پھیر لیں یان کام آخر ہو گیا
طائر جان پاے بند رشتہ نظارہ تھا

شب ترے پرتو سے لبریز لطافت تھا چمن
ہر گل شبو سے جاری نور کا فوارہ تھا

آسمان کو کچھ جوانی میں نہیں پہونچا دماغ
عرش سے طفلی میں آویزان مرا گہوارہ تھا

کوچۂ قاتل کو سب کہتے تھے گلشن جنون
نہر تھی میرے لہو کی زخم کا فوارہ تھا

مجکو دم لینے کی بھی فرصت نہ دنیا مین ملی
روز مولد شادیانہ کوچ کا نقارہ تھا

خرمی ہوتی ہے بیدردونکی سیر باغ مین
ہمنے جس گل پر نظر کی اک دل صد پارہ تھا

خواب مین بھی یار تک ممکن نہ تھا وصل رقیب
جن دنون اپنا خیال اخبار کا ہرکارہ تھا

شب نظر کی مین نے فرقت مین جو سوئے آسمان
اژدہا تھی کہکشان عقرب ہر اک سیارہ تھا

اے اجل دی تونے بار جسم سے آکر نجات
کب سے میری پیٹھ پر یہ خاک کا پشتارہ تھا

پہلا سیپارہ کیا مکتب مین جب تونے شروع
دل مرا اوسدن بھی تیرے عشق مین صد پارہ تھا

غزلیات تصنیف ہرچند دہلوی

شمع کو پروانون نے شب پھر نہ دیکھا بزم مین
شمع رو کی بس فروغ حسن کا نظارہ تھا

شمع رو دش شب کو محفل مین جو روتی تھی کھڑی
طرفہ تر یہ آب ریزان آتشین فوارہ تھا

سو رہا اک دم بھی پھر نہ طفل اشک روتا ہی رہا
چشم کی گردش سے گو آرام کو گہوارہ تھا

شب کو دانہ نجم قطرے آب کے آئے نظر
کہکشان سے چھوٹتا باغ چرخ مین فوارہ تھا

سوز شاہ حسن سے ہم صاحب نوبت ہوے
جو پڑا سینہ مین چھالا صورت نقارہ تھا

کیا کسیکی خنجر مژگان کا رکھتا ہے خیال
ہمنے جب پہلو کو دیکھا زخم دل صد پارہ تھا

کب ہمین قاصد کی ہو نامہ بری کی احتیاج
مرغ شوق دل ہمارا تیز رو ہرکارہ تھا

تیغ ابرو مصحف رخ نے کیا زخمی مجھے
جانب سینہ جو دیکھا دل مرا سیپارہ تھا

بار غم سے ہی سبکدوشی کسے اس باغ مین
خار کی بھی پشت پر گل کا بڑا پشتارہ تھا

عشق گلرو کا ہوا ہے جب سے جی مین جانشین
دل کو جب سینہ مین دیکھا اک گل صد پارہ تھا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

لیتے ہیں اڑا کیا نے جرم تیغ ناز سے
کوچۂ قاتل میں ناسخ نام جو بیچارہ تھا

۱۹

جو بوسہ لینے میں کل مجھسے شیریں دہن بگڑا
لگا کہنے بہت تیرا ہے ان روزوں چلن بگڑا
حسنوا اوس سے کیے تے تھی بہت خوشبوئی صبا نے کا
سزا ہے جو ترا بھی شمع کافوری بدن بگڑا
ہوا ہے خلق میں چرچا بہت بیہودہ گوئی کا
ترا کیا نیل کا یہ ماٹ اے چرخ کہن بگڑا
میں عاشق زلف کا ہوں مشک سے جو داغ کھوتا تھا
ترے مرہم سے دیکھ آخر مرا ہر زخم تن بگڑا
میں کہتا تھا نہ بیٹھا کر رقیبوں کی تو صحبت میں
مزاج آخر یہ تیرا مجھسے اے پیمان شکن بگڑا
جو مجھکو جذب دل لایا تو میری موت آپہونچی
ہمارا کھیل سارا ہائے اے گل پیرہن بگڑا
بسر جا کر کرونگا اب وہاں دشت غربت میں
تمہارا طور مجھ وحشی سے اے اہل وطن بگڑا
ہوئے گل زرد سنبل پریشان سبزہ گشتہ
ترے جاتے ہی اے رشک چمن رنگ چمن بگڑا
بنائی کوہ پر تصویر شیریں کی تسلی کو
ترا نقشہ نظر آتا ہے پھر اے کوہکن بگڑا

غزلیات تصنیف ہرچند ڈھنی

زہر کھا کر اوس لب شیریں کے ہجراں میں ہوا
اس دل بیمار کو ہرچند اور کیا چارہ تھا
جگا ای تلخ ذائقہ ہو ترا شیریں دہن بگڑا
زباں چلتی ہے بدگوئی میں اوسکا بھی چلن بگڑا
مری اس آہ آتشناک کی گرمی نے پھونکا ہے
کہ داغ انجم سے جلکر فلک کا بھی بدن بگڑا
نکی اوس نوجوان دوست کی تدبیر ملنے کی
تو کیوں مانند دشمن ہمسے اے چرخ کہن بگڑا
مرے پاس آیا جب دلبر گیا قابو سے دل میرا
نہ سنو ری بات کچھ مطلب کی تھا جو ہوش تن بگڑا
کیا کل وصل کا وعدہ نہ آیا آج تک جاناں
رقیبوں کا لگا ہے بہکانی سے وہ پیمان شکن بگڑا
چمن میں گازر شبنم اوسی ہر شب کو دھوتا ہے
رہے اے بلبلو پھر گل کا کیونکر پیرہن بگڑا
وہ بگڑا یار جب میرا گیا مجھ سے گئی سارے
گلہ غیروں کا کیا کیجے مزاج اہل وطن بگڑا
فغاں کرتی ہے بلبل باغباں دلگیر رہتا ہے
خزاں سے ہو گیا ماتم کدہ طور چمن بگڑا
مراد دل کی مایوسی سے ہوا زردگی حاصل
نہ جو ہم سے شب نکلی مزاج کوہکن بگڑا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

خریداری ہے عالم مین نسیم زلف جانان کی
بس اب سودا اترا ای نافہ مشک ختن بگڑا

مزہ یاد آگیا ہے کس لب شیرین کے بوسے کا
تمھارا ذائقہ جو آج ای کام و دہن بگڑا

بگڑ جاتا ہے سیب پختہ گردش سے فلک ہی
تماشا ہی کہ برسون مین نہ وہ سیب ذقن بگڑا

وہی گالون کی رنگت ہی وہی آنکھون کی گردش ہی
ہوا آغاز خط لیکن نہ وہ نازک بدن بگڑا

یہ خط مصحف رخ کیا قلم کیا خوب لکھا ہی
نہ کوئی کاتب قدرت سی حرف ای سیم تن بگڑا

بنایا میکشون نے رات ایسا جوش مستی مین
کہ سب عمامہ زاہد میان انجمن بگڑا

بنایا تھا ہدف مجکو گرایا غیر کو تو نے
ترا کچھ ہاتھ ان روزون ہے ای ناوک فگن بگڑا

بتون پر مر گیا ہون مین بتون کے نام لکھنے تھے
کفن دو اور مجکو موسو دہ تو کفن بگڑا

نہین ممکن ضرر شبنم سے رنگ جامہ گل کو
پسینے سے کبھی اوسکا نہ رنگ پیرہن بگڑا

غزل کہوائی ہے جبراً یہ سمجھے ایک صاحب نے
نہین اسمین قصور اصلا جو انداز سخن بگڑا

غزلیات تصنیف ہرچند دہلوی

پریشانی دماغ زلف رکھتا ہی عفونت سی
کہین کیا نافہ آہو مین تھا مشک ختن بگڑا

ہوا ہے آفت جان آگلو اس باغ مین خندہ
صبا سے جب کھلا غنچہ وہین اوسکا دہن بگڑا

ثمر کو داغ کے لگنے سے ہوتا ہی ضرر پیدا
تعجب ہے نہ ہرگز خال سی سیب ذقن بگڑا

مرے اوس سیمبر کا حسن و صافی ورونا سے
ہو ہمسر کیا کہ زردی سے ہی کندن کا بدن بگڑا

کہان تاب ایسی جو اوس روے روشن سے وہ ہو ہمسر
رکھی داغ سیہ ماہتاب نے اپنا تن بگڑا

بنائی بات بہتیری نہ سنبھلا کچھ مزاج اوسکا
مرا وہ شمع رو مجھسے میان انجمن بگڑا

نہو تیر نگہ سے طائر دل جان بری تیری
نظر آتا ہی مجکو چشم کا ناوک فگن بگڑا

تیری تیغ نگہ کا زخم کاری تھا لگا دل پر
کہ خونریزی سے جسکی قبر مین میرا کفن بگڑا

نہ آب ابر سے دھوکر صفائی ہو سکی ہرگز
گل لالہ کا داغون سی ہے اب تک پیرہن بگڑا

ہے ہرچند طبع کو میرے قلم پر فخر اوستاد دہلی
بناتی ہے درست اصلاح دی دی کہ سخن بگڑا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

۴۹

سر میدان عدم کو جو مرا دل دوڑا
باد بن کر مین پس توسن قاتل دوڑا

اوسکو صرصر نے کہا مجھ سے کبھی کیا جلد بڑی تو
قیس جب دشت جنون مین کے شامل دوڑا

پانون گرداب بلا سے نہ نکالے مین نے
ہاتھ پھیلا کے مرے واسطے ساحل دوڑا

قیس پیغام ہی کہتا ہوا اللہ رے شوق
ساتھ قاصد کے گیا تھا کئی منزل دوڑا

یار رہ ہی ترے کوچے کی سوا ہر جادہ
اتنی جانبوس نہ پہنچی مری قاتل دوڑا

آگیا دھیان جو قاتل کی ہم آغوشی کا
ہاتھ پھیلا کے لپٹنے کو مین بسمل دوڑا

ابر ساں گرد جو اوٹھی فرس قاتل کی
برق کی طرح مین پابند سلاسل دوڑا

شمع رو جو نظر آیا مجھے اس محفل مین
مثل پروانہ جانباز مرا دل دوڑا

دل گرا اوسکی نظر سی تو اوٹھانے کے لیے
چھوڑ کر عرش کو ہر عرش کا حامل دوڑا

تو جو محفل سی اوٹھا رات کو تیری پیچھی
چھوڑ کر شمع کو پروانہ محفل دوڑا

غزلیات تصنیف ہر چند بسر دھنی

۱۳

قتل ہونے کو جو مقتل مین مرا دل دوڑا
پہلے ہی قتل کو خنجر لیے قاتل دوڑا

دشت سے گھر کو جو پھر کے چلے ہم جس دم
رہبری کو مہ گردون مری شامل دوڑا

سر سیلاب سرشکون کا ہی دریا پابوس
ہمکنار ہونے کی خاطر مری ساحل دوڑا

قافلے اشکون کی آمد جو مری سن پائی
موج سے لینے کو دریا کئی منزل دوڑا

اپنے ہاتھون سی کٹا مین گلا ہم اپنا
ہاتھ مین تیغ لے تو کس لیے قاتل دوڑا

ہوگئی گر طاقت پرواز تو اوڑ جاتی ہے ہم
کہین دیکھا ہے کسی نے بھی کہ بسمل دوڑا

عشق تا کاکل ہین پر پیچ کے ہوا جوش جنون
سوی صحرا دل پابند سلاسل دوڑا

تھا جو شبگرد وہان پاسبان روکا اوسنے
یار کے کوچہ کی جانب جو مرا دل دوڑا

بار غم سی جو زمین پر لگا گرنے گردون
تھامنے کے لیے جب عرش کا حامل دوڑا

شمع رو کا جو سنا عاشق جانباز مجھی
دل ہی کہ مرے پروانہ محفل دوڑا

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

فصل گل آنے نہین پائی ابھی گلشن مین
لیکے صیاد چھری سوے عنادل دوڑا

جستجو جو کہ ہمین تھی وہی تھی اوسکی تلاش
رات بھر ساتھ ہمارے مہ کامل دوڑا

کام آیا ہے جنون کیا ہی کہ آج اے ناسخ
سنگ اندازی کو وہ حور شمایل دوڑا

تو نہ الفت سے گلستان تک جو رخصت مانگتا
رنگ روے گل سے اوڑنے کی اجازت مانگتا

آگی کشت آرزو کی آبرو میری رہی
برق ہی گرتی جو مین باران رحمت مانگتا

اس گنہ پر منتقم دوزخ مین مجکو ڈالتا
کوچۂ جانان کے ہوتے گر مین جنت مانگتا

جو تری اونگلی ہی فندق سی وہ چشم طور ہے
تو اگر ہوتا ید بیضا سی بیعت مانگتا

یہ تڑپنے مین مزا مجکو ملا ہی بعد ذبح
موت سی ملنے کو اور اک دم کی مہلت مانگتا

ہے یقین زہر ہلاہل مجکو دیتے آشنا
گر مین حال نزع مین بھی جام شربت مانگتا

غیر حسرت لیگیا یان سے کوئی کیا اپنے ساتھ
آسمان سے کس توقع پر مین دولت مانگتا

غزلیات تصنیف ہرچند سرڈھنی

موسم گل ہے پکڑنا نہین اچھا صیاد
دام بر دوش تو کیون سوے عنادل دوڑا

وہ مرا رشک قمر جب ہوا دلدل پہ سوار
ساتھ اوسکے جون نفر شب مہ کامل دوڑا

رہ گیا ہاتھ کو افسوس سے ملتے رضوان
ادھر ہرچند وہ جب حور شمائل دوڑا

۱۲

گر وہ ہمدم پاس سے جانے کی رخصت مانگتا
دم نکیون تن سے نکلنے کی اجازت مانگتا

کشت مین گر کچھ نہ پہنچی یہ سیل اشک چشم زار
آب پاشی کو نہ دہقان ابر رحمت مانگتا

داغہاے دل کا گر یہ باغ رضوان دیکھتا
اپنے رہنے کے لیے ہرگز نہ جنت مانگتا

نور عارض دیکھکر جلتی تجلی کلیم
پنجۂ مژگان ید بیضا سے بیعت مانگتا

سیمبر آرام جان سے آنکھ لگ جاتی اگر
پھر دل بیتاب سونے کی نہ مہلت مانگتا

بوسۂ لب یوسف مصری کا گر ملتا مجھے
قند مصری کا عزیز و پھر نہ شربت مانگتا

اشک کی گوہر سے پر ہوتی نہ درج چشم گر
تو خزانے سی مین قوار کی دولت مانگتا

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی	غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی
دیکھتے ہی اک نظر دل اوسکو دیوانہ ہوا	ناسخ اوشکا گرد دو نو عالم سی خدا کی سامنی
کیون نہ حسنِ آہو چشمون سی مین وحشت مانگتا	کیا ملین [illegible] حشمت سا مین غیر وحشت مانگتا
گنگ ہوتے شور سنکر کیون نہ گوشِ رعد و برق	گر طلب [illegible] کرتا تو ملتی اشک و آہ
کوس آہِ غم سے مین گر صوتِ نوبت مانگتا	[illegible] سینہ [illegible] مین نوبت مانگتا
چادر اپنی چاندنی اوسکو اوڑھا دیتی وہین	[illegible] اگر ہوتا مجھی
گر ترے سنگِ لحد پوشش کو خلعت مانگتا	[illegible] خلعت مانگتا
کب ملا قاتل ہمین گو اوسکا [illegible]	[illegible] تیغ کا
ورنہ اوسکی تیغِ ابرو سے شہادت مانگتا	[illegible] شہادت مانگتا
مرتے دردِ ہجر سے ہرچند ہو جاتی شفا	[illegible] اشک غم شمشیر سی
کیون قضا سے زندگی مین شفاعت مانگتا	[illegible] ناسخ مین شفاعت مانگتا

غزل ابیات ۱۰	ردیف ب نمبر ۲	

غزلیات ہرچند	غزلیات ناسخ
۱۰ بسترِ تنہائی پر آتی نہین بے یار خواب	[illegible] اے یار خواب
آشنا ہے چشم سے نہین آشنا زنہار خواب	[illegible] آنکھون [illegible] نہین زنہار خواب
فرقتِ جانان مین ہمسی دور رہ [illegible]	کر دیا کیسا خراب اس [illegible] اشک نے
پاس آنے تک مرے دیکھو کہی ہے عار خواب	کیون میری آنکھون [illegible] دیکھی عار خواب
ہجر گلرو مین مری آنکھون مین خواب آتی نہین	بسترِ گل پر بھی یان بے یار نیند آتی نہین
ہے گلِ نرگس کو دیکھو شاخ سی بر دار خواب	گرچہ کہتے ہین کہ آتا ہے بروئے دار خواب
منزلِ آرام جان و دل جو بامِ یار ہے	کیون نہ آئی کوچۂ جانان مین سگ جانان پہ رشک
آئی مجکو کیون نہ زیرِ سایۂ دیوار خواب	[illegible] کرتا ہے زیرِ سایۂ دیوار خواب

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

چشم باطن مین تماشا ہے جہان کی اصل ہے
فی الحقیقت دیکھتی ہین دیدہ بیدار خواب

کم جنازے سی نہین شبہای فرقت مین پلنگ
موت سی بھی مجکو بدتر ہے کہین لے یار خواب

خواب مین کیا ہون حمایل گردن جانان مین ہاتھ
ہو رہا ہے بخت خفتہ کا گلے کا ہار خواب

چشم ظاہر گر ہے روشن چشم باطن کور ہے
یہ نہین ممکن کبھی دیکھے کوئی بیدار خواب

خورمی اس دار فانی مین ہے غفلت کی دلیل
محفل اہل عزا مین پائے کیونکر بار خواب

خواب مین بھی یار کو آئینہ سی انکار ہے
موت کی اب فکر کر ناسخ کسے درکار خواب

غزلیات تصنیف ہرچند

ہوشیاران ازل کو عالم غفلت نہو
عمر بھر دیکھے نہ ہرگز نرگس بیدار خواب

رات دن رہتا ہے درد ہجر سی بیتاب دل
مردم بیمار کو آئی کہان آج یار خواب

فرقت گلرو کو دیکھو کیا کھلا ہے اور گل
بیکلی کا گوند کر دیتی ہے ہمکو ہار خواب

انتظار یار مین آنکھین کھلی دن رات ہین
دیکھیے دیکھین گے کب یہ دیدہ بیدار خواب

پوچھنا شانہ کبھی تعبیر زلف یار سی
دیکھتی ہین کیون پریشان شب کو ہم سو بار خواب

دل کی آئینہ مین دیکھا اپنی یوسف کا جمال
جون زلیخا کب مجھی ہرچند ہو درکار خواب

ردیف ت
نمبر ۳

غزل ابیات ۱۵

دشمن جان ہے بہار پاسبان کوی دوست
ہو چمن اب آشنائی ساکنان کوی دوست

کسنے مجھ وحشی کے پھینکی اونکے آگے استخوان
اک سری سی ہو گئی مجنون سگان کوی دوست

ہاتھ مین تیری نہ ٹھہریگا وہان مکتوب شوق
یاد رکھ قاصد پڑا ہے یہ نشان کوی دوست

۱۵

وقت شب ٹوکین مجھے ہین پاسبان کوی دوست
کیا ہو حیلہ آشنا کب ساکنان کوی دوست

شب کو کوے آشنا مین دیکھ مجکو [illegible]
آشنائی ہم کرینگے پاسگان کوی دوست

رہنمائی کو ہی جانان ہو گیا ہے سیل اشک
پا بطفل اشک نے رو رو نشان کوی دوست

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

لوٹتے ہین خاک مین آنکھین لگین ہین تا بہ بام
مرتے ہین معراج پر افتادگان کوی دوست

جی اوٹھا مردہ جنازہ جو گیا اوس راہ سے
کر چکی ہے خلق سو بار امتحان کوی دوست

وصف جنت جب کبھی واعظ نے منبر پر شروع
صاف مین سمجھا کہ کرتا ہے بیان کوی دوست

کب ہے کعبے کا ادب ایسا کہ رکھتی ہی قدم
پانو اپنے چومتے ہین رتبہ دان کوی دوست

ساری عالم کو ہے جو بے اختیارانہ رجوع
مرکز عالم ہے شاید درمیان کوی دوست

جو وہان پہونچا وہی آگا اوس عالم سے ہے
دور ہی کچھ ہے زمین و آسمان کوی دوست

جو وہان جانے لگا پہونچا کنار گور سے
رہبر ملک عدم ہین رہروان کوی دوست

خاک اے قاصد جواب خط کی ہو تجھسے امید
کاٹتے ہین اپنی کونچین سالکان کوی دوست

اے اجل اب کر شہر خموشان کی مجھے
کیا کرون ملتا نہین کوئی مکان کوی دوست

حاملان عرش اعلی کے یہان اوڑتے ہین ہوش
عرش اعلی سے بھی بس بالا ہے شان کوی دوست

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

دستگیری پا مردی سے نہ کر دون کر سکے
خاک مین ملتی ہین سب افتادگان کوی دوست

بارور اوس سرزمین سے ہو نہ نخل آرزو
کر چکے اے باغبان ہم امتحان کوی دوست

جو کہ جاتا ہے وہان پھر لوٹ کر آتا نہین
حیف ہے کس سے سنین پھر ہم بیان کوی دوست

تیری نقش پا پہ سر رکھتی ہین اپنا عجز سے
جو کہ ہین روی زمین پر رتبہ دان کوی دوست

جیتے جی دیکھا نہ مجکو قبر دیکھیگا کبھی
مرنے پر ہو قبر میری درمیان کوی دوست

ہر ستارہ جسکا رشک روشنی مہر ہے
کسنے دیکھا ہے کہین وہ آسمان کوی دوست

کب کسیکا ہو گذر اوس بارگاہ خاص مین
گر گمان و وہم و فہم ہون رہروان کوی دوست

منزل جانان پہ پہونچا دیگی اونکی رہبری
ساتھ مین ہم اپنے لینگے سالکان کوی دوست

پاسبان کوچے کی اوسکی حور و غلمان کیون نہ ہون
روضۂ رضوان بنا ہے ہر مکان کوی دوست

دست بستہ ہین کھڑی حور و ملک دیو و پری
خط خور جاروب کش ہے ہے وہ شان کوی دوست

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

داغ حسرت ہین چراغ دیر و قندیل عدم
کون جا دلکش ہے دنیا مین شان کوئے دوست
غیر ہو شیطان تو اپنا نعرہ ہو تیر شہاب
ایسی ای ناسخ ہم ہین آتش بیان کوئے دوست

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

شوق دلسی شائق نظارۂ ہو کیونکر نہ حور
خوشنما کب باغ رضوان ہے بستان کوئے دوست
خامہ کبھی عاجز ہے ہرچند حال کہنے لکھنے سے
بند ہے موںھ مین زبان کب ہے بیان کوئے دوست

ردیف خ
نمبر ۴

غزل ابیات ۹

ہے نازکی سے قامت جانان سمن کی شاخ
مین سوز عشق سے ہون چنار کہن کی شاخ
ظالم کو بعد مرگ بھی ہو ظالمون سے ربط
خنجر کا دستہ کیون نہ ہو کرگدن کی شاخ
ہم وحشیون کے بخت جو برگشتہ ہین
سیدھی کسیطرح نہ ہو جیسے ہرن کی شاخ
رکھی چھڑی جو ناز سے اوسنے تہ ذقن
سب کو ہوا گمان کہ ہے سیب ذقن کی شاخ
دیکھی جو یہ چنبیلی کی کلیون سی اونگلیان
وہ تیرے دست و پا کو کہے یاسمن کی شاخ
دکھلائی اپنے فندق پا کی جو نوبہار
پابوس کو چمن مین جھکی نارون کی شاخ
فربا ہون مین کسیکی نزاکت پہ دوستو
بھر جرید تین ہو نازک بدن کی شاخ

اونگلی ہین اوسکی نازک گویا سمن کی شاخ
پھولون گوندھی ہے جیسے چنار کہن کی شاخ
جب اوس غزال چشم کا جور مژہ لکھا
خامہ ہمارا ہو گیا اک کرگدن کی شاخ
یاران کی فیض پائی نہ زنہار خشک مغز
سرسبز ہو نہ اب کبھی گا ہے ہرن کی شاخ
عناب لب کی شکلین ہین خسار پر جو لطف
کیونکر کہون نہ اونکو ہین سیب ذقن کی شاخ
لکھون جو اوسکے حسن صفا کی وصف کو
کیونکر قلم نہ فیض سے ہو یاسمن کی شاخ
وہ سرو قد جو جاے چمن مین تو شوق سے
تعظیم کو صبا سے جھکے نارون کی شاخ
کیونکر نہ سوز سینہ سے ہون آبلہ ثمر
ہر استخوان بنا ہے درخت بدن کی شاخ

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

وصف صباحت رخ جانان لکھون گر
درکار ہو براے قلم نسترن کی شاخ
معنی ثمر حروف ورق صنعتین ہین گل
ناسخ ہے کلک فکر نہال سخن کی شاخ

غزلیات تصنیف ہرچند ساکن دہلی

پنجہ حنائی اوسکا ہے ہم پنجہ چنار
اور اونگلیان بنی ہین گویا نسترن کی شاخ
ہر اک طرح کے میوے ہین پُر ذائقہ لگے
ہرچند ہے زبان گویا نخل سمن کی شاخ

ردیف د
لمبر ۵

۵۴

یار آیا تو ہوئے دیدۂ ناکام سفید
جیسے ہون آمد سلطان مین در و بام سفید
سر سفید اپنا ہے پیری مین اگر دل ہے سیاہ
عین دالان سیاہ اور لب بام سفید
سالک کعبۂ مقصد ہین تکلف سی بری
کیون نہ زرداروں کا ہو جامۂ احرام سفید
شام کو آیا وہ خورشید دم صبح گیا
ہوگئی صبح سیاہ اور مری شام سفید
ظلمت ہند مین یون نام ہے روشن میرا
جسطرح آئے سیاہی مین نظر بام سفید
دیکھ لے ادنی اثر عالم بیداری و خواب
کہ لیالی ہین سیاہ اور ہین ایام سفید
پڑی عکس اوسکے رخ سرخ کا گر ساغر مین
ہو خجالت سے وہین بادۂ گلفام سفید

غزل ۴ ابیات ۱۴

۱۴

کیون نہو نور سے جون دل شب ناکام سفید
کاخ حسن آئے تو ہو جائین در و بام سفید
رشک مہتاب مر آئے جو مہتابی پہ
جون لب ماہ نو ہو جاے لب بام سفید
مری مریم کا ہوا دامن عصمت وہ پاک
رشک توقیر سی ہو جامۂ احرام سفید
کل کی شب وعدہ کیا آج سر شام آیا
جس سی مہ روکی جون روز ہوئی شام سفید
زرد رنگی شب ہجران کی بدن پر چھائی
زعفران ستی ہی ہو جاے مرا نام سفید
تیرہ بختی سی ہوا وصل نہ مہوش کا نصیب
شب ہجران کی نہوئے کبھی ایام سفید
گل سوسن پہ جو ہو عکس فگن وہ رخ صاف
گل نسرین سا نہ کیون ہو وہ سیہ فام سفید

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بل بے طول شب فرقت نہوئی آہ صبح
ہو گئے آہ مرے موے سیہ فام سفید

گو پہنتا نہیں جز جامہ رنگین تو آج
کفن اک روز ملیگا تجھے خود کام سفید

اپنے اس گورے بدن پر نہو اتنا مغرور
رنگ سب رنگوں مین ہوتا ہے بہت خام سفید

حرف مطلب جو لکھوں صاف تو دیتا ہے جواب
بھیجتا ہے مجھے کاغذ وہ دلآرام سفید

تیرے محبوب کو قاصد نے کہا کیا ناسخ
ہو گیا موئے تنہ ترا سنتے ہی جو پیغام سفید

۵۵

ہو گئے تن ترا غم سے ہے اے بت پیر سفید
کھینچیں تصویر تو ہو کاغذ تصویر سفید

کشتہ اک گوری بدن کا ہوں عجب کیا ہے اگر
رہے تا حشر مری روضہ کی تعمیر سفید

کیا ترے رنگ حنائی سے چمکتا ہے عبیر
اس طرح سے نہو خاکستر اکسیر سفید

سرخ ہے چہرۂ ساقی قدح مے کی طرح
عارض ماہ ہے مثل قدح شیر سفید

خفت وضع یہ بھی دال تلون ہوتا
پہنے پوشاک نہ کیوں صاحب توقیر سفید

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

بل بے کیا اس دل مضطر کو پریشانی ہے
جسکو ہو دیکھتی ہے زلف سیہ فام سفید

شوق دیدار نے کیا ہمکو دکھائیں آنکھیں
انتظاری مین ہوئے دیدۂ ناکام سفید

شوب باران سے کبھی زنہار نہ رنگت بدلے
رنگ مہتاب کی چادر کا نہیں خام سفید

حال فرقت جو لکھوں تاب کہاں ہے دلکو
اس لئے بھیجا ہے نامہ اے دلآرام سفید

جان جانے کی خبر یک نے ہرچند جو دی
ہو گیا خون جگر سنکے یہ پیغام سفید

۱۲

ہو سیہ بختی مری کیونکہ بتا نے پیر سفید
سنگ مرمر یہ عجب کیا جو ہو تصویر سفید

سیم بر کے غم ہجران مین ہوا ہوں کیسا
آب نقرہ سے مری قبر کی تعمیر سفید

سیمین تن کے ہوا ہوں آتش غم سے جلکر
خاک سے میری بنی کیونکہ نہ اکسیر سفید

حسن یار کا کیا حال صباحت لکھوں
ہول سے دیکھکے ہے رنگ تن شمشیر سفید

جب غضبناک سے ہو شعلۂ آتش خو کا ہوا لال
مین تو کیا ہول سے ہو صاحب توقیر سفید

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

سوجھی مضموں جو بیاض رخ جانان کی مجھے
ہو گیا رنگ مرکب دم تحریر سفید
رات دن پیر فلک کی ہے دو رنگی ظاہر
زرد ہے پرتو خور ماہ کی تنویر سفید
موت گویا ذکر ہے تار کفن آتی ہے نظر
اس لیے ہوتے ہیں ہوئی بدن پیر سفید
سرخ دیکھا جو خوشی سے مرے چہرے کو کبھی
ہو گیا غم سے رخ دشمن بے پیر سفید
سادگی میں جو مزا ہے نہیں رنگینی میں
اے صنم دیکھ لو ہو سرخ سے اور سفید
شوخ ہے رنگ سنہرا یہ ترے سینہ کا
صاف آتی ہے نظر سونے کی زنجیر سفید
ابروان پر ہے گلال اور مژہ پر ہے عبیر
سرخ آتی ہیں کمانیں نظر اور تیر سفید
خوں سفید ایسا ہے اپنا بھی زبان کا ناسخ
کیجیے قتل جو ان کو تو ہو شمشیر سفید

زیست تک ہو گی نہ یاں چشم خیال اے یار بند
ختم نہیں کر اپنے گھر کی روزن دیوار بند
باغ میں جاتا ہے جب بند قبا کھولے وہ گل
غش سے ہو جاتی ہے چشم نرگس بیمار بند

غزلیات تصنیف ہرچند سرڈھنی

وہ سینہ سخت ہوں گر حال لکھوں تجھ کو اپنا
خامہ کا چہرہ ہو جوں کاغذ تصویر سفید
رشک خورشید کا میرے کہیں کیا دیکھا حسن
داغ غم کھا کے ہوا ہے مہ تنویر سفید
شیخ جی بال سیہ کرتے ہو کیوں دیکے خضاب
کب رہیں کالے یہ سچ ہوویگا اے پیر سفید
بخدا چاندنی مہتاب کی ہے جامۂ سیاہ
پہنے پوشاک اگر وہ بت بے پیر سفید
صحبت پاک دلوں کی نہ ہو موذی کو اثر
زہر شیریں نہ ہو گر مار پیے شیر سفید
جوشش سودا کا مری دیکھ لے گر ایک نظر
ہو وے دیوانوں پہ کیوں دیدۂ زنجیر سفید
پر کمان ابرو کے دلمیں نہیں آتا ہے رحم
ہو گیا زخم جگر دیکھ وہیں تیر سفید
چشم جو ہر سے جو دیکھے زخم سینہ و دل
کیوں نہ ہر چند ہوا آب دم شمشیر سفید

۱۶

گھر کے دروازے کو گرچہ کر دیا اے یار بند
جھانک کر دیکھیں گے کب ہو روزن دیوار بند
کیا علاج اسکا کروں ہے یہ کسیکا درد سر
آہ کرنے سے نہیں ہوتا دل بیمار بند

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

یوسف ثانی ہو گئی ہین کوچہ ہای لکھنو
ایک مدت سی پڑا ہی مصر کا بازار بند

نیند آئی گی کہ موت آئیگی ہجر یار مین
دیکھی کیونکر ہوتی ہین اپنی دیدۂ بیدار بند

بارہا گلشن مین سنتی ہین مری گلبانگ کو
مثل غنچہ بلبلون کی ہو گئی منقار بند

باب توبہ تو کھلا ہے تو سہی جاؤن مین
کرلیا ہے تو نے دروازہ جو ای خمار بند

مردی جی اوٹھی تیری ٹھوکر سی زندہ مرگئی
کھل گئین دو چار آنکھین ہو گئین دو چار بند

قیس سن لیتا ہماری برہنہ پائی کا حال
کیا کرین ہی دشت وحشت مین زبان خار بند

کفر ایسا ای صنم پھیلا ہی تیرے عہد مین
ہی رگون سی باغ مین ہر ایک گل زنار بند

شیشے مین پیا کرتا ہون خالی محتسب میرا دماغ
بنیۂ مینا سی کان اپنے کرون ناچار بند

محتسب ہی حکم نی ایسی اوڑائی ہی شراب
ہو گئی ہی آج راہ خانۂ خمار بند

کیون نہ منہ ڈھانپی بھوین اپنی وہ طفل آزاد کا
سچ تو ہی ہوتے ہین درویشون مین کم تلوار بند

غزلیات تصنیف ہرچند سدھنی

دیکھی جو گلکار داغون سی پر نقش دل
ہو وی نقاشان چین کا شہر مین بازار بند

شائق دیدار عارض کون رشک سی گر نہینا
جو نہین کرتے ستار ہی دیدۂ بیدار بند

مرغ دل اپنا اگر ہو باغ مین نغمہ سرا
طوطی خوش گو کی کیدن سنکر ہو منقار بند

جی مین رہتا ہی خیال چشم مشکون یار کا
کیف غم دل پر نہین گو ہی در خمار بند

ای سلیمان ہمکو بھی سیستان ہی نصیب
دھیان سے ہین شیشۂ دل مین پری دو چار بند

چاک کرتی ہی قبائی گل چمن مین کیون صبا
کیا کرین فریاد اوسکی ہی زبان خار بند

عشق مین طفل برہمن کے ہون کافر زاہدا
ہی رگ جان سی دل شیدا مرا زنار بند

داستان دوری دلبر ہی ایسی دردناک
کون پاس آکر سنی رکھون زبان لاچار بند

جام چشمون مین بھری ہی اشک گلگون کی شراب
دیکھو آنکھون مین مری ہی خانۂ خمار بند

دیکھیے کس بیخطا کا خون کری خونخوار آج
مردم دیدہ ہی تار نگہہ سی تلوار بند

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

باندھ لایا شعلۂ زرتار سنبلِ آفتاب
آسمان سی کم نہین اوس ماہ کا دستار بند

تیر سی نالی نکلتے ہین بیابے سجدہ مین
مونھ سے ہرا ہوتا نہین مثلِ لبِ سوفار بند

تیری ابرو سی کسی صورت نہین ممکن پناہ
سیخ سی ہو جاتی ہے تلوار کی بھی دھار بند

کھل گئی جادو بیانی بزم مین ناسخ کی آج
کر دیا مینے اُدسی تقریر مین سو بار بند

غزلیات تصنیف ہرچند دہلوی

باندھتا دستار سر پر ہی گلابی پیچدار
میرے اوس رشکِ چمن کا غنچہ ہی دستار بند

دلمین رکھتا ہی خیالِ خندۂ زخمِ جگر
خندہ روئی کر نہین سکتا لبِ سوفار بند

مینہ برستا رات دن رہتا ہی چشمِ زار سی
اک پلک بھر بھی نہین پانی کی ہوتی دھار بند

کہتا ہون ہرچند مین ہر بار طفلِ اشک کو
گریہ سی کرتا نہین ہی چشمِ دریا بار بند

ردیف ر
نمبر ۶
غزلیات ابیات ۹۶

جیتے جی جاؤن مین کیونکر کوی جانان چھوڑکر
بلبلِ نالان کہان جائی گلستان چھوڑکر

چاہیے وحشت مین جامہ چاک ہو نا روح کا
دامنِ قاتل کو لون اپنا گریبان چھوڑکر

وصلِ جانان مین نظر آیا یہ شعبان مجھی
سبزہ کیا دیکھون خطِ رخسارِ جانان چھوڑکر

کاوشِ غم دور ہو میری دلِ ویران سی
خار جاتی ہین کوئی صحرا کا دامان چھوڑکر

روحِ لیلی کا عبث ہی تجھکو مجنون انتظار
بوی گل کب عود کرتی ہی گلستان چھوڑکر

۲۰ آیا ہون جو نو بہارِ حسنِ جانان چھوڑکر
غم سی نالان بلبل آسا ہون گلستان چھوڑکر

پنجۂ دستِ جنون کر دامنِ جامہ کو چاک
طوقِ گردن کر لیے لیکن گریبان چھوڑکر

ہی مری دانست مین دوزخ سی بھی بدتر عذاب
باغِ جنت مین نہ جاؤن کوی جانان چھوڑکر

دامنِ بادِ صبا سی آتشِ گل تیز ہو
غنچۂ دل ہون جاؤن کیون صحرا کا دامان چھوڑکر

تو چمن مین ہی گل و غنچون کی نظارہ مین محو
بوی گل گل سی نکلتی ہے گلستان چھوڑکر

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

وصل جانان کی قسمت مین نہین ہی ولا
جاتی ہی اک روز آخر جسم کو جان چھوڑ کر

ہو وطن مین خاک ہیرے گوہر مضمون کی قدر
لعل قیمت کو پہونچتا ہی بدخشان چھوڑ کر

کوے قاتل کو چلے وحشت مین یون صحرا سے ہم
بھاگتے ہین جسطرح سے تیر میدان چھوڑ کر

ہوتی ہی غربت مین ثروت پر بڑی ایذا کے بعد
رنج اوٹھائے کس قدر یوسف نے کنعان چھوڑ کر

حور ہی ساقی مرا کیونکر ہی مجھ پر حرام
واعظا کرتا ہی کیا باتین تو ایمان چھوڑ کر

ہو الٰہی وصل جنت مین بھی مجکو یار کا
کب وہ انسان ہی جو مانگے حور انسان چھوڑ کر

سانپ کو قابو مین لا کر چھوڑ دینا زہر ہی
جان سے مایوس ہو نہین زلف جانان چھوڑ کر

سختی سہتی ہین ارواح سنگ و خشت سے [illegible]
چل بسی ہین جسم کو کیا قصر و الوان چھوڑ کر

اعتبار اصلا نہین گو ہی جہان زرنگین
اوٹھ گیا دنیا سے خاتم کو سلیمان چھوڑ کر

زاہدا کیونکر کرون مین ترک یہ دنیا ہی وہ
سیر کو آئے تھے آدم باغ رضوان چھوڑ کر

غزلیات تصنیف ہرچند سحر دہلوی

فرقت دلبر کا دل پر حسرت و ارمان کر
غم نہین جاتی ہی گر اب جسم کو جان چھوڑ کر

سر مین سودا اوسکے کیا یاقوت لب کا ہو گیا
لعل سرگردان پھرے کان بدخشان چھوڑ کر

ہے جنون سر مین پیادہ پا رکھون سرگشتگی
جون بگولا جاؤن کب صحرا کا میدان چھوڑ کر

یوسف ثانی مرا گر جلوہ گر ہوتا وہان
شرم سے یوسف نکلتا شہر کنعان چھوڑ کر

خال عارض کو ترے گر دیکھ پاتا اک نظر
ہوتا زاہد کیون نہ کافر دین و ایمان چھوڑ کر

کیون پری سے شیدا ہو دیکھے جو حسن حور وش
کب پریزادون کو چاہے ایسا انسان چھوڑ کر

عارض صافی سے اوسکی صبح روشن ہی عیان
شام دکھلاتا ہی سو کھہ پر زلف جانان آن کر

مسند شاہی پہ دو دن بیٹھ [illegible]
جون گدا بستر زمین پر ہو گا ایوان چھوڑ کر

تخت و تابوت ساتھ اوسکے گیا [illegible]
تخت پریان کا گیا یان سے سلیمان چھوڑ کر

گر مری رشک پری کا وہ [illegible]
دیکھنے کو حور آئے باغ رضوان چھوڑ کر

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

آج تو یوں شاد ہے مرتا ہے تو کل دیکھیے
جائیگا ناشاد تیری لاش عریاں چھوڑ کر

روشنی کی سیر جب شب فرقت میں کی
شعلے آہ کے اٹھے تیرے سر و چراغاں چھوڑ کر

دیکھ لو فرقت نہ کبھی ہو جو برق و ابر کی
خندہ زن جاتا ہے ناسخ تم کو گریاں چھوڑ کر

عیش تنہائی ہوا مردوں کی کثرت سے محال
جاؤں یا رب اب کہاں شہر خموشاں چھوڑ کر

مر گیا ناسخ بیکس جو ساری شعر و سخن
مسجدوں میں بیٹھ اپنی دو کان چھوڑ کر

16

تو ہی وہ گل ہے کہ ہے تجھ پر فدا جان بہار
اس چمن میں ورنہ ہر گل کا ہے احسان بہار

اوڑتے پھرتے ہیں بھلا کیا رنگ اوراق گل
سے بے یار رخسار اوس گل کا ہے ایمان بہار

میں ہوا عاشق جو اوس گل پہ ہوا آغاز خط
جوش سودا کا ہوا ہے مجھکو پایان بہار

زندہ ہو جاتی ہیں گلہا مردہ اک قسم
آب جو میں ہیں چمن میں آب حیوان بہار

کر رہا ہوں آب یاری باغ حسن دوست میں
دیدۂ گریاں ہیں گویا ابر باران بہار

غزلیات تصنیف ہرچند دہلوی

بیوفائی بلبلوں کی ہے عیاں فصل خزاں
باغ سے آتی ہیں لاشیں گل کو عریاں چھوڑ کر

شمع کی بزم سے میں سوختہ دل کب ٹلوں
کیوں پتنگ جا کہیں سرو چراغاں چھوڑ کر

خندہ اپنی بے نصیبی پہ مجھے آئے نہ کیوں
مسکراتا یار جائے مجھکو گریاں چھوڑ کر

نقد جاں دیکر خریدا ہے مکان قبر کو
اب نہ جائینگے کہیں شہر خموشاں چھوڑ کر

تاکتی ہے چشم میگوں کیف میں ہرچند ہو
جائیں میخانے کو کیوں ہم ایسی دکان چھوڑ کر

16

کیوں نہ رشک گل پہ میری ہو فدا جان بہار
ہے ازل سے حسن گلگوں کب ہے احسان بہار

دختر رز سے رکھی ہم سمجھتی ہے تاک جھانک
فصل گل میں کھو دیا مستی نے ایمان بہار

ہو گئے ہیں اندنوں تن کی ہماری مو سفید
عمر کے گلشن کی کیوں سمجھوں نہ پایان بہار

تازہ جاں ہوتی ہیں اوس سے غنچہ و گلہائے باغ
آب گریہ کا مری ہے آب حیوان بہار

غنچہائے باغ اوسکی فیض سے بنتی ہیں گل
آب شبنم ہو گیا ہے ابر باران بہار

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تو نہیں جاتا چمن میں گل کی پھاڑا ہیرہن
بن گئی موج ہوا موج پریشان بہار

تیری روئی آتشین کی آگے جاتا تھا فروغ
کر دیا باد خزان نی گل چراغان بہار

گل ہوئی پژمردہ سب مرغ چمن مردہ ہوئے
آگی اوس گل کی نکلنی پہ ہی اب جان بہار

کیا غضب ہی رشک محسن کا بشر کرتی نہیں
ہے زبان برگ سی ہر گل ثنا خوان بہار

جوش گل اوس رشک گلشن کی جدائی میں نہیں
بلبلو آلودہ خون ہی یہ دامان بہار

ہی چمن میں جوش گل میری بدن میں جوش خون
ای جنون سارہی نظر آتی ہیں سامان بہار

لالہ و گل کیا کہ ہیں منقاد نا فرمان تک
باغ میں مانند جو جاری ہیں فرمان بہار

کیون خزان حسن میں دیکھون نہ خط سبز یار
اسقدر دلکش کہان گلشن میں ریحان بہار

کیا زمین اب تو شفق سی ہی گلستان آسمان
دیکھنا ای باغبان تو رفعت و شان بہار

دیکھی اوس گلگون قبا کا حسن جو شت زا اگر
پرزی پرزی ہو برنگ گل گریبان بہار

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

سرو قد کی حسن کا کیا سر مین سودا ہی اوگی
جعد سی سنبل کے ہیں موی پریشان بہار

ای صبا روشن نہ کیون ہو جای ایوان چمن
ہو گئی ہین لالہ و گل سی چراغان بہار

شمع رو جائی مرا جبدم کہ بزم باغ مین
شوق بادل سی ہو فدا پروانہ سان جان بہار

دمبدم غنچی چٹکتی ہین خوشی سی پھول پھول
جذبۂ شوق دلی سی ہین ثنا خوان بہار

کس طرح سی تار سنبل کر سکی اوسکو رفو
ہو گیا دست صبا سی چاک دامان بہار

کیا ہی رنگین پیرہن ہین گلعذاران چمن
ہو گئی چشم تماشا محو سامان بہار

حکمرانی کشور گلشن کی اوسکو ہو نہ کیون
پھول نا فرمان کی ہین جو زیر فرمان بہار

سبز رنگ کی میری کیا دیکھا ہی خط سیاہ کو
خط غلامی کا لکھی ہی خط ریحان بہار

برگ گل سی فرش رنگین صحن گلشن مین ہوا
کیون نہو رنگ شفق سی خوشنما شان بہار

گلبدن کی عشق مین کیا ہو گیا سودا دلی
چاک ہوتا ہی گلون سی جو گریبان بہار

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نظم ناسخ ہی جو مضمونہای رنگین سی چمن
ہو گئی برگ خزان اوراق دیوان بہار

ب ۲۹

نہین ہی سبزۂ خط عارض محبوب پرفن پر
ہوئی ہین جمع پروانی یہ آکر شمع روشن پر

گریبان چاک گل کبھی ہین جو دیوانونکی صورت سے
ہوا ہی اشتباہ کوی جانان مجکو گلشن پر

گیا کیون عشق ابرو چھوڑکر طاق حرم مینی
نہین شمشیر قاتل یہ وبال اسکا ہی گردن پر

سجائی شمع و گل ساق بلورین پائی رنگین ہین
کبھی یارب گذر ہو اوس پری کا میری مدفن پر

جگر ہوتا ہی ٹکڑی ہمکشی سی تیری فرقت مین
ہی گلرنگ سبقت لیگئی ہی آب آہن پر

لگا کر آنکھ نظارہ مین کر سکتا نہین ڈر ہے
گمان ہی چشم دربان کا در جانان کے روزن پر

مین وہ شوریدہ سر دیوانہ تھا جو بعد مرنے کے
چڑھا جاتی ہین پتھر لوگ آکر میرے مدفن پر

ہماری نالہای پراثر کی طرز اڑائی ہے
گریبان چاک ہو گل کا نکیون بلبل کی شیون پر

تسلی دل کو دیتا ہی تری مژگان کے ڈورے مین
مسیحا ورنہ عاشق ہی معاذ اللہ سوزن پر

غزلیات تصنیف ہرچند دہلوی

ہو گیا ہرچند گلشن بھی دبستان سخن
طفل غنچہ شوق سی پڑھتی ہین دیوان بہار

عیان کب خط مشکین ہی عذار یار پرفن پر
دخان آکر ہوا ہی جمع روئی شمع روشن پر

ہی رشک عالم فوارہ گریہ دیدۂ ترکا
برستا آب باران ہی گویا گلہای گلشن پر

کیا جو سرو نے دعوی قد رعنائی اوس گل سی
چلائی شاخ سی آری ہوا ہی اوسکی گردن پر

صفائی سی بنگ آئینہ ہو رونمائی کو
جو رکھدی آئینہ رو پاؤن کو میری سنگ مدفن پر

نہ پائین پھول پھل ظالم کبھی گلزار دنیا سی
ثمر آتا نہین زنہار شاخ تیغ آہن پر

ادسی دیکھینگے اوسکے گھر مین یان پائین آنکھ کب ہم
لگائی دوربین چشمون سی ہمنی در کی روزن پر

نہ طالع ہو گئی بیدار وہ خوابیدہ بختی ہے
اوگیگا سبزۂ خوابیدہ میری خاک مدفن پر

مین جوش غم سی گلرو کی جو رویا باغ مین جاکر
ہنسی گل مسکرائی غنچی باہم میری شیون پر

نکیون ان آتشین زخمون کو سوزن دیکھکر جلجائی
سیئی گی کیا مونھ اسکا بند ہر زخم سوزن پر

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کسیکا روی تابان یاد دلواتا ہے یہ ہر دم
گری گی میری برق آہ ایک شب کی خرمن پر
نہ دیکھا زیست بھر اوس غیرت مہتاب کو مینے
چڑھاتا ہی فلک اب کیا گل مہتاب مدفن پر
اوسی صیاد کو گلگشت کا کیا آج ارادہ ہے
ہزارون بلبلین ہین منتظر دیوار گلشن پر
خبر ہے جان و تن کی صید گاہ عشق مین کسکو
جگر ہی تھوڑا یک پر نظر ہے ناوک افگن پر
شفق مین ماہ نو کو دیکھ کر حسرت یہ آتی ہے
لہو میرا انہین لگتا کسیکی نعل توسن پر
رہا جو زندگی بھر عشق مجکو خوش نگاہون سی
چڑھا جاتی ہین آہو اپنی آنکھین میرے مدفن پر
سمجھی سی عشق ہے سو دیکھتا ہی تیری صورت کو
عبث باندھی ہی تہمت بت پرستی کی برہمن پر
گری تھی ایکدن دو چار آنسو چشم جانان سی
بجای سبزہ نرگس پھولتی ہین میرے مدفن پر
کسیکی ساتھ ہو گر گرم سوتا ہون جو سر تا پا
تو یاد آتی ہے مجکو جو پڑی رہتی ہین گلخن پر
تصور بعد مردن بھی جو ہی اک روی تابان کا
تو گنبذ کی عوض ہی برج خورشید اپنی مدفن پر

غزلیات تصنیف ہرچند سیر دھنی

ہے گریہ ماہ وش کی غم مین چشمون سی چلین آنسو
نہ کیون ہو دامن مژگان کو طعنہ مہ کی خرمن پر
یگانون سی ہوئی بیگانہ ہو کر آشنا تیری
اوگیگا سبزہ بیگانہ میری خاک مدفن پر
جو وقت سیر خاک پای گلرو کی پڑی اوڑکر
تو رنگ آبداری ہو رخ گلہای گلشن پر
لگائی آگ آپ اپنی مین سینہ سی گر نکلے
کہ شرر آہ کو ہے فوق برق شعلہ افگن پر
دیار یار کی منزل کا رستہ طی نہو ہرگز
سواری گر کرون تا عمر مین چرخ کی توسن پر
ہوا اوسکو دیکھون جی جلتا ہی یاد شمع رو آکر
جلائی کیون عبث ہو شمع کو تم میری مدفن پر
نہین ہوتی طفل برہمن پر جو خورشید اغم ملتا ہو
ہوئی طعنہ زنی نالہ کو تا قوس برہمن پر
پس از مردن کبھی آب و گل مین جو وہ شور بختانی
کہ بسمل کی طرح تڑپی تو گر برق مدفن پر
جلے کیونکر نہ دل یا دام چشمون کی تصور مین
اوٹھی شعلہ نہ کیون روغن گری کی روی گلخن پر
ہو گلکاری سے سنگ قبر رشک تختہ گلشن
رکھی گلرو اگر پای نگارین میری مدفن پر

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نہیں اس خوف سے ہوتا میں قتیل غیر پر راضی
نہ لگ جائے کہیں اسکا لہو قاتل کے دامن پر

جہاں میں تیرہ دل جو ہیں وہی ہیں پر رنج و زحمت میں
کہ نازل ہوتی ہے آفت ہوا کی شمع روشن پر

تصور بھی عجب ہے دور ہیں ہم ہوں کہیں لیکن
لگی رہتی ہے آنکھ اپنی در جاناں کے روزن پر

ہمارے زخم کے نظارے کی کب تاب ہے اوسکو
تو اے جراح پہلے باندھ پٹی چشم سوزن پر

موا ہوں صدمۂ بیداری شبہای ہجراں سے
کبھی سبزہ بھی خوابیدہ نہ ہوگا میرے مدفن پر

ہمارے ہاتھ سے دامن جھٹک کر تو گیا جس دم
گریباں آرہا بس ایک ہی جھٹکے میں دامن پر

تری چلمن تو ہے فانوس تو ہے شمع کا نور
گریں کیونکر نہ پروانے ہزاروں تیری چلمن پر

تپ غم سے ہوا یہ حال میرا تیری فرقت میں
کہ گنڈا ضعف سے طوق گراں ہے میری گردن پر

کسیکا درد ہوتا ہے کسیکو کب زمانے میں
کہ جام و گل ہیں خنداں شیشہ و بلبل کے شیون پر

اگر ہوتا ہے اک دانہ بھی اوسمیں میری قسمت کا
فلک بجلی گرا دیتا ہے ناسخ میرے خرمن پر

غزلیات تصنیف ہرچند دہلوی

مری جوش جنوں کو سربلندی ہو گئی ایسی
قدم بوسی کو آتا ہے گریباں چاک دامن پر

بفیض بزم میں ہوتا ہے روشن دل سے تیرہ بخت
کہ روغن کو فروغ ہو ہے بڑھ کر شمع روشن پر

برستا ابر کی صورت ہے پانی رات دن دیکھو
کہ رکھتی چشم گریاں فوق فوارے کے روزن پر

جو کی بند آنکھ رشتہ سے نہ کھینچی دامن دلبر
گماں تھا خیرہ چشمی کا نگاہ چشم سوزن پر

موا ہوں سنگدل کے غم میں پر سنگ تربت پر
لکھا دینا یہ مصرع میرے سنگ لوح مدفن پر

رواں ہے ایسا چشم تر سے ہر دم سیل اشکوں کا
گماں ہے موج دریا کا مرے ہر تار دامن پر

جمال یار بے پردہ نظر آئے نہ کیوں ہمکو
لگا تار نظر اپنا در جاناں کی چلمن پر

کیا تیغ ادا سے بیگنہ کو قتل قاتل نے
گئے ہم جان سے لیکن رہا خون اوسکی گردن پر

کبھی دیکھا تمہارا نام ہے حسن کی مجھکو
تو اب تک چشم گریاں ابر کی ہے میرے شیون پر

نہ کیوں ہو ہرچند جل کر خاک ہوویں واللہ انجم
گرے گر جا کے برق آہ دل گردوں کے خرمن پر

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

۱۲

گنتا ہوں سر کو بوجھ میں ناکام دوش پر
رکھتا ہے جب سے تیغ گل اندام دوش پر

جالی کی آستین نہیں اے نازنیں تری
عاشق کے مرغ دل کو ہے یہ دام دوش پر

تو وہ حسین ہے دیکھ لے گر طفل بھی تجھے
گودی میں چین اوسے ہو نہ آرام دوش پر

اے میکشو نزاکت ساقی کو دیکھنا
لاتا ہے رکھ کے مثل سبو جام دوش پر

پاس حرم نچاہیئے اے پنجہ جنون
بار گران ہے جامۂ احرام دوش پر

تقصیر پر جو مرتے ہیں نافہم ہے مگر
لے جائینگے اوٹھا کے در و بام دوش پر

بالون کا کچھ اثر بغل یار میں نہیں
ہوتا ہے عکس زلف سیہ فام دوش پر

ڈورا ہے صنم کی جو گردن کا دیکھ لین
زنار رکھیں صاحب اسلام دوش پر

یہ التجا ہے پیر مغان کی جناب میں
رکھوں میں سبو ساقی گلفام دوش پر

شیرین کوئی نہیں ہے مگر کوہکن کی طرح
تیشہ لیے کھڑا ہوں میں ناکام دوش پر

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

بار اوسکا نازکی سے ہوا ناکام دوش پر
کاکل جو ڈالی نازک اندام دوش پر

پھندے میں اوسکے کیوں نہ پھنسے مرغ دل مرا
صیاد زلف رکھتا ہے چون دام دوش پر

چلتے جو پا پیادہ ایذا اٹھی سر بسر
پا یار وہ عدم میں آرام دوش پر

معکوس ہے کرے کوئی کیا اوس سے میکشی
دریا رکھے حباب سے کو جام دوش پر

سر رو کے سنگ در کو سمجھ کعبہ مراد
ہم چاندنی کو جامۂ احرام دوش پر

تعمیر کاخ عجب سے کی کب پایدار ہے
سیہ تا حباب بھی ہے لیے بام دوش پر

لچکے کمر نہ بار سے کیوں مثل شاخ گل
رکھے اوٹھا کے گل جو وہ گلفام دوش پر

چومیں ہیں بوسے سے [illegible] رخسار یار کو
پر رکھ سکیں نہ صاحب اسلام دوش پر

نازک ہے یار سے [illegible] دوش نیلگون
لٹکی جو اوسکی زلف سیہ فام دوش پر

مر کے ہوا ہے ترک ادب کو ہے یار کا
افسوس ہم اوٹھ چلے ناکام دوش پر

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کیا سوجھہ سہی بنیاک وبد مین سکالون کر اتر
اخبار کوئی کرتی ہین ارقام دوش پہ
بس ہی اوسیکا نقش قدم ہکو سجدہ گاہ
ناسخ نبی کے جسنے رکھے گام دوش پہ
۱۷

بیخطر یون ہاتھہ دوڑاتا ہون زلف یار پہ
دوڑتا تھا جسطرح ثعبان موسی مار پہ
سست بنیادی ہی ختم اپنی مکان یار پہ
منہدم ہو چاندنی آجائی گر دیوار پہ
کہتی ہین سب دیکھکر ابرو کو چشم یار پہ
کھینچی ہی تلوار کس بیرحم نے بیمار پہ
ہی مژہ برگشتہ مائل ابروی خمدار پہ
میل یہ خنجر کو جنسیت سی ہی تلوار پہ
دور جام مے تصدق ہی اگر رفتار پہ
خون دل مینای مے ہی قامت دلدار پہ
آنکھہ جب سی پڑگئی ہوئی میان یار پہ
رونگٹا بارگران ہی میری جسم زار پہ
ہی نگاہ یار ہردم میری جسم زار پر
بجلیان گرنی لگین ہین سیکڑون اک خار پہ
جو پریرو ہی وہ دیوانہ ہے چشم یار پہ
ہی گریبان چاک ہر گل نرگس بیمار پر

غزلیات تصنیف ہرچند دہلی

تھی تیغ اوسکی دوش پہ جوہر لکھی نقش دیکھ
خط قضا کو سمجھا مین ارقام دوش پہ
تابوت کیون نہ ہرچند تخت سلیمان ہے
لیکن چلے جو وہ پری اک گام دوش پہ

۱۹ کیا سمجھہ شیدا ہوئی ہے شانہ زلف یار پہ
کاٹ کھائیگا رکھی ہی ہاتھہ دہن مار پہ
اسقدر ہی نور بام پہ صفائی یار پہ
دیکھکر غش چاندنی ہو سایہ دیوار پہ
ہی مجھی افسوس جوہر مژہ چشم یار پہ
سیکڑون خنجر کھچے اک مردم بیمار پہ
نازکر قاتل نہ اپنی ابروی خمدار پہ
سیکڑون بال آگئی ہین دیکھ اپنی تلوار پہ
چرخ سرگردان ہوا ہی گردش رفتار پہ
پابگل سرو چمن ہی قامت دلدار پہ
دیکھا شیدائی مجھی جو حسن گلگون یار پہ
بلبل دل کو ہی نالہ میری حال زار پہ
اشک پھر کیونکہ تھمین مژگان چشم یار پہ
کب ٹھہرتا قطرۂ شبنم ہی نوک خار پہ
جب نظر آئی مجھے مژگان چشم یار پہ
حیف کیون بار گران رکھا سر بیمار پہ

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

زلف کے حصے زیادہ رخ سے ہین مجھ زار پر
دل سے افزون رات بھاری ہوتی ہے بیمار پر
عاشق و معشوق سب مرتے ہین میرے یار پر
ذرہ کیا خورشید غش ہے روزن دیوار پر
جب غزل کرتے ہین موزون قامت دلدار پر
تو الف لکھتے ہین جاے صاد ہم اشعار پر
ناتوانو نکو الم سے اہل دولت کو ہے عشق
خوش ہوے سب ناخن مطرب لگا جب تار پر
ہو گیا مین قتل فرقت مین جو دیکھا ماہ عید
خون ثابت ہے مرا اس مغربی تلوار پر
دیکھکر اوس گل کو ہر غنچہ بھی چلانے لگا
نالے کب موقوف ہین بلبل تری منقار پر
کوے جانان مین ہون پر محروم ہون دیدار سے
بخت خفتہ خندہ زن ہے دیدۂ بیدار پر
دور کرتے ہین نہانے مین صنم موباف کو
کیچلی برسات مین ہے بار جسم مار پر
آسمان کا منطقہ ٹھہرا لیا ہے جس طرح
وہم یون ہوے کمر کا ہے جہان کو یار پر
کھودی ہے تصویر شیرین اس لیے فرہاد نے
روح بھی پٹکا کرے سر حسرت کہسار پر
ایک اشک گرم ناسخ گر خزانے مین پڑے
طعنہ زن فوارہ ہو منقار بوسیقار پر

غزلیات تصنیف ہرچند پسر دھنی

ضعف ایسا ہے شب ہجران سے جسم زار پر
بار غم اب اوٹھ سکے کب اس دل بیمار پر
مہر بھی شیدا ہوا ہے نور حسن یار پر
چشم نظارہ رکھی ہے روزن دیوار پر
موزون کیا مضمون کرین ہم قامت دلدار پر
آہ کا عالم ہوا ہے مصرعۂ اشعار پر
کی گل طرہ نے بھی دستار اپنی تار تار
ہے فدا کیا سیم تن کی طرۂ زرتار پر
نام اپنا قاتلا زندہ ہوا ہے بعد مرگ
آب ہے آب بقا سے کیا تری تلوار پر
گلشن سعنی مین رہتا ہے ہمیشہ نغمہ سنج
فوق خامہ کو نہ کیون طوطی کے ہو منقار پر
رات دن سوتا نہین جگتا غم مہ رو مین ہے
خفتہ بختی تجھ کو ہے دیدۂ بیدار پر
ہو نہ دیون کیونکہ بساط دہر کی پوشش ملے
پوست کی پوشاک پہنائی ہے جسم مار پر
کا نشہ سر کیون نہ کاٹے دم مین جو ناز کلاہ
بار ہے شمشیر کی تار نگاہ یار پر
تنگ چشم ہو مر نہ پردہ پوش اہل علم کا
کب لگی سوزن سے ٹانکا دامن کہسار پر
ہو گیا تار رگ جان رشک تار ارغنون
طعنہ زن ہرچند ہے وہ صوت منقار پر

ردیف صاد
نمبر ۷
غزل ابیات ۱۰

اسقدر زیر فلک ای سرو گل اندام رقص
کر رہا ہی لوگ گردون کو بے آرام رقص

سیکڑون ہم دیں نکل پڑتی ہین ہر ٹھوکر کے ساتھ
فتنۂ محشر وہ ہی جسکا رکھا ہی نام رقص

مرغ خوش خوان اوس چمن کا ہون کہ جسکی صحن مین
آسمان طاؤس سان کرتا ہی صبح و شام رقص

لگتی ہین مینا کے گردون کو ہزارون ٹھوکرین
کرتی ہین مستی مین جب ہم رند می آشام رقص

ہوگیا پیری مین عیش اپنا جوانی سی دوچند
ہاتھہ مین عشی سے کرتا ہی جو می کا جام رقص

دور دامن ہوگیا ہی مجکو مثل آسیا
پیستا ہی دلکو تیرا ای بت خود کام رقص

گر عوض ناقوس کی ہاکرمین اک نالہ کرون
تبکدی مین ہر طرف کرتی پہرین اصنام رقص

تو ہی وہ صیاد او ظالم کہ مجھکو دیکھکر
کرتے ہین بدلی تڑپنے کے اسیر دام رقص

جی اوٹھی مردی ہزارون گنگرو کی صدا
واسطے رندون کی لایا موت کا پیغام رقص

۱۰

بزم گلشن مین کری گر میرا گل اندام رقص
بلبل و گل کا کری کیون دل نہ بے آرام رقص

بزم عشرت مین ملین ہین اگر دستار
کس طرح سی پھر نہ خوش ہو جام رکھون نام رقص

ہی پسند خاطر زاہد بھی خنیا گری
دانۂ سبحہ کیا کرتی ہین صبح و شام رقص

یار کی پاؤن کی ٹھوکر گر لبِ جو کو لگے
کیا عجب کرنے لگی جون مرد می آشام رقص

سایۂ گردش پڑا کیا چشم میگون یار کا
ساقیا جو دور سی کرتا ہی می کا جام رقص

شمع کی لو کا تڑپنا کب ہی تیری بزم مین
دل جلون کا کر رہا ہی یہ دل ناکام رقص

گر بجی ناقوس اوس طفل برہمن کا وہان
تبکدی مین مست ہو کرنی لگین اصنام رقص

خنجر قاتل سے بیچھی ہون ملیان مین اسطرح
مرغ جون صیاد کی کرتا ہی زیر دام رقص

بزم مین بلوایا اوسنی مضطرب مین ہوگیا
کیا بھرا ای تابی دل سی تھا وہ پیغام رقص

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی
ناچنے کا سنگ کو رتبہ کیا ہی اوسکے سامنے ہر سخن اوسکا ہی ای ناسخ نمونہ ہر گام رقص	گر ہوا ہی کوی جانان کا ہو مدفن پر گذر جون بگولا خاک کو ہرچند ہو ہر گام رقص

ردیف ع — نمبر ۸ — غزل ۲ — ابیات ۳۳

۶۳

رکھتی ہین گل عشق رخ شوق قد جانانہ شمع
گل ہوئی ہین شکل بلبل صورت پروانہ شمع
کیونکر اسکو انسو نہ بہا تار ٹوٹے ایک دم
کہتی ہو میری زبانی حال سے افسانہ شمع
دیکھتی ہی قامت جانان کو حیران ہین تمام
فاختہ شمشاد بلبل شاخ گل پروانہ شمع
اوسکی نور رخ کی آگے بوستان بزم سے
اور ہوتی ہی برنگ سبزہ بیگانہ شمع
شرم سے اوڑ جاتی شعلہ کیون نہ جگنو کی طرح
دیکھے محفل مین جو نور فندق جانانہ شمع
اسکا مالا موتیون کا وہ دکھتی شعلہ تاج
رکھتی ہی تخت لگن مین شوکت شاہانہ شمع
کیون نہ مین تشبیہ دون لوگون کو دود شمع سے
شمع کا شعلہ ہو چہرہ قامت جانانہ شمع
کیا موثر ہی میری سوز دروں کا ماجرا
ہو زبان افسانہ گو کی کہتی ہی افسانہ شمع

۱۶

گر کری نظارہ محفل مین رخ جانانہ شمع
خاک ہو وی جل کی سوز غم سے جون پروانہ شمع
کیون نہ جلکر داغ کھائی دل نہ جان ہو مضطرب
عشق کا اوس شعلہ رو کی کہتی افسانہ شمع
وہ سبب کرتی نہین زنہار گریہ رات بھر
گردہ سی صفا کرتی ہی پر پروانہ شمع
شمع کو کب شناسائی پر ہی پروانون کے دھیان
جان دیتی ہین محبت پروانہ سے بیگانہ شمع
سر دکھلا کر او بھاتی ہی دل پروانہ کو
شام سے کرتی ہی زیب حسن جون جانانہ شمع
فوج پروانون کی حاضر آئی ہو دربار مین
بزم مین کرتی جلوس تخت شب شاہانہ شمع
جان نثاری کیون نہ سوز دل سے پروانہ کرین
آتشین ہی کیا محبوب کا سارخ جانانہ شمع
نور حسن نوجوانی پر ہی سرکش بزم مین
کب سنے پروانون کا کچھ کہان بیگانہ شمع

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کیون نہین ہوتا تجھے غم عاشق جانباز کا
دیکھ روتی ہے پروی لاش پروانہ شمع

ایسی تاریکی ہے گم ہوتا ہے نور آفتاب
کب ہے ممکن کرسکے روشن مرا کاشانہ شمع

اسلیے اے شمعرو فانوس مین رکھتی ہین بند
جل نہ جائے تجھ پہ گر صورت پروانہ شمع

ہون وہ پروانہ کہ ورتاب با وجود عذر لنگ
نکلی استقبال کو محفل سے دیتا بانہ شمع

جل رہے ہین جوہر آئینہ پروانون کی طرح
آئینہ فانوس عکس عارض جانانہ شمع

سر ہے سوزان چراغ سودا پاؤن مین زنجیر اشک
تیری محفل مین کھڑی ہے صورت دیوانہ شمع

گر دکھائے اپنی بالی کی وہ بجلی کا فروغ
ہو برنگ ماہی بے آب بیتابانہ شمع

کچھ فقط کوئی نہین ناسخ دل و جان سے نثار
بزم مین پروانے ہین سب لعب صاحب خانہ شمع

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی

جان نثاری پر تو اپنی ناز کیون کرتا ہے دیکھ
سوز غم مین تیری شب بھر جلتی ہے پروانہ شمع

تیرہ بختی میری ہنستی ہے شب مہتاب پر
کیا منور کرسکے گی تو مرا کاشانہ شمع

کس گل رشک چمن کی سوز سے کھاتی ہے گل
گل نہ پائی اسکے رو کر ہوا ہے دیوانہ شمع

لو مین کیا اوس آتشین رو کی لگی اوسکو لگن
سر اوٹھا کر دیکھتی محفل مین ہے بیتابانہ شمع

برق جون موسیٰ گری بیتاب ہو طور چرخ سے
دیکھ لے گر وہ تجلی رخ جانانہ شمع

سنکے کچھ کہتی نہین روتی ہے بیخود زار زار
شعلہ رو کے حسن کو ہے دیکھکر دیوانہ شمع

سوز سے جلتی ہے اور رکھتی ہے دل کو بیقرار
رات بھر روتی رہی محفل مین بیتابانہ شمع

فیض سے روشن نفس کی دور ہو گر تیرگی
رونق خانہ نکیون ہو جو ہو صاحب خانہ شمع

۱۴

وصل مین بھی رونق محفل ہے تو اے چنگ و شمع
آہ و افغان چراغ سوزان ہے یہان آہنگ و شمع

شعلے عارض و زلفین قد ہین سانچے مین ڈھلے
کیا تفاوت ہے میان دلبران سنگ و شمع

۱۷

محفل ہجران اور کیا چاہیے ہے چنگ و شمع
داغ سوز سینہ و نالہ ہے خوش آہنگ و شمع

آتشین رو سنگدل کا داغ جیتے جی رہا
بعد مردن بھی رہی تربت پہ لوح سنگ و شمع

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

سنگ فرش اور شمع پاس گھر میں ہیں دور
کیوں نہ دیکھوں دیدۂ حسرت سے سوئے سنگ و شمع

روشن اوسکی سینہ پر پوست سے ہوئی ہے شمع
ذہن میں یکساں ہے وہ آئینۂ سنگ و شمع

داغ سوزاں ہے پہ آفت شعلہ ہے اوسپر وبال
شعلہ و یکساں ہے میرا عاشق کہ سنگ و شمع

کھینچے گر نقشہ تیری رخسار آتش رنگ کا
کیا عجب یکرنگ ہو گر خامہ از سنگ و شمع

گورے گورے انگلیوں پر فندقوں کا رنگ ہے
قدرت حق سے ہے پیدا توام گل اور سنگ و شمع

شعلہ رخسار ان سنگین دل سے تھا جو ہمکو انس
بعد مردن بھی ہماری سینہ پر ہے سنگ و شمع

حسن یوسف سے ہوئی پر نور ایسی راہ مصر
روشنی میں تھا برابر میل سر فرسنگ و شمع

گیسو شبرنگ خط سبز روی آتشین
ہے شب تاریک اور فانوس مینا رنگ و شمع

یار میرا سنگدل ہے اور ہمیں ہیں گرم دل
دیکھ لے جس نے کہ دیکھا ہو نہ یکجا سنگ و شمع

خاک پر جا کر اندھیری قبر میں لیٹو ہیں [illegible]
جاتی جب [illegible] کہ بیجا تو یہاں اور [illegible] سنگ و شمع

غزلیات تصنیف [illegible]

پاؤں سنگ فرش ہیں اور شمع دیکھو روئے یار
چشم حیرت سے نہ دیکھوں کیوں میں سنگ و شمع

نور روئے مہ لقا کا غیرت خورشید ہے
کب برابر حسن میں ہوں شعلۂ خوش رنگ و شمع

کب بجھیگا سوز سینہ آب اشک چشم سے
عمر بھر جلتے رہے ہیں عاشق بے رنگ و شمع

ہے نقش سقف اور جلوہ کناں ہے ماہتاب
شب کو آتی ہیں نظر آنکھوں میں چرخ از سنگ و شمع

چنگ و شمع بخت بزم عیش میں ہیں یاں نصیب
فرش خاک و داغ سینہ مرکے ہو اورنگ و شمع

شمع رو ہے سنگدل کو عشق میں ہم مر گئے
یارو تم رکھنا لحد پر میری لوح سنگ و شمع

راہ صحرا آتشیں تالوں سے وہ روشن ہوئی
نور میں یکساں ہیں دونوں میل ہر فرسنگ و شمع

غور کر دیکھا جو شب کو میں نے چرخ و ماہتاب
یاد آیا یار کا فانوس مینا رنگ و شمع

سنگدل کی روئے تاباں کا ہے دل میں خیال
جلوہ دکھتی ہیں میرے سینہ میں یکجا سنگ و شمع

[illegible]
[illegible]

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

شمع ساں جلتا ہوں سوز عشق سے ہلتا ہوں میں
ایک بھی میری وفاداری کا پایا نہ لنگ شمع
بزم میں ہر شب اوسی کے رشک سے جلتی ہے یہ
شاعرو کیا نسبت رخسار شوخ و شنگ شمع
عاشق اوس پر مرتے ہیں تو ہیں جی او پر پتنگ
ہے برابر شان میں جو روی آتش رنگ شمع
شام سے تا صبح ہے مجکو جواب سیر لغات
سامنے رکھتا ہوں اپنے نسخۂ فرہنگ شمع
تھا لگا ایک رات ای ناسخ پس محمل رواں
گوش و چشم اپنے لگا دو بر صدائے زنگ و شمع

غزلیات تصنیف [illegible]

خوبرو پایا نہ پایا تو اوسنے دوسرا
غیر کے ہاتھوں جلے کیسے رکھے پالنگ شمع
نازنین ہے حسن تن پر ہوں پروانے فدا
جنبش ابرو ادا ہے جو شوخ و شنگ شمع
مر گیا ہوں داغ کھا کر اوس رخ گلرنگ پر
میری تربت پر بھی رکھنا تھا گل خوش رنگ و شمع
خال کا نکتہ معما ہے کہ حل ہستی نہوان
دیکھوں معنی شب کو لیکر ساتھ فرہنگ و شمع
آہ و گریہ غم میں لیلی وش کی جب آیا کاروان
محمل سینہ میں ہے چھ صدائے زنگ و شمع

ردیف غ نمبر ۹

غزل ۱ ابیات ۱۵

جسم خاکی میں ہے تری رخسار کا روشن چراغ
ہے لگتے میں ہر جا بیت کی دیوار کی روزن چراغ
جب بتا کیسے حسن شعلہ دو ان پہ عاشق بے شمار
گرد ہیں پروانے بھی جب تک کہ ہے روشن چراغ
جوش وحشت دیکھا ایسا مجھے نقش قدم
خانۂ زنجیر میں ہونے لگے روشن چراغ
روشنی ایسی ہے اوسکے سینۂ پر نور کی
ہو گیا مجکو یقین ہے زیر پیراہن چراغ

شب ستارونکو نظر آئی ہیں روشن چراغ
یا ہیں کاخ چرخ کی دیوار کی روزن چراغ
آہ کی ہے چرخ پر جا کیا ہوا داغ کہکشاں
رہبری کی واسطے تاری ہوئے روشن چراغ
ہے دار ہجر سے فائق شب دیجور پر
کب منور ہو اگر ہو مہر کا روشن چراغ
کیا ہوا ہے آہ شب سے ہی مری اوسکو خطر
مہ کا گھٹتا ہے فلک جو زیر پیراہن چراغ

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہین جو روشن طبع تعجب اونسے یہ کار ونکو ہے
چور کو جسطرح آتا ہی نظر دشمن چراغ

روشن ایسا اوس گل عارض سے ہی بستان بزم
تیرہ آتا ہی نظر مثل گل سوسن چراغ

ہین جو منعم اونسے مفلس بہرہ ور ہوتے نہین
آتش یاقوت سی ہوتا نہین روشن چراغ

ٹانکنے آیا جو یان زخم دل سوزان مسیح
بن گیا رشتہ فتیلہ چشمہ سوزن چراغ

کردون روشن آتش داغ جدائی سے اگر
برق سان کرنے لگی بیتابی و شیون چراغ

جھڑتی ہین سنگ لحد سی یا ہین لگتی ہین شرر
میری تربت پر جلاتا ہی ترا توسن چراغ

کوئی پروانہ جلیگا تو جلوگے تم غم سے مین
دوستو ہرگز نہ تم رکھنا سر مدفن چراغ

ہوتی ہی نور خرد سی اہل غفلت کو گریز
بیشتر انسان بجھاتی ہین دم خفتن چراغ

داغ حسرت جل اوٹھا گلگشت مین تیری بغیر
آتش رنگ چمن سی ہو گیا روشن چراغ

پھونک ماری غنچہ لب سی اگر وہ رشک گل
بزم مین پھیلائے نکہت گلشن چراغ

غزلیات تصنیف ہرچند سرو جعفری

شمع رو ہین جب نظر آتا ہی جل جاتا ہی دل
ہی شب فرقت مین یار و جان کا دشمن چراغ

تیرہ بختون کو نہو اس بزم مین ہرگز فروغ
روشن اپنا کر سکے ہی کب گل سوسن چراغ

سوز ہجر شعلہ رو سی شعلہ زن ہی سینہ مین میری
کسطرح داغ جگر سے پھر نہو روشن چراغ

کیا لگے جراح ٹانکا زخم آتش ناک پر
بجھ گیا ہاتھ ہوا اور روزن سوزن چراغ

چشم تر کی آب مین ہی جذب گریہ اسقدر
اشک روغن مین پڑی کرنے لگی شیون چراغ

جب سوار اوس پہ ہوا وہ روی تابان دیکھکر
سب لگے کہنے کہ روشن ہی سر توسن چراغ

پھونک رہا ہی یاد شعلہ رو مین پہلو ہی جسکر
دل جلے گا کیون جلاتے ہو سر مدفن چراغ

رات دن رہتا ہی روشن کب بجھائی سی بجھے
داغ سینہ کا نہ بجھیگا سے دم خفتن چراغ

مشعل مہتاب کھائے دیکھ کے سینہ چہ داغ
عارض پر نور جانان کا ہی وہ روشن چراغ

دم مین بجھ جای گل خورشید کب روشن رہے
داغ سینہ تو جلائے میری گر گلشن چراغ

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کیون نہو پیر فلک کا حمق ظاہر خلق پر
دن کو جیسے شمع ہی خورشید کا کودن چراغ
اپنی شکل سکندری آئینہ مین دیکھا جو منہ
بن گیا عکس فروغ حسن سے آہن چراغ
جس شبستان مین ہو وہ اب کلام ناسخ شعلہ زن
چاک سازد جامۂ فانوس را پیراہن چراغ

غزلیات تصنیف ہرچند مرحومی

کب تلک سمجھاؤن اس احمق کو کب سمجھے وہ
داغ سے دل مین جلاتا ہے یہ دل کودن چراغ
خون پروانون کا کرتا ہے ستم سے رات بھر
قاتل جان ہو گیا جون خنجر آہن چراغ
ایک دم مین گل بجھتا ہے اوسکا پھونک سے
قدرت حق سے بنا ہرچند نازک تن چراغ

ردیف گ نمبر ۱۰

غزل ۱ ابیات ۲۳

۲۲

دیکھا تری فرس کا جو اے شہسوار رنگ
گردون کا اڑ چلا ہے برنگ غبار رنگ
اے گریہ خون سے آپ ہے چشم اشکبار رنگ
لائی برنگ گل رگ ابر بہار رنگ
دکھلاتی ہے چمن مین جو فصل بہار رنگ
وحشت سے جیب کرتی ہے صحرا کی خار رنگ
تو روے آفتاب جو پہنچے تیرا
جلتا ہے لالہ زار کا اے گل عذار رنگ
سارا جہان سیاہ ہے آنکھین میری سفید
دکھلا رہی ہے زرد شب انتظار رنگ
منہ لال ہے جو نشۂ دولت سے خوش نہو
کچھ اور ہی دکھائیگا تجکو خمار رنگ

۲۳

گلگون پہ تیری اسپ کا اے شہسوار رنگ
لاتا نہ اوسکے پاؤن کا کیونکر غبار رنگ
دامان صحرا ہے چشم اشکبار رنگ
خونریزی سے تیری گویا ابر بہار رنگ
کف پا کا تیری خون سے اشک بہار رنگ
لاتا ہے رنگ گل مین صحرا کی خار رنگ
ہے اوسکے سامنے گل خورشید زرد رو
رکھتا ہے گل بدن کا وہ زیبا عذار رنگ
سرخ انگلیان پہ تیری ہین رنگ حنا سے زرد
اور کیا دکھائے وصل کا اب انتظار رنگ
میگون لبون کے بوسے نے مخمور کر دیا
دیکھے دکھائی بادہ کا اور کیا خمار رنگ

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

آتش رخسار دیر اگر مجکو دیکھ لین
اوڑجای عارضون سے برنگ شرار رنگ
کیون ہو نہ جای اہل جہان کا لہو سفید
الفت کا اوڑ گیا ہی جہان سے فرار رنگ
اوس آفتاب رو کی بلائین جو ایک دل
بدلی فلک نے صورت حربا ہزار رنگ
گلشن مین تیری کاکل و رخ کا جو ذکر ہو
کرجای ساتھ بو کے گلون کا فرار رنگ
ہو غنچہ باغ مین تیری آگے گل سخن یاسمن
رکھتا ہی یار شرم کی بے اختیار رنگ
تجھسے ہی تو رنگ تیری ہی گویان آج و باغ مین
دیوان تجھ پہ بہت گل سے نثار رنگ
آنکھین شباب کی رنگین ہزار جیسا ان
جب شام کو شفق کا ہوا آشکار رنگ
سرخ و سفید رخ سے یہ چشم سبز خط
آتی ہین ایک گل مین نظر مجکو چار رنگ
رنجیدگی اثر میرے رنگ شکستہ کا
مانی بھری شیشہ مین گر لاکھ بار رنگ
آنکھین جو رو رو کے میری لال ہو گئین
ہنسکر وہ بولے واہ ہی کیا آبدار رنگ

غزلیات تصنیف ہرچند سروحنی

دود جگر تو آتش غم سے ہوا سیاہ
پھر اوسکا سرخ رکھتا ہی کیون یہ شرار رنگ
صبح سفید و شام سیہ رنگ رکھتی ہے
نیرنگیان کا نام رکھو دن مین فرار رنگ
رنگ زیر چرخ رکھے گو یک رنگ نیل کا
و ذرات مین یہ رنگتا ہے لیکن ہزار رنگ
دیکھین گل شباب جو گلزار کو باغ مین
مثل ہوا ہو عارض گل کا فرار رنگ
سرخ و سفید و سیاہ جو آنکھین ہین یار کی
دیکھے سے دل کا بدلی ہے بے اختیار رنگ
فصل بہار باغ مین دیکھے تیرا عذار
شرما کی ہو کے سرخ گل کا نثار رنگ
اودا کیا لبون کو زبان کو کیا ہے لال
پان و مسی نے کیا کیا آشکار رنگ
آیا عجب جو دیکھا گل مہدی باغ مین
ایسا نہ اور گل رکھے ہے پانچ چار رنگ
وہ تیرہ بخت ہون میری تصویر گر کھینچے
رنگین ہو و ہو دیر اوڑ گر لاکھ بار رنگ
ابر بہار سمان سے میری چشم خونفشان
ایسا گل چمن مین نہ ہو آبدار رنگ

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ای رشک سرو رکھتے ہین مانند فاختہ
خاکستری لباس کا ہم خاکسار رنگ

اوس گل کی کیا کہون ہین تلون مزاجیان
ہوتی ہین ایک رنگ سے پیدا ہزار رنگ

اشکون کی شست شوی سیاہی نہ کم ہوئی
کیا پختہ رکھتے ہین مری شبہای تار رنگ

جس دن سے ہی گلال اوڑانے کا تجکو شوق
تیرے شہید ناز کا لایا غبار رنگ

گو سرخ گاہ زرد کبھی ہے سفید آہ
پایا نہین کوئی مرے منہ پر قرار رنگ

یاد آگئی ہے ہجو رگ گل سے وہ کمر
ای اشک خون ہار گریبان کی تار رنگ

ناسخ ہی میر سلمہ اللہ کی زمین
اک جنی شگفتہ کو باندھا ہزار رنگ

غزلیات تصنیف ہرچند پسر وجینی

آئینہ پہ جو خاک ملین رنگ رو ہو صاف
خاک ہو صفای کار کہین ہم خاکسار رنگ

ہر برگ مین ہے اسکی رنگت جدی جدی
اک پھول عشق کا رکھی دیکھو ہزار رنگ

دھوئے سے آب کی اوٹھے اور آبیاری ہو
کیا پختہ کالا رنگ ہے گیسوی یار رنگ

دیتا ہے سبز بخت سیہ رو کو آب و تاب
لاتا ہے رنگ پان سے مسی کا غبار رنگ

دو روزہ حسن پر نہو بلبل تو شیفتہ
رکھتا نہین ہے چہرہ گل کا قرار رنگ

خون جگر سے رنگین ہے وہ آنسوؤن کا تار
رکھتا نہین ہے ایسا رگ گل کا تار رنگ

ہرچند چمن مین دیکھو تو رنگت بہار کی
غنچون گلون سے رنگتا ہی زیبا ہزار رنگ

ردیف نون
نمبر ۱۱

غزلیات ابیات
۱۹ ۲۵۸

۱۱

جو بیگناہ ہین انکا بھی خون حرام نہین
مقام عشق ہے یہ کعبہ کا مقام نہین

نگار تیغ زبان ہون بسان زخم دہان
دہان زخم سزاوار التیام نہین

جو بوسہ مانگون لبون کا تو کچھ حرام نہین
یہ بزم میکدہ ہے شرم کا مقام نہین

شہید تیغ نگہ ہون مین کیا کرے جراح
ہمارے زخم کو مرہم سے التیام نہین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

جو مجکو یار نے مارا تو غیر کو کرو قتل
عزیز واسکے سوا اور انتقام نہین

عروج حسن مین کیونکر ہو تجکو بیم زوال
تو آفتاب فلک ہے چراغ بام نہین

نہین حلال کوئی شے یہان بغیر شراب
اسیطرح سے بجز توبہ کچھ حرام نہین

تمام صفحۂ عالم ہے ایک ہی صفحہ
سر کتاب کا یہ اک ورق تمام نہین

نہ سجدۂ در جانان سے سر اوٹھاؤن گا
یہ وہ نماز ہے جسکا کبھی سلام نہین

تمام خلق ہی گردش مین جیسے مینا ہے
بس ایک قابل گردش ہمارا جام نہین

محال پیری مین ہے لطف نوجوانی کا
چراغ صبح مین نور چراغ شام نہین

جو خیر چاہے دلا کر نہ عشق ابروے یار
یہی ہے تیغ کہ جسکے لیے نیام نہین

زمانہ محو ہوا دل جو ہے کسی پر محو
مری نگینی مین ناسخ کسی کا نام نہین

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی

خدا کے واسطے مجکو نہ قتل کر ای بت
کہ روز حشر مین کیا اسکا انتقام نہین

نہین رسائی ہمین قصر یار کی مشکل
یہ اپنی آہ جگر گیر کمند بام نہین

ہین بوسہ اوس لب میگون کا یون نکیون نا ہے
کہ نشہ شرع مین اس جی کا کچھ حرام نہین

رقم قلم نے کیے گو ہزار با دفتر
حکایت غم ہجران ابھی تمام نہین

خفا ہے یار یہانتک ملے جو رستے مین
کیا منہ سے بات کرے نوبت سلام نہین

فراق یار مین ساقی کو میکدہ سے نہ کام
یہ اشک چشم ہین کیا شراب و جام نہین

ریاض دہر مین خندان مدام کب کوئی
فسردہ کیا گل خورشید وقت شام نہین

جری کے ساتھ بھی نامرد کے نہ جرأت ہو
کہ کام تیغ کا کرتا کہین نیام نہین

سخا و جود سے مشہور نام حاتم ہے
ہزارون مر گئے ہرچند جنکا نام نہین

۱۰

سوائے مکر زمانے مین رسم وراہ نہین
وہ کون جا ہے جہان زیر کاہ چاہ نہین

بنا ہین دوستی کیا دوست رسم و راہ نہین
وہ کون دل ہے کہ جسمین کسی کی چاہ نہین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہرچند ہر ویشی
ہین گو کہ حسن سے ظاہر مین مثل ماہ نہین	کیا سوز عشق مین مہرو کے جیوڑا یا کہین
ہزار شکر کہ باطن مرا سیاہ نہین	جگر مین دیکھ تو داغ اوسکے کیا سیاہ نہین
ہوئی ہی مجکو جرس سے یہ بات اب ثابت	کیا ہے درد جدائی نو جوان کو بیتاب
شکستہ دل جو ہوا اوسکے لب پہ آہ نہین	وہ کون وقت ہی جو لب سے ہمارے آہ نہین
جگر کے داغ مین پر لطف گر نہوتا سرور	گرے ہے کیون دل تشنہ لب ہون ترسکر
جہان مین کون ہے وہ باغ جسمین چاہ نہین	جو آب تیغ ہو تیرا لب یہ ویسا چاہ نہین
ہمیشہ کام مین غیرون کو ہین سعادتمند	سبھی ہین پال اسکی ملی ہی قسمت سے
ہما کو اپنے سے لیکے فکر عز و جاہ نہین	وہ کون ہے کہ جو ابان عز و جاہ نہین
خبیث ہی یار کو مجھ دلجلے کی قتل کا سوچ	جو شمع مین شل کی جان کھوتا ہے
چراغ کشتہ کا کوئی کبھی دادخواہ نہین	تو اپنے خون کا پروانہ دادخواہ نہین
سفینہ بحر کفر مین دوستی روان ہوتا ہے	چراغ ماہ ... شمع ... گر
شب لحد کی بھی مجھ سے زیادہ سیاہ نہین	کر الیاس شب غم نہ رہ سیاہ نہین
جہاں کی بزم مین ترتیب سے بڑھ قدم	ہم سبز رنگ کی تیغ پہ سبز خط نہیں
ہین کیا مکینکی ... کچھ گیا نہین	وہ گرد چاہ ذقن سے کیا گیاہ نہین
اگر اٹھا دمین عزیز و کبھی مہ کنعان	نہ دوست کی ... ہوا دشمن
ہنوز چشمۂ خورشید کی وہ چاہ نہین	وہ دوست کیا ہے جو چاہت کی دل مین چاہ نہین
ہجوم فوج عدو ہی جہان مین اے ناسخ	ہی تیغ ابرو کا ہر چند قبر مین بھی خیال
سوائے قلعۂ مرقد کہین پناہ نہین	تو مرکے زیر زمین بھی ہمین پناہ نہین
۴۵ کیا وہ لالی مین ہے جو اوس شگفتہ گلشن مین	۱۲ مثل اوسکو ایک گل جنت کی گلشن مین نہین
ہان مگر داغ سیہ رخسار روشن مین نہین	روشنی اوس رخ کی مانند مہر روشن مین نہین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بے گدا نہ دل نہیں ممکن کہ ہو سیر سلوک
دیکھیے او تراہی روانی آب آہن میں نہیں

کیا فقط تیری تجلی سے ہی موسیٰ بے قرار
کون بے طپش کا ہے جو فلاخن میں نہیں

دیکھنا جذب سگ جاناں مرے مرنے کے بعد
گوشت تو کیا کوئی ہڈی بھی مدفن میں نہیں

وہ تو اوس غارتگر دیر و حرم کی یاد ہیں
سبب یہی پیدا جو شیخ و برہمن میں نہیں

پھر لیے انگارے یعنی عشق کے اعجاز سے
داغہاے وحشت کے گلگون میرے دامن میں نہیں

کس کو یاں پہنچا سکے تیرے سوا کوئی گزند
کون ہے وہ ای اجل جو تیری جوشن میں نہیں

سبز کی یاں پر شراب سرخ نے کشت عمل
وانہ تسبیح کا ہوا اپنے خرمن میں نہیں

کھا گیا ہے [illegible] جب ہوئی بے اعتدال
را ابتدا [illegible] دوست دشمن میں نہیں

ہو رہا [illegible] گزار [illegible] جوش جنون
طوق [illegible] گریبان میری گردن میں نہیں

[illegible] تصدق سر [illegible] کر گدا جو پاؤں پہ
[illegible] قاتل کی گردن میں نہیں

غزلیات تصنیف ہرچند سرو [illegible]

خرمن ہستی کو اک دم میں جلاے مثل برق
آتش افروزی کیا آب تیغ آہن میں نہیں

کیوں نہ بے مہری سے توڑے شیشۂ عشرت مرا
کیا کلوخ مہر گردون کی فلاخن میں نہیں

ہوگئے مرکر جو اوس آرام جاں سے ہم جدے
ہمنشین جز درد دل اب کوئی مدفن میں نہیں

دمبدم تجھ ہجر میں اوس بت کو وہ نالہ نہیں
ایسا واللہ شور ناقوس برہمن میں نہیں

چاک کیا دست جنون نے اک گریبان کو کیا
تار تک باقی میرے جامہ کو دامن میں نہیں

ناوک مژگان سے ای ابرو کمان دل ریش ہے
حفظ تن یاں تیر کی زنہار جوشن میں نہیں

دل جلونکا سبز ہوتا ہے کہاں کشت عمل
ایک دانہ دیکھیو اس کی خرمن میں نہیں

ہوا وہی غیروں سے الفت اور ہمسے دشمنی
یار کو یہاں اب تک دوست دشمن میں نہیں

سوز غم فرقت نے رو کی جلایا ہے مجھے
شعلہ ساں کیا طوق آہن لال گردن میں نہیں

ہوگیا دیوانہ دل طفل برہمن دیکھکر
طوق ہی میرے لیے زنار گردن میں نہیں

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

مشتری بنکر ہین تو ذرات عالم مین گواہ
کسطرح خورشید ناسخ روز روشن مین نہین

۱۳

دل شباک وصفون سے اپنا آشنا ہوتا نہین
سنگ مقناطیس ہرگز کہربا ہوتا نہین
خط تو روی یار پر نشو و نما ہوتا نہین
سبزۂ بیگانہ گل سے آشنا ہوتا نہین
تو کبھی آغوش تصور سے جدا ہوتا نہین
ای صنم جسطرح دور اکدم خدا ہوتا نہین
ہین جوانی مین جو ظالم ہونگے ظلم پیری مین
کوئی جز مار کہن سال اژدہا ہوتا نہین
فقر سے ایسی میری خاطر کو ہے چسپیدگی
محو اعضا سے نشان بوریا ہوتا نہین
دانہ بارود تخم ہین میرے تخم امید
تا نہ برق اونپر گرے نشو و نما ہوتا نہین
نشۂ عرفان مین جب تک ڈلا ہے قیل و قال
تا نہو لبریز ساغر بے صدا ہوتا نہین
بن گیا تصویر پر دل مین تصور یار کا
آئینے مین جا کے عکس اوسکا جدا ہوتا نہین
خوذ یون کو روندتے پھرتے ہین ہم وحشت مین
کب سر خار مغیلان زیر پا ہوتا نہین

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

سوز غم سے جلتی ہے ہرچند شب کو شمع یون
روشنی جو رخ پہ اوسکے روز روشن مین نہین

خواب چشمون سے ہماری آشنا ہوتا نہین
ہجر مین جان جائے وصل دلربا ہوتا نہین
غم نہانی رکھون نشو و نما ہوتا نہین
حال دل سے آشنا وہ آشنا ہوتا نہین
دھیان حسن مہ لقا دل سے جدا ہوتا نہین
وہ صنم تو مہربان بہر خدا ہوتا نہین
جعد مشکین نے ڈسا دل لہر دل پر چڑھ گئی
زہر قاتل سے بہرا کیا اژدہا ہوتا نہین
کب بسیر مرتبہ عالی فقر و مایہ کو ہو
ہمسر فرش مشجر بوریا ہوتا نہین
کب گئی ہے گرمی سوز جگر مرنے پہ بھی
سبزہ میری قبر پر نشو و نما ہوتا نہین
درد دل کا میری جب لکھتا ہے وہ قرطاس پر
کیا صریر غم سے خامہ پر صدا ہوتا نہین
روی روشن کا تصور رات دن چشمون مین ہے
چشم سے جون مردمک یکدم جدا ہوتا نہین
تیرہ بختان ازل کو سربلندی ہے نصیب
سبزۂ چاہ زنخدان زیر پا ہوتا نہین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

باغ عالم مین برنگ سبزۂ بیگانہ ہون
غیر پامالی کوئی یان آشنا ہوتا نہین

ہو سر سلطنت یا تختۂ تابوت قبر
پر دماغ و دل مرا شاہ و گدا ہوتا نہین

بحر وحدت مین ہون مین گو سر گیا مثل حباب
چوب کیا تلوار سے پانی جدا ہوتا نہین

ناسخ ہین جو دیوانے معشوقان عالم یار کے
کون گل ہے جسکا پیراہن قبا ہوتا نہین

۱۸

رفعت کبھی کسی کی گوارا یہان نہین
جس سرزمین کے ہم ہین وہان آسمان نہین

عبرت کی جا ہے لاکھون ہی طفل و جوان نہین
پیری مین بھی خیال اجل کا یہان نہین

دو روز ایک وضع پہ رنگ جہان نہین
وہ کونسا چمن ہے کہ جسکو خزان نہین

دشمن اگر وہ دوست ہوا ہے تو کیا عجب
یان اعتماد دوستی جسم و جان نہین

ہر گل ہے اس چمن کا گریزان برنگ بو
سرو چمن ہے کون جو سرو روان نہین

صبح شب وصال ہے دم توڑتا ہون مین
نالان ہے میری غم مین موذن اذان نہین

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

لالہ و گل سب برنگ سبزۂ بیگانہ ہین
اس چمن مین کوئی اپنا آشنا ہوتا نہین

ایک دن کرتی ہے سبکو قتل یہ تیغ قضا
قتل سے اوسکے بری شاہ و گدا ہوتا نہین

جذب الفت اسکو کہتی ہین نہو مل کر جدا
شیر مین بھی آب ملکر پھر جدا ہوتا نہین

ہم ہین جو ہرچند دامن تک نہ پہونچا ہاتھ بھی
پر یہ سینے سے جدا بند قبا ہوتا نہین

۱۸

وہ رشک مہر ماہ ہے پاس یہان نہین
تیرہ جہان نظر مین کیا جون آسمان نہین

رشک قمر سا کوئی حسین جوان نہین
گردون نے ڈھونڈھ کر کہا دیا یہان نہین

تن مین نہ جان ہے جو وہ جان جہان نہین
گلزار دل مین سیر کیا فصل خزان نہین

ہے انتظار آ دعیا کلام کے
دم آ گیا ہے آنکھون مین اب تن مین جان نہین

سینہ مین باغ داغ نہ کیونکر کھلا رہے
کیا آب اشک چشم سے میری روان نہین

مسجد مین تیرے زاہدا ہم جائین کس لیے
نعرہ زنی سے کیا ہمین صوت اذان نہین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

رفتار ناز زمین پہ لچک جاتی ہے کہ بس
گویا تیری کمر مین صنم استخوان نہین

آنکھون سے فائدہ جو نہین تیری گرد راہ
حاصل جبین سے کیا جو تیرا آستان نہین

بولا جو بوی گل سے ہوا اپنے دماغ
کہتا ہے کون آتش گل کا دھوان نہین

خود رو ہین کس طرح گل رخسار و سرو قد
ہے کون باغ جسکے لیے باغبان نہین

حاصل تجھے بصارت یعقوب ہو اگر
یوسف بغیر کوئی یہان کاروان نہین

منعم کی سفرہ مین بھی ہلائین کبھی کبھی
تنہا برای لذت دنیا زبان نہین

تعریف تیغ ابروی قاتل ہی دم کے ساتھ
گویا دہان زخم ہی تیرا دہان نہین

پژمردہ ایک ہے تو شگفتہ ہے دوسرا
باغ جہان مین فصل بہار و خزان نہین

ساقی لگائے رکھ میرے منہ سی خم شراب
دریای مے کی مچھلی ہے میری زبان نہین

رنگ بہار زرد ہوا تیرے سامنے
باغ جہان مین غیر گل زعفران نہین

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

مطرب کی نغمہ گوئی کی درکار کب ہمیں
کیا نے نواز میرا ہر اک استخوان نہین

ہم چشم ہو نہ چشم سے تیری ہون کور چشم
وہ منہ کیا جنے چوما تیرا آستان نہین

ہوتا نہین ہے صاف تنون کو غبار دل
آتش مین لعل کی کبھی دیکھا دھوان نہین

گل زخمون سے کری میری گل چینی دست آہ
میری چمن مین کیا ہوا گر باغبان نہین

چاہ ذقن مین یوسف دل میرا گر گیا
نکلے عزیز کیونکہ کوئی کاروان نہین

گلرو کی ہون کیا تنگ دہانی کی وصف گو
غنچون سکے منہ مین بلبلو گویا زبان نہین

کیا گوشت پوست چھوڑی نہ کھا گئی استخوان
رکھتے زمین گور سی کب یہ دہان نہین

خندان نہ کوئی رہ سکے اس باغ مین مدام
ہان اک بہار سرو کو جو خزان نہین

سر مو نہ وصف ہو سکے اک موی زلف کا
شانہ کی یون تو دیکھیے کیا سو زبان نہین

اوس گل کی بت عشق سی وہ زرد رنگ ہون
ہر رنگ میری زرد گل زعفران نہین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

جنکے سرون پہ آپ مگس ران رہے ہما
اونکا لحد مین آج کوئی استخوان نہین
دھوکا نہ کھا ظروف وضو کو تو دیکھ کر
مسجد ہے فروش کی ناسخ دوکان نہین

۱۱

پہونچا سنان پہ اوسکی ابھی میرا سر کہان
نخل مراد عشق نے پایا ثمر کہان
طول شب فراق کے شکوون سے فائدہ
مین جان بلب ہون مجکو امید سحر کہان
ترکیب کو کمال سے ہے تاثیر زاہدا
بے بادہ ہی دعای قدح مین اثر کہان
جاتا ہے صیدگاہ کو وہ چھوڑکر مجھے
ای مرغ روح میری لگو بال و پر کہان
آنکھون مین منتظر ہین عبث پارہ ہای دل
آتا ہی ناوک نگہ یار ادھر کہان
ہو خاک کوی منعم ظالم سے منقطع
حلقوم آب تیغ سے ہوتا ہے تر کہان
حاصل نہین ہے دشت تمنا کو غیر یاس
اس باغ مین چنار نے پایا ثمر کہان
ظالم کو اس مرض سے ہوتا نہین گزند
ہو نخل میوہ دار کو رنج تبر کہان

غزلیات تصنیف ہرچند سہروردی

اوس شعر کو سوز مین جون موم تن گھلا
باقی بدن مین شمع سا اب استخوان نہین
ہرچند تن سے جان گئی ہم خاک مین ملے
جسمین کہ وہ متاع تھی باقی دوکان نہین

۱۱

زانو پہ سروقد کے پہونچتا ہے سر کہان
سرو مراد دل کو میسر ثمر کہان
روشن وزلون سے ربط نہو سبزہ بخت کو
خفاش دیکھ سکتا ہے نور سحر کہان
روز وصال ہمکو نہ زنہار ہو نصیب
اپنی دعای نیم شبی مین اثر کہان
تو چاہے بعد ذبح کے صیاد نے اوسے
اوڑ تو سہی مین سگے دیکھیے یہ مشت پر کہان
دیکھے ہی کیونکہ ادھر کو تو ای چشم شوق دل
بھولا ہے میری یاد وہ آئے ادھر کہان
جب پونچھیے اشک آستین یار کی موج ہو
گریہ سے ابھی دامن مژگان ہے تر کہان
اوس سروقد کی دوستی مین پایا کچھ نہ پھل
الفت کی نخل مین ہوا پیدا ثمر کہان
پائے نہ عالی پایہ فرومایہ سے ضرر
طوبے کا نخل آتا ہے زیر تبر کہان

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نفرت شب وصال سحر سے نکر دلا
اکدن شب فراق مین سے یہ سحر کہان

ہمکو تیری کمر کی صنم ہے عبث تلاش
جسکو خدا چھپائے وہ آئے نظر کہان

عاشق ہجر پر ابھی نہین فرقت ہوئی نصیب
ہو اضطراب کی مجھے ناسخ خبر کہان

۱۴۳

قامت یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین
سرو کو صدقے مین آزاد کیا کرتے ہین

زلف شبرنگ کو ہم یاد کیا کرتے ہین
شب تاریک مین فریاد کیا کرتے ہین

نگہ یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین
دیکھکر برق کو فریاد کیا کرتے ہین

کوچۂ یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین
جا کو گلزار مین فریاد کیا کرتے ہین

گر ہوئے یار بھی ویران تو تصور مین مدام
خانۂ دل کو ہم آباد کیا کرتے ہین

رشک سے لیتے نہین نام کہ سن لے نہ کوئی
دل ہی دل مین اوسے ہم یاد کیا کرتے ہین

گذرے ہم کوچہ کا گل سے صبا کے جھونکے
نکہت گل کو جو برباد کیا کرتے ہین

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

حاصل شب وصال نہ تا روز حشر ہو
ہو شام ہجر کو مری نور سحر کہان

نظارہ کی تیری نہین شمس و قمر کو تاب
دیکھین جو نور حسن کو ایسی نظر کہان

ہرچند اوسکو عیش نصیبون کے پاس ہے
رکھتا ہے دردو دوری سے تیری خبر کہان

۱۴

ظلم صیاد کا ہم یاد کیا کرتے ہین
جسکو پکڑین نہ وہ آزاد کیا کرتے ہین

اپنی لیلے کو جو ہم یاد کیا کرتے ہین
قیس کی طرح سے فریاد کیا کرتے ہین

عالم وصل کو جب یاد کیا کرتے ہین
ہجر کے ہاتھ سے فریاد کیا کرتے ہین

روز ہجران کو جو ہم یاد کیا کرتے ہین
وصل کی شب مین بھی فریاد کیا کرتے ہین

یاد کر کر تیری وہ رونق بزم اے دلبر
اپنے ویرانہ کو آباد کیا کرتے ہین

چاٹتے اپنے لبون کو ہین مزہ لے لے کر
لذت بوسہ جو ہم یاد کیا کرتے ہین

دود دل مثل بگولا ہو نکیون سرگردان
دمبدم آہ کو برباد کیا کرتے ہین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہوتے ہین جا بجا ہی ملتبس مین پر پرو خون ریز
کیا یہ جلادون کو اوستاد کیا کرتے ہین

پھونکدون مین نالۂ سوزان اگر چاہون قفس
ہم فقط خاطر صیاد کیا کرتے ہین

ہوتی ہے آفت خط قہر خدا سے نازل
ہو ستم ہم پہ جو بیداد کیا کرتے ہین

ملک الموت اگر کہیے انہین تو ہے بجا
قتل بے تیغ پریزاد کیا کرتے ہین

تو وہ صیاد ہے جو اسکے نتیجہ پر لاکھون
طائر روح کو آزاد کیا کرتے ہین

انتقام اسکا کہین لے نہ فلک ڈرتا ہون
جو کوئی وعدہ دن جو وہ شاد کیا کرتے ہین

میرا دیوان ہے کیا سا منحوار نکے ناسخ
جو کہ قربان پر ایراد کیا کرتے ہین

غزلیات تصنیف ہرچند ...

تیزی طبع سے مضمون کی ہین پیدا
تحسین ہر شعر پہ اوستاد کیا کرتے ہین

ہے نہ زنار قفس مین نہ ہین نغمہ سنجی
ذکر ہیر بھی صیاد کیا کرتے ہین

رعد اور برق کی غرض یہ سمجھو کہ وہ ...
در رو دل شمن میرا بیداد کیا کرتے ہین

ہے پری رو کی جو صورت کا تصور دل مین
بست شیشہ مین پریزاد کیا کرتے ہین

تو سبب سرو کو قمری نہین جب نو قمری
سر گرانبار کب آزاد کیا کرتے ہین

روز ہجران کا شب وصل سے لون گا بدلا
دل کو بہلا کے یون ہی شاد کیا کرتے ہین

جسنے بیت ابروے مہوش کی ہے دیکھی ہرچند
مطلع مہر پہ ایراد کیا کرتے ہین

کیا بجز حسن کی ہے کمر پیچ و تاب مین
یہ پیچ تاب کب ہے بھلا موج آب مین

ہے بجز محبسین تجھسین یہ موہوم زندگی
اک دم جدا ہوا سی ہوا سے حباب مین

مجبور ہین مجکو یہ اک رشک حور سے
مصروف ہین ہزار فرشتے حساب مین

۱۵

دریا ہوا ہے موجون کو پیچ و تاب مین
کھولی ہے زلف یار نے کیا اوسکی آب مین

سیلاب اشک دیدۂ تر مین ہے ...
دیکھا نہو تو دیکھ لو دریا حباب مین

جرمون کا میرے ہو نہ محاسبے کچھ حساب
روز حساب بھی وہ نہ آئین حساب مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تعبیر ہے کہ یار کی پڑ جائیگی نگاہ
بجلی گری ہے رات کو کل مجھ پہ خواب مین
تا دار سیری حلق پہ حسرت نے پھیر دی
یکجا جو دیکھے عاشق و معشوق خواب مین
شب سے زیادہ صبح ہماری ہوئی سیاہ
جو شیب مین کیا نہ کیا تھا شباب مین
نسبت ہے کیا ہلال کو اوسکی رکاب سے
خالی ہلال پائے حنائی رکاب مین
ہم مست بھی ہین تارک لذات زاہدا
اک دن تو دیکھ کیسی ہے لذت شراب مین
سودائے چشم یار کی ہے یہ بھی ایک دلیل
خشکی کمال ہے جو ہرن کے کباب مین
بحر فنا مین مجھ سے ہے سائل زبان موج
ہے روح جسم مین کہ ہوا ہے حباب مین
صبح شب وصال کی ہوتی ہے ہم کہان
ہے زہر ساقیا قدح آفتاب مین
کیا پڑ گیا ہے عکس تری چشم مست کا
نرگس کی شاخ بن گئی ہر موج آب مین
بحر فنا مین ضد ہے تعین سے بیکدگر
پانی جو موج مین ہے وہی ہے حباب مین

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

خرمن مین ہوش و دل کے وہین آگ لگ گئی
دیکھا وہ حسن شعلہ فشان جب کہ خواب مین
اوس تیغ زن کی وصل کی ہمکو ہوئی امید
دیکھے جو ہمنے عاشق و معشوق خواب مین
تپ ہجر سے ہون ناتوان نکلے نہ منہ سے آہ
ایسا ضعیف ہو گیا عہد شباب مین
ہمسر ہلال چرخ کے ہو فیض عکس سے
مہرو رکھے جو پائے حنائی رکاب مین
شیرین ہے یار کے لب میگون کا ذائقہ
تلخی نہین ہے ساقیا کچھ اس شراب مین
وہ جذب عشق گل ہے دل عندلیب کو
ہو بوئے گل عجب نہین اوسکے کباب مین
اس جرم پر گلون کا کیا تھا چمن مین خون
باد صبا کو قید ہے برج حباب مین
مہرو ہو پاس رات ہوئی خوشی مین بسر
دیکھون مین آفتاب اسی آفتاب مین
دریا دلون کا مرتبہ پائے نہ خشک مغز
اوٹھتے نہ موج دیکھی ہے گوہر کی آب مین
آزاد کو بھی قید ہے اس بحر دہر مین
زنجیر موج رکھتی ہے پا سے حباب مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

پیاسا رہے ہماری لہو کا یہ ہے نصیب
تلوار کی طرح ہو اگر غرق آب میں
ناسخ اب اور ایسی غزل اس میں لکھ
چھانٹا نہ جائے شعر کوئی انتخاب میں

عکس اوسکی زلف کا نہیں جام شراب میں
بال آئی ہیں نظر رخ آفتاب میں
مستوں کا عیش تلخ ہے دیر خراب میں
یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں
غواص ایسی فکر ہوئی جب کہ آب میں
دریای موج زن نظر آیا حباب میں
آئی قیامت اوسنے لگایا ہے منہ سے جام
ہے اتصال ماہ میں اور آفتاب میں
غفلت سے اپنے طالب دیدار آپ ہوں
میرا ہی چہرہ ہے جو نہاں ہے نقاب میں
دیکھیں ثبات اہل زمین آسمان کا
ہے صاف آسمان میں نقشہ حباب میں
ہے جی میں آفتاب پرستوں سے پوچھیے
تصویر کسکی ہے ورق آفتاب میں
عاشق نہیں ہے کون غزل گوش یار کا
عالم ہے غرق ایک ہی موتی کی آب میں

غزلیات تصنیف

دریا میں ہے شناوری ماہ سیاہ کی
کاکل کا ہے خیال جو چشم پر آب میں
جس دم کتاب حسن رخ یار کی پڑھی
ہر حرف آیا نکتۂ خال انتخاب میں

۱۵ ابرو کا تیری عکس نہ جام شراب میں
ہے جلوہ گر ہلال رخ آفتاب میں
سرگشتگی نصیب ہے دیر خراب میں
ساقی تو دیکھ دور ہے جام شراب میں
دھیان ہے جو روی رخشان کا چشم پر آب میں
جلوہ ہے آفتاب کا ہر حباب میں
ملتی نہ ایسی روشنی نور اوسکو کب
سایہ اوسی کے حسن کا ہے آفتاب میں
عارض ہے اوس میں یار کا جو رشک آفتاب
تا شعاعی بن گیا رشتہ نقاب میں
سیراب دریا دل ہے نہ کم ظرف ہو سکے
پانی کسی نے دیکھا ہے جام حباب میں
دیکھے فروغ حسن گیا چوندھائی چشم برق
سایہ ہے اوسکا نور رخ آفتاب میں
جلتا چراغ چشم ہے دن رات دیکھ لو
روغن کا ہے اثر [illegible] آب میں

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ساغر میں عکس ہے رخ گلگون پہ ہے عرق
موتی ہو آگ میں ہے تو شعلہ ہے آب میں
ہوتی ہیں رو بہ روے اوس گل بہار کے حضور
تا شعاع غبار گل آفتاب میں
آرام سے نہیں ہے جو پھیرے خدا سے منہ
دیکھو ہے مرغ قبلہ نما اضطراب میں
بیدار دل جو ہیں انھیں ہیں نوسے ہو ضرر
یوسف ہوا ستارون کا تعبیر خواب میں
غفلت سرا ہی دہر میں ہے غافلون کی جا
انسان دور دور سے آتی ہیں خواب میں
عبرت کے واسطے ید قدرت نے غافلو
لکھے ہیں شیشہ افسر شاہی حباب میں
آنا نکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
ناسخ ہے خاک رہگذر بوتراب میں

اوس گل کی شکل پھرتی ہے چشم پر آب میں
اشکون میں لخت دل نہیں گل ہیں گلاب میں
دونی بہار حسن ہے کیف شراب میں
پھر کو نہ کیونکر آتش رنگ گل آب میں
ساقی کہاں شراب ہے دیر خراب میں
پانی کی ہے تلاش عبث اس سراب میں

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

پا کون کو بحر دہر میں تر دامنی نہیں
خشکی ہمیشہ رہتی ہے گوہر کی آب میں
باغ فلک سے باد صبا کو نہ فیض ہے
سونگھے کیا خوشبو ہے نہ گل آفتاب میں
دیکھا کیا پیچ تاب مری بحر حسن کا
گرداب کسطرح نہ رہے اضطراب میں
ون کو گر ہمیشہ دور رہے کچھ عجب نہیں
شب کو بھی وہ نہ پاس میرے آئے خواب میں
کس خفتہ بخت کو میری اک شب جگر نصیب
دیکھا نہ جسنے مہ رو کبھی اپنا خواب میں
اوس بحر حسن کو نہ دون غیر دیکھنے
تنہا ملونگا اوس سے میں قصر حباب میں
ہرچند آبرو ہو پس مرگ میری خاک
گرڈالے کوئی بحر کرم بوتراب میں

۱۹

گلرو کا دھیان ہے میری چشم پر آب میں
رومال اشک شوق سے ڈوبا گلاب میں
ہے مست طفل اشک کا کیف شراب میں
میگون لبون کا دھیان ہے چشم پر آب میں
جز رنگ کچھ نہ آب ہے بحر خراب میں
پانی نہ تشنہ لب کو ملا اس سراب میں

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہم عرش تاک پہونچے ہین کیفِ شراب مین
وشوار قطع راہ نہین آفتاب مین

اوسکی نگاہ پھرتی ہے چشم پرآب مین
گویا کہ برق کوند رہی ہے سحاب مین

پنہان ہے وہ بہار ہے اوسکی نقاب مین
نسبت ہے کیا شراب میان ور آفتاب مین

روشن ہے داغ گریۂ چشم پرآب مین
پوشیدہ آفتاب نہین ہے سحاب مین

کرتا ہے اک خیال لشکرِ شب کو خواب مین
ہون کیون نہ مست بادۂ غفلت شباب مین

دریا ہوا ہے رشکِ فلک عکسِ یار سے
خورشید جلوہ گر ہین برجِ حباب مین

دم بھر یہ بزمِ عیش غنیمت ہے ساقیا
ہم بادہ خواری کرتے ہین جامِ حباب مین

بوجہ زلفِ یار اولجھتی ہے بار بار
کیونکر رہے نہ موی کمر پیچ و تاب مین

ہی رات چودھوین مجھے ساقی پلا شراب
روشن ہو آفتابِ شبِ ماہتاب مین

لیتی ہین رنج مرشدِ کامل مرید کا
مہتاب مین ہے داغ جلن آفتاب مین

غزلیات تصنیف ہجر حید سر وجھنی

بس روشنی ہے ساقیا نورِ شراب مین
ممکن نہین کہ تیرگی ہو آفتاب مین

ابرو کا دھیان رکھتا ہون چشم پرآب مین
قوسِ قزح یہ جلوہ نما ہے سحاب مین

برقع نہ رخ پہ مہر چھپا ہے سحاب مین
ظاہر ہوا تھا نورِ ضیا آفتاب مین

دیکھا کیا جو شِ طوفان کا چشم پرآب مین
لرزہ ہوا سے پڑ گیا جسمِ سحاب مین

آیا جو آہو چشم نظر شب کو خواب مین
ملنے کو اوسکے اوٹھا پلنگ سے شتاب مین

دستِ حنائی دھوئی جو گلرو نے بحر مین
رنگین ہو لالہ کا ہوا عالم حباب مین

ہے بحرِ حسنِ یار مین کب بوجھ اوٹھ سکے
ساقی اسی شراب دے جامِ حباب مین

ہنگامِ غسل دیکھی ہے کاکل جو بحر نے
موجون سے مثل مار ہوا پیچ و تاب مین

کب ہمسری ہو صاف رخِ رشکِ مہر سے
داغِ کلف کا عیب ہوا ماہتاب مین

جلتا تمام دن ہی ہوا جل کے شعلہ رنگ
کس حسنِ شعلہ رو کا ہی سوز آفتاب مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

سب بوے ہے ج توس میں داخل ہے آفتاب
رکھا جو اوسنے پاے حنائی رکاب مین

بالون مین یون وہ گوشۂ ابرو نظر پڑا
ہو جسطرح ہلال نمایان سحاب مین

ہے یار جام مین ہے آنسو ٹپک رہے
پیتے ہین جیسے پانی ملا کر شراب مین

چھوٹی نہین عذار عرق ناک پر لپٹ
گویا کہ تو نے مشک ملا یا گلاب مین

کیون بال چوٹی کا ہے خطایا بین گمان
ہے سنبل لگا ہے یہ کیڑا کتاب مین

ناسخ نہین ہے اسکے سوا فخر کچھ مجھے
ہون امت جناب رسالت مآب مین

غزلیات تصنیف ہر چند بسر وھنی

جب سرو قد نے پار کہا تعظیم کو جھکا
عالم کمان کا ہوا خم ہو رکاب مین

گر چرخ تک رسا ہو میری آہ آتشین
کیون لگ او ٹھے نہ آتش آب سحاب مین

آئے نکیون او بال مین مانند خم سے
ٹپکے جو اشک آتشین جام شراب مین

گلرو کے دو عذار کا مجکو عرق پلا
ہے دل کا درد دور جو پیون گلاب مین

قاصد بجاے نامہ دی تو خدا کو یہ تو جاے
افسانہ درد و غم کا لکھا اس کتاب مین

ہر چند عشق کرتا ہے عشاق پہ ستم
کب رحم اس جناب کو ہے تب و تاب مین

آگیا تھا رات گیا وہ ماہ کامل خواب مین ۱۴
چاندنی کا ہو اثر زخم دل بیتاب مین

چھپ گیا [illegible] سبزہ عارض دل [illegible]
[illegible] اسیر کی فرقت [illegible] بیابان سیماب مین

اسقدر رو [illegible] آغا [illegible] فرقت مین [illegible]
[illegible] خورشید ڈوبا اشک کے گرداب مین

چاندنی مین سنو کیا سے یار جو سیر چمن
داغ خون گویا لگی تھی چادر مہتاب مین

کاکل پیچان کا بیتاب دھیان آ جو خواب مین
ناگہی ہو یا سینے کی کیا دل بیتاب مین

درد پہلو میں ہے لیجینی دل بیتاب مین
اضطراب ایسا نہو آتش سے بھی سیماب مین

فرقت بجسن مین تھا دل ہو سیم تن مضطرب
اضطرابی الہی کب ہو گردش گرداب مین

نقرئی زنجیر کی پڑتی ہے سینہ پر جھلک
کوندتی ہے برق یہ آئینہ مہتاب مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ساقی و مطرب ہون کم سن اور ہو کنج چمن
چاہی اسباب اتنا عالم اسباب مین

ہی تعجب آسمان تفرقہ انداز سے
ایک جا ہین عاشق و معشوق کیونکر خواب مین

شام سی تا صبح ہر شب دیتی ہو رنج فراق
کیا رہا آدمی مین فرق اور سرخاب مین

ضعف پیری مین کہان طاقت کہ مسجد جاؤن مین
سجدہ کرتا ہون قد خم گشتہ کی محراب مین

شاخ مرجان موج مین عکس دست رنگین سے نہین
پر تو رخ سے ہوئی روشن کنول تالاب مین

یہ تیری روئی مخطط پر عرق آیا نہین
خوشۂ پروین عیان ہین خرمن مہتاب مین

بزم می مین کچھ نہین معلوم ہوتا کوہ غم
بار سنگین جیسے ہو جاتا ہی ہلکا آب مین

گوہر مضمون نئے بھرتی ہین دیوان شہر شہر
ہی رواں میرا سفینہ موتیون کی آب مین

کیون نہ اے ناسخ ہون مین اعجاز ساقی کا مقر
آفتاب اس نے دکھایا ہے شب مہتاب مین

غزلیات تصنیف ہرچند سرحدی

بوی گل پوشاک کب بلبل کی ہو تن مین مثل گل
ہو سبکساری مناسب عالم اسباب مین

رہتا ہی ہم سے جدا اک دم تو مل اے تیغ زن
دیکھ رہتی ہین بہم معشوق و عاشق خواب مین

کم نصیبون کو نہین اس دیر مین عز و وقار
کب اثر بال ہما کا ہو پر سرخاب مین

طاق کعبہ کی اوس محراب سے کیا کام ہے
سر مرا ساجد ہوا ہے تیغ کی محراب مین

جو ہر عزت نصیب ہوتا نہین کم ظرف کو
قطرۂ نیسان سے در پیدا نہون تالاب مین

پاک بازان ازل کو ہو نہ ظالم سے ضرر
خار سے صدمہ نہ پہونچے چادر مہتاب مین

جو سبکرو ہو حباب آسا وہ ہو دریا سے پار
موج ڈوبے ہے گرانباری سے اپنی آب مین

آبداری ایسی میری گوہر مضمون مین ہے
خاک اندازی کرین ہین موتیون کی آب مین

یاد ہرچند آتی ہین ایام وصل مہوش
رات کو جب دیکھتا ہون جلوۂ مہتاب مین

۱۱

کیون مری آنکھین عیان ہین اشک کے سیلاب مین
جیسے آتے ہین نظر ترتے کنول تالاب مین

ابر نیسان رشک سے ڈوبے نہ کیون سیلاب مین
اشک سے گوہر ہین میرے چشم کی تالاب مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

اپنی تو دست حنائی کو اگر دھوئے وہان
لال ہو جائین ابھی سب مچھلیان تالاب مین

کسنے چہرہ پر اوٹھایا ہی لب دریا نقاب
کودتی ہین مچھلیان اندر کے بدر آب مین

استغفا وہ سخت دل کیا دل گداز و نکے کرین
کب ملایم ہو رہی پرجون اگر سنگ آب مین

اشک کے قطرے مین یہ مجھ ناتوان کا حال ہے
کود تی اجاتا ہی تنکا جسطرح سیلاب مین

جلوہ بینی ہی یون محراب ابرو کے تلے
شمع روشن جسطرح رکھدے کوئی محراب مین

اوڑتی ہین انگیا کی چڑیا لوٹ تنت کی چھنیان
پلتی ہین پانی کی مچھلی موتیون کی آب مین

رنگ کے معنی یہ ہین پہنچتے ہین جیسے میری بخت
سوچ رہتا ہی کہین کھین نہ تجکو خواب مین

خط نظر آتا ہی گرد اوسکے ذقن کے کیا عجب
جمع ہو رہتی ہین تنکے بیشتر گرداب مین

چشم تر مین ہی تصور روی جانان کا مدام
پھنس گیا ہی عکس یہ خورشید کا گرداب مین

ہو گئی ہین کور اگر اعدا عداوت سے تو کیا
نور ہین اشعار ناسخ دیدہ احباب مین

غزلیات تصنیف ہرچند سر وحفی

ہو نہ کم ظرفون کو حاصل دولت دنیا نصیب
پیدا ہو موتی کسنے دیکھے ہین تالاب مین

کیا لب ساحل نظر آیا او سے دریائے حسن
بحر اندون سے کرتی ہی دل کو کبڑی آب مین

دیکھ لو سیراب اس سے تشنہ لب کب ہو سکے
آبداری خاک ہی اس آئینہ کی آب مین

سر بلندون کو نہ پہونچے پست ہمت سے گزند
قصر گردون کی ہو دیوار کب سیلاب مین

چشم کو مژگان کو اوسکی بسبب جنبش نہین
سجدہ جھک جھک کرتے ہین ابرو کے محراب مین

حرف نکلین منہ سے خامہ کے نکلو گوہر مین
دھوئی ہی اوسنے زبان کو موتیون کی آب مین

اس دل حیرت زدہ کی اور ہی صورت ہوئی
دیکھی صورت آئینہ روکی ہی جب سے خواب مین

سطح دریا جبین ہے چین اوسکی لہر ہین
چشم و نگہ کو بھی سمجھون گردش گرداب مین

کون ہے ایسا شناور اوسکو اوس سے نکال
دل گرا بحر حسن کی ہی ناف کی گرداب مین

بزم ہی کے ہو ہرچند اہل محفل کو سرور
ساقیا میری غزل پڑھ جلسہ احباب مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہی سبب کیونکر کھون ہر گل ہی خندان باغ مین
سمجھ تو دیکھا ہی جو یون نرگس ہی حیران باغ مین

یون تصور ہی دل پر داغ مین اوس خال کا
جسطرح سے کبک ہوتی ہی خرامان باغ مین

نیش عقرب کی طرح لگتی ہی ہر موج نسیم
موج گل تو بار ہی اب مار پیچان باغ مین

پھینکدین ہر برگ گل کو نوچ کر منقار سے
بلبلین دیکھین اگر رخسار جانان باغ مین

جوش رونق کا ہوا ہی کوی جانان کو چلین
آتی ہی برسات تو جاتی ہین انسان باغ مین

دیدۂ قمری اگر روشن ہون تیرے نور سے
سرو بن جائین ابھی سرو چراغان باغ مین

قطرۂ شبنم نہین ای رشک گل تیرے حضور
غنچہ سی گل نے نکالی ہین یہ دندان باغ مین

ہجر مین ہی عندلیبون پر سمندر کا گمان
ہوگیا آتشکدہ ہر اک خیابان باغ مین

اوٹھ گئی ہی کسکی روی شعلہ افشان سی نقاب
عندلیبین ہوگئین سب مرغ بریان باغ مین

سایۂ خورشید کی جسطرح پنہان ہو چراغ
ہوگئی یون گل تیری آنی سے پنہان باغ مین

غزلیات تصنیف ہرچند سرو چمنی

١٥

یہ گل صبح کھلی تھی جو نہ خندان باغ مین
دیکھ کر گل رو کو ہی جون آئینہ حیران باغ مین

گل کو چھوڑین بلبلین قمری کرین آزاد سرو
جای وہ گر رشک گل سرو خرامان باغ مین

سر پٹکتا ہی زمین پر دل مین سنبل پیچ کھا
ہوگیا سودائی دیکھی زلف پیچان باغ مین

دیکھتا ہون جب کہ مین گلگشت خیابان بلبلو
یاد آجاتا ہی مجھکو کوی جانان باغ مین

چھوڑ دی جانا وہان کا باغبان کیا لطف ہی
کوئی بھی روز خزان جاتا ہی انسان باغ مین

شعلہ خو کی عکس حسن آتشین رخسار سے
لالہ و گل کر ہوئی روشن چراغان باغ مین

پوست تن اب تک اتارون کا کھنچے اس جرم پر
وہ ادب ہنسکر نکالی تھی جو دندان باغ مین

ہوگئی زخمی تن گل تیغ موج باد سے
بن گئی گنج شہیدان ہر خیابان باغ مین

جلوہ گر گلشن مین گر سرو خرامان ہو مرا
قمریون کا دل ہو سوز غم سی بریان باغ مین

کیا بوقت شب گیا وہ رشک گل گلگشت کو
چادر شبنم سی ہی رخ گل کا پنہان باغ مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تنگ حسرت کو گیا پرواز باغ دہر سے
مجکو حیرانی ہی گل کیونکر ہین خندان باغ مین

ہاتھ آؤ مین جو تجھہ سی داغ عشق اے رشک گل
نخل گل مین صورت طاؤس رقصان باغ مین

نکہت زلف صنم کی سونگھنے والے ہین ہم
بوی گل سی ہو دماغ اپنا پریشان باغ مین

رات کو گلگشت کی اونچی تو یہ سمجھے قدر و
سیر کو اوترا فلک سی ماہ تابان باغ مین

وان ہزارون ہین گریبان چاک یان گل بیشمار
مجکو یاد آتا ہی ناسخ کوی جانان باغ مین

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی

ہر کسی کو غم کوئی دل شاد ہی اس دہر مین
رات بھر روتی ہی شبنم گل ہی خندان باغ مین

دیکھ لین گر اوس قد و حسن کی رفتار ناز
ہو نہ غیرت سی کبھی طاؤس رقصان باغ مین

جی میں اوسکو کیا کھینی زلف پریشان کا ہی دھیان
ہو گیا سنبل کا حال دل پریشان باغ مین

مہ لقا گر سیر کو آئے تو فیض حسن سے
ہر گل خورشید ہووی مہر تابان باغ مین

شرم کہ ہرچند مثل غنچہ بریان ہونکیون
گر کری نظارہ گل رخسار جانان باغ مین

۱۲۷

دل پہ داغ آویزان ہین کسی زلف پیچان مین
ہوئے ہین پھول یا لالہ کے پیدا سنبلستان مین

جہان کہ عشق بازون کا ہی مجمع کوی جانان مین
نہ پروانہ ہی محفل مین نہ بلبل ہی گلستان مین

بھلا دیکھین تو کیونکر روکتا ہی باغبان ہمکو
خزان کی ساتھ ہم آئینگے اسکے گھر گلستان مین

نہ دی داغ جنون کو کچھ مضرت آہ و گریہ سے
چراغ اپنا ہی مثل برق روشن باد و باران مین

پسینا یار نی پونچھا ہی جب دست حنائی سے
در غلطان نظر آئی ہین مجکو دست مرجان مین

جو مشاطہ نے گوندھے پھول اسکی زلف پیچان مین
تماشا ہی کھلا یا تختہ گل سنبلستان مین

مین دیکھونگا گل جنت مین باغ کوی جانان مین
نہ گل چینی کو آؤن باغبان تیری گلستان مین

بہا داغ ہای دل کی کر لے اے صبا آسیر
گل لالہ نہ پھولا ایسا دیکھا ہو گلستان مین

نہین ہے حفاظت کچھ اوسی فانوس کی حاجت
چراغ آہ رکھتا ہون مین روشن باد و باران مین

ہی میرا نیچہ مژگان ز اشک سرخ سے رنگین
نہ ایسی خوشنما رنگت ہی پنجہ دست مرجان مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

عبث ہی ای دل پر داغ ارادہ کوی جانان کا
گذر طاؤس کا ممکن نہین ہے باغ رضوان مین

ہوا راہ طلب مین سست زہد خشک سی زاہد
روانی کب ہی دریا کیطرح ریگ بیابان مین

یہی ہین اتحاد عاشق و معشوق کے معنی
زلیخا کو ہوا سودا اور یوسف جای زندان مین

ڈھلک آتی ہین رخساروں سے جو قطرے پسینے کی
گہر بنتے ہین دریا کیطرح چاہ زنخدان مین

تصور سیر گلشن مین جو آیا کوی جانان کا
بجای گل سر ہر داغ ہی اپنے گریبان مین

مجھے روتے جو دیکھا ہوگیا روپوش غصّے سے
کہ پنہان جسطرح خورشید ہوجاتا ہی باران مین

نہین ممکن کہ ہو اصلاح ظالم کی طبیعت کو
رہی خون زیر خنجر گرچہ ہین آب حیوان مین

نکالا کاروان خط نے بھی آکر نہ ای ناسخ
مرا دل کیا بری ساعت گرا چاہ زنخدان مین

۱۱

بھر آتا ہی خون دل ہمیشہ دیدۂ تر مین
شراب اسکی عوض کب ہوگی ساقی اپنے ساغر مین

جو وہ خورشید تابان خلق سی پوشیدہ ہو گھر مین
بجای ذرہ جاتی ہین نگاہین روزن در مین

غزلیات تصنیف ہرچند سرہنی

نہ صیاد ستمگر کی اسیری کا ہے ڈر جان پر
ہے مرغ دل کا میری آشیان گلزار رضوان مین

گران جانی غبار تربہ کو ہی ناتوانی سے
بگولا اوٹھ سکی مر مر سی کب میری بیابان مین

کمال حسن سی حاصل عزیزو نقص عزت ہو
ملی ذلت ہوا سوا گیا یوسف جو زندان مین

ہوئے ہین ہار کاکل تشنہ لب کھول کر منہ کو
رکھین ہین چاہ جانی کی تری چاہ زنخدان مین

دماغ ہی آسمان پر یون دوپٹا آسمانی ہے
اور عالم ماہ نو کا ہے رکھے چاک گریبان مین

ملی خستہ دلون کو باغ دنیا مین نہ سرسبزی
کہان شاخ شکستہ ہو شگفتہ ابر باران مین

مری مرنے پہ زندہ رہ گی وہ کیونکر نہ روئیگا
کہ طفل اشک کو نہلایا ہے آب حیوان مین

نکل سکتا عزیزو کاروان سی وہ کہان زندہ
جو یوسف گرتا ہرچند بارکی چاہ زنخدان مین

۱۱

بنا ہی میکدہ گریہ سی ساقی دیدۂ تر مین
مے گلگون بھری شکر خدا ہی چشمون کی ساغر مین

نہ جانے دونگا ہرگز اب رقیبون کو کبھی گھر مین
برنگ نقش پا بیٹھون گا مین جمکر تری در مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہمارے دلمین رہتا ہی تصور تیری آنکھون کا
کھلی ہین پھول نرگس کے نہان شاخ صنوبر مین

نہین ہین یہ صنم بھولی جو چمکر بت سی بیٹھی ہین
چھپی ہی یون شرارت ہون شرارے جیسے پتھر مین

نہین جلتا سر مو سبزۂ خط آتش رخ سے
تفاوت یان نہین بالون مین اور بال سمندر مین

گلا تقتل مین ہنسی کیا مزہ سے لیکے کٹوایا
مگر گھولا ہی قاتل قند تو نی آب خنجر مین

مرا رعنا غزال آکر لحد پر جا نہین سکتا
کہ ہی گلدام کا عالم یہان پھولون کی چادر مین

کیا ہی اوس سراپا نور کو تحریر خط ہمنے
بجا ہے باندھیی گر بازو مرغ منور مین

لب جان بخش جانان پر ہوا آغاز سبزی کا
نہین معلوم کائی جم چلی ہی یا یہ کوثر مین

زبان دانتون تلے دابی جو اوسنی یہ نظر آیا
کہ ہی اک پارہ یاقوت بھی اس سلک گوہر مین

صفت مژگان مین اوسکی چشم وحشت زا نہین ناسخ
کھڑا ہی کوئی آہو نیزہ بازون کی لشکر مین

۱۲

بہار آئی بھرون اب شراب شیشے مین
اوتارون مثل پری آفتاب شیشے مین

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

جو دیکھا گوہرین جھوم سرمہ رو پہ یہ سمجھے
لگا ہی خوشۂ پروین سر شاخ صنوبر مین

یہ سمجھے سنگدل سے کہ رخ پہ ہین کب داغ چیچک کے
کھدی ہین دل ربائی کو یہ زیبا نقش پتھر مین

نکل اس چشمہ سی باہر ای طفل شک ڈولی کا
کہ ڈوبی مردم دیدہ ہین چشمون کے سمندر مین

گلہ قاتل کا کیا ہی چاہتی تھی [illegible] بری اوسکی
کہ تھا خط قضا لکھا نہ تھی جوہر یہ خنجر مین

عجب نقاش ہے صنعت یہ دیکھو کاتب قدرت کی
کہ کی ہی نقش کاری نجم سے گردون کی چادر مین

تجلی رخ رشک قمر کی ایسی روشن ہے
چمک ذرہ سی بھی کمتر ہے خورشید منور مین

جو میری چشم تر کا اشک بن وان پھونچتا اشتو
تو جلکر سارا پانی خاک اڑتی نہر کوثر مین

مسی آلودہ دندان لعل لب کی جب نظر آئی
ملمع آب نیلم کا ہوا ہو کا تھا گوہر مین

دل شیدا مقابل ترک مژگان کی ہوا ہرچند
سپاہی دل چلا تنہا لڑا ہی جا کے لشکر مین

بھری نہین ہے پری ذی شراب شیشے مین
کیا ہی ماہ نے بند آفتاب شیشے مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بنی ہے صورت فوارہ گردن مینا
ہی تیرے آگے یہ جوش شراب شیشے مین
خیال ہے عرق روے یار کا دل مین
بجا ہی کیسے بھرا ہے گلاب شیشے مین
خیال یار مرے دل مین کیا ہی گھبرایا
نہ یون پری کو بھی ہو اضطراب شیشے مین
جو دور جام ہو ساقی تو منہ سیری لگے
کف شراب نہین ہی سحاب شیشے مین
ہوا ہی صاف ہماری طرف سے دل اسکا
کہ اوسنے لکھا ہی خط کا جواب شیشے مین
خم شراب جو حیلی سے محتسب توڑے
تو روز حشر ہو اوس پر عذاب شیشے مین
کرینگی مست قناعت ہی مجکو بادہ فروش
اگر شراب نہین بھرے آب شیشے مین
جو کوئی جام ہو دنیا تو جلد دے ساقی
عیان ہی صاف ثبات حباب شیشے مین
دل رقیب مین سامان روسیاہی ہے
کہ جسطرح کوئی رکھے خضاب شیشے مین
بغیر نشۂ مے سو ؤن مین نہین ممکن
بجا ہی گر کہون ہی بند خواب شیشے مین

غزلیات تصنیف ہرچند سرودہنی

نظر جو پڑ گئی اوس مست ناز کی اوسپر
تو جوش مین آئی شراب شیشے پر
[illegible] گلگون کا عکس کیا اوسپر
ہوئی شراب جوش گلاب شیشے پر
جو آب آتشین شکون کا جاے گر ساقی
تو مے کو جوش سی ہو اضطراب شیشے مین
جو آب بادہ کا برسی دہن سے مینا کی
نہ سمجھون ساقیا پھر کیون سحاب شیشے مین
نہ رو برو لب میگون کی لب کشائی ہو
شراب ساقیا ہے لاجواب شیشے مین
لیا تھا بوسہ لب میگون کا جو مست ہو کر
ہوا ہے قید کا سے پر عذاب شیشے پر
نگاہ گرم سی دیکھا کیا آتشین روئے
شراب ہو گئی جوش آب شیشے مین
بھری جو دیدۂ ترمین ہین اشک کی قطرے
ہین شراب کی جا ہین حباب شیشے مین
کرین گے منہ کو تری سرخ نے سے زاہد
شراب رکھین گے جاے خضاب شیشے مین
ہو نشہ ہی سے جو غفلت غنودگی آئی
شراب کیا کہون گویا ہے خواب شیشے مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

یہ معجزہ ہے حسین شہید کا ناسخ
کہ خاک ہو گئی سب خون ناب شیشے مین

۱۵

خون کفک سے رنگ رگ گل ہے خار مین
پُرزے برنگ گل ہے گریبان بہار مین
داغ جنون کھلے ہین میرے جسم زار مین
حیرت ہے اسنے پھول لگے ایک خار مین
دُر را خلال کا نہین دندان یار مین +
رشتہ پڑا ہے یہ گہر آبدار مین +
جاتا ہے وہ جدھر کو یہ قدمون کے ساتھ ہے
ریگ روان تو خاک ہے کوئے یار مین
پہونچا وہ جب کہ دور مین پہونچا قریب مرگ
عمر روان کے طور مین رفتار یار مین
سب نے کیا یہ اشارہ تو روز اُنکی سال
جز عشق زلف کچھ نکردن سال ہا مین
عاشق ہوا ہون دیکھتے ہی اپنی شکل کا
میرا ہے عکس آئینہ روئے یار مین
آنسو مین اسطرح ہے مرا جسم ناتوان
رشتہ ہو جسطرح گہر آبدار مین
نک آن مین نوازش فندق سے آئی ہری
سونے کے تار ہو گئے میرے ستار مین

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی

کیا ہی خنجر مژگان نے دلکو خون ہرچند
بھرا ہی زخمون نے کیا خون ناب شیشے مین

گل اشک سرخ سے لگے مژگان کی خار مین
گریہ سے ہے چمن مرا جوش بہار مین
گلرو کی غم مین لاغری ہے جسم زار مین
عالم مین فربہی کا سمجھتا ہون خار مین
وہ زیب اور صفائی ہے دندان یار مین
ہوا وسنے خاک آب دُر آبدار مین
دیکھین گی چشم نقش قدم میری اوسکا خو
رہنے کی کب مجال نہین کوچے یار مین
رگڑی زمین پہ باغ مین سر رشک سے ہی تاک
مستانہ طرز تاکی ہے رفتار یار مین +
مشاطہ تار زلف نہ چھو کاٹے گی تجھے
جز زہر اور کیا ہے بھرا چشم یار مین +
ہو کیون نہ سنگ لوح لحد شکل آئینہ
کشتہ ہوا ہون حسرت دیدار یار مین +
جسم صدف مین گر گرے اک اشک آتشین
لگ جائے کیون نہ آگ دُر آبدار مین +
مطرب بتا کے وان کہو سب حال دل مرا
رگ جانکا میرے تار لگا کر ستار مین +

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

سایہ نہ دھوپ مین ہی نہ آئینہ مین جلا
باقی نہین ہی خاک مری جسم زار مین
کھٹکا نہین جہان مین ملا جسکو داغ عشق
دیکھو کہ ایک خار نہین لالہ زار مین
ہو مثل گرد باد جسم ربط خاک و باد
آئے سمند یار جو میرے غبار مین
یون گور مین ہی ساتھ ہماری خیال زلف
جسطرح اژدہا کوئی رہتا ہی غار مین
دکھلا گیا کبھی نہ وہ چشم سیاہ کو
آنکھین مری سفید ہوئین انتظار مین
اوراق گل رگون سی جو مسطر کشیدہ ہین
رنگین غزل اک اور لکھون مین بہار مین

غزلیات تصنیف ہرچند سروہنی

غم مین جو ہجر حسن کے رہتا ہون رات دن
اب جون حباب آب نہین جسم زار مین
اس داغ سوز عشق کی دائم رہی بہار
پژمردہ گو خزان سی ہو گل لالہ زار مین
کیونکر نہ جل کے خاک ہین جلاپے آب ہم
سوز تپش ہے مرکی بھی سیدی غبار مین
کیون مار زلف جا ئی نہ سوتی ہے ذقن
رہنا پسند اپنا کرے مار غار مین
شب ہای تار مین رہی اوس صبح رخ کی یاد
تارونکی مثل چشم ہین وا انتظار مین
گلرو کے ہاتھ پر نہین رنگ حنا رچا
ہرچند برگ گل ہین یہ رنگین بہار مین

۱۵

کھل کر موا ہون حسرت دندان یار مین
ہون دفن روزن گہر آبدار مین
ہان داغ زیب نخل بدن ہی بہار مین
شعلے بجاے گل ہین درخت چنار مین
مثل تدرو مرغ نگہ کیون نہو نثار
مانند ماہ نو ہے اوسکے عذار مین
پر داغ سینہ ہو جو کرے ضبط سوز عشق
لالہ نہان عیان ہے شرر کوہسار مین

خوش رنگ رنگ پان ہی دندان یار مین
یاقوت کی چمک ہی در آبدار مین
کب عزم سیر باغ ہو فصل بہار مین
داغون سے گل کھلے مری نخل نزار مین
فصل بہار مین اوگے گل لالہ قبر پر
دلبر ہین داغ ہجر تبسم گلعذار مین
سنگین دلون کے عشق نے دیوانہ کر دیا
اب لے چلا ہے جوش جنون کوہسار مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

اہل جہان نے فرض کیا ہے مرا وجود
شکل خطوط جسم خ ہی جسم نزار مین
آلودگی سی دہر مین بچنا محال ہے
خون کافرون کی بھر گئے ہین ذوالفقار مین
کھایا یہ زہر رشک ترے دانت دیکھکر
دندان یار مین گئے دانے انار مین
کچھ [illegible] کو خاک ہو صحبت سے راستی
تھا اژدہا بھی ساتھ پیمبر کے غار مین
مضمون نگاہ یار کے لکھتا ہون مین اگر
بجلی چراغ بنتی ہی شب ہاے تار مین
جو ان سے پان پر گل صد برگ کیطرح
اونکو پسند رنگ خزان ہے بہار مین
بارود مین لگا دی کوئی آگ جسطرح
کرتے ہی عشق دل نہ رہا اختیار مین
مانند برگ گل ہنو شعلے مین روشنی
روشن کر دن جو شمع شب ہجر یار مین
موجین ہوا کی چلتی ہین مانند برگ کاہ
سوزش یہ آج تک ہی ہماری غبار مین
کاغذ کی جا ہو بال سمندر جو مین لکھون
مضمون گرم ہین قلم شعلہ بار مین

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

سوز جگر سے جل کے ہوئی خاک تھی تو اب
دم کی ہوا اوڑائی کو ہے جسم زار مین
کفار کی طرح سے کیے قتل عاشقان
جوہر نیام کا کب ہے تری ذوالفقار مین
دندان کیا شعلہ رو کے اوسی آگئے نظر
ہین سوز غم سے آتشین دانے انار مین
تو ہی اوٹھائے اوسکو وہان سے عصا کی آہ
دل میرا گر گیا چہ غبغب کے غار مین
کیا کام ہی فروغ چراغان نجم سے
روشن ہی شمع آہ کی شب ہاے تار مین
عہد شباب مین وہ گل حسن ہی نہ پاس
افسوس آگئی ہے خزان کیا بہار مین
بے چین کر دیا غم دلبر کے ہجر نے
اب دل نہین رہا ہے مرے اختیار مین
گو قتل ہو کے تشنہ رہی ہم تو کیا ہوا
خون جگر سے آب ہوئی تیغ یار مین
سودا مین زلف عنبرین ہو کی سوئے ہین ہم
یکسر ہو بوی مشک لحد کے غبار مین
ہی سوز دل مین آتشین رو کا اثر یہ دیکھ
اخگر ہین مردمک چشم اشکبار مین

دامان بھی ہوا ہے گریبان کے ساتھ چاک
گل برگ ناسخ اوڑتے ہین باد بہار مین

تڑپا کرونگا حشر تلک مین مزار مین
یارب نہ موت آئی مجھے ہجر یار مین

واعظ نہ منع بادہ کشی کر خمار مین
خون ہو حلال می ہو حرام اضطرار مین

آنکھین تیون کی لگ گئی ہین زلف یار مین
کیونکر نہو مقام غزالان تتار مین

آوارہ مثل گرد ہون ہر رہگزار مین +
سونپی عنان صبر کف ذی سوار مین

کیا خوش ہون وصل شاہد ناپائدار مین
ہے خاک گرد باد کی صورت کنار مین

ڈوری نہین ہین نشہ کی چشمان یار مین
آہو اسیر ہو گئے دام شکار مین +

رویا لپٹ کی مین تو لگا کہنے ہنس کے یار
مانند ابر برق ہی تیرے کنار مین +

رونا ہی حسن سانپ نی ڈالی ہے کینچلی
ہو باف کیا ضرور ہی گیسوی یار مین

جس نے پیہ وہ سوار ہو انشیکر کیا
شیرین نیا دائیان ہین یہ اوس شہسوار مین

اوس گل بدن باغ مین ہرچند جو چلے
گل ہین چراغ روشن گل کی بہار مین

مثل ستارہ ہی ہمین نالہ مزار مین
نکلی ہے یہ صدا کہ ہوا ہجر یار مین

پھر درد سر نہ کیونکہ ہو می کے خمار مین
ہر خسم مین ٹپکی ہوج سی می اضطرار مین

دل جا لبا ہی مشک بوئے زلف یار مین
کیب جا کی ہو ل مشک لون ملک تتار مین

افتادہ خاک ہو کی ہوا رہگزار مین +
دامن تک ہون رسا تیرا ای شہسوار

مٹتے ہی رہنا خانہ ناپائدار مین +
مر کر تو قبر ہی کے رہیگا کنار مین

جرأت ہی ایسی آہوی چشمان یار مین
بڑھ جاتا ہے شیر دلون کو شکار مین

دست جنون تو سنگ فلاخن نہ پھینکنا
مین لے رہا ہون شیشہ دل کو کنار مین

روشن مثال شمع نہ کیون سطر نامہ ہو
مضمون لکھون جو گرم غم سوز یار مین

کیونکہ نہ شوخ اوسکی سواری کا اسپ ہو
ہین سر شوخیان بھری اوس شہسوار مین

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

گرتے ہین تارے کہ ایک شب تاب کیطرح
کرتا ہون آہ گر کہین شب ہجر یار مین
با لطف وہ مزہ ہی نہو جس مین لخت دل
روز ازل سے ربط ہی گل اور خار مین
اس سرو قد کا دست حنائی ہی شعلہ زن
یا آگ لگ رہی ہے یہ برگ چنار مین
ہو یار خشم گین تو یون اثر آتی ہے صورت سے
جسطرح اژدہا الوئی پھرتا ہو غار مین
گر آنکھ ہی تو باطن انسان کی دیکھ کر
کیا کیا طلسم دفن ہین مشت غبار مین
ناسخ وہ محو عشق ہون گیسوے یار
پھر عذاب سانپ جو آئے مزار مین

غزلیات تصنیف ہرچند مفتی

غیر سے دشمنون کو تو دشمن ہوا ہی لیکن
کا ہی گروہ یارون مین تیری تھا یار مین
گل کھاؤن تیرے عارض گلرنگ پر لیکن
رشک چمن ہی حسن ترا اور خار مین
اوس شعلہ رو کو سوز سی ہے آہ آتشین
شعلہ زنی نہ ایسی ہو نخل چنار مین
گر دیکی آب اشک سی تر کیون رہین چشم
دیکھو قیام آب کا رہتا ہے غار مین
میری جلا اس لی گئی پر پروئی دوش
اور نفس کی خاصیت ہوئی پیدا غبار مین
ہرچند زیست مین رہا تھا دل پہ بار غم
مرنے پہ بار گل ہوا تن پہ مزار مین

غزلیات ۱۸	ردیف واو نمبر ۱۲	ابیات ۲۶۹

تشنگی سے گر اطلاق ای سمندر خشک ہو
آئینہ سی چشمہ حیوان فزون تر خشک ہو
تر جو دیکھی تیرے ہونٹھون کو شراب لعل سے
کیون نہ پھر لعل بدخشان مثل اخگر خشک ہو
دل شکستہ عاشقان عالم مین ہوتے ہین مگر
صورت شاخ شکستہ کیون پیکر خشک ہو

۲۱

برق سوزان کی نہ گرمی سی سمندر خشک ہو
سوزش دل سے نہ ہرگز دیدۂ تر خشک ہو
سوز غم سی خاک تربت مین رہیگی وہ تپش
ابر گر برسے تو قطرہ مثل اخگر خشک ہو
کھینچ گر آتش نقشہ دیدۂ تر کا مرے
کاغذ تصویر کا ہرگز نہ پیکر خشک ہو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بادۂ گلگون ہوئی ساقی الہی مجکو آگ
چشمۂ خورشید سا لبریز ساغر خشک ہے

تب تو جانے گا تو ہمکو بے آنسو مارا گیا
گر قیامت تک نہ خون چشم ہو ہر خشک تر

بخت بد نے آب دریا کو کیا آب روان
میری قسمت سے میادا حوض کوثر خشک ہے

ہے گرہ مین قابل نقصان متاع مسکراہٹ
گو جو شیشی سے دیکھو تو آب گوہر خشک ہے

کیون نہ ہو حلق میں اوسکی جوانی و تشنگی
جسکا سو دق ہی تو لب شیر اور خشک ہے

جو کہ ظالم ہین وہ ہرگز تر زبان ہو ویشین
کیون نہ خون ریزی سی آب تیغ و خنجر خشک ہے

گریہ منظور ہم رندون کی آنکھین تر نہ ہو
فصل گل مین ایک ہم ساقی نہ ساغر خشک ہے

گر کرے زاہد وضو تا شیر زہد خشک سے
موج دریا خار ماہی کی طرح ہر خشک ہے

گر پہنچی میری نالون سے تو بھیر انکے گلی
ہے یقین مانند نخل ہرگز نہ سیب خشک ہے

دھوئی دریا مین اگر تو اپنی زلف عنبرین
شکل موج ریگ عالم سے موج عنبر خشک ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سنگھ دہلوی

شعلہ رو کا وقت مے نوشی اگر ہو عکس
آگ لگ جائے نکیون لب ساغر خشک ہو

عکس پڑ جائے جو حسن عارض پر تاب کا
آبداری آئینہ کی مثل جوہر خشک ہو

گر مری تشنہ زبانی کا اوسے آجائے دھیان
جون لب تفسیدہ آب موج کوثر خشک ہو

لعل لب گر دست رنگین مین دہر پر آب لے
آتش رنگ حنا سے آب گوہر خشک ہو

جو کہ کم قسمت تولد ہوا تو دایہ دہر مین
کیون نہ کم رزقی سے اوسکی شیر مادر خشک ہو

سوز ہجران نے کیا ہے خون تن کو آتشین
قتل گر قاتل کرے تو آب خنجر خشک ہو

ہائے شعلہ ہون میں تو نہی کر دون گر ساقیا
ہات مین میرے نکیون پر سے کا ساغر خشک ہو

اوس گل تر کی تپش ہجر انکا دل ناسخ کر
کیون نہ تن تا ہے سا ان کی جڑ خشک ہو

ایک قطرہ اشک کا نہ تر کا اور بہر گرے
ہو رطوبت کی سرایت بھی نہ پیکر خشک ہو

کاکل مشکین کا تیرے سر سودا ہے ہو دماغ
سوز غم سے پھر نہ کیو کر رہ تو عنبر خشک ہو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

شعلہ زن ہے آتش رنگ گل رخسار یار
کیون نہ شاخ سنبل زلف معنبر خشک ہو

دیکھکر آغاز خط اوس گل کی آنکھین تر ہوئین
کیون بنایا آئینہ دست سکندر خشک ہو

تو جو ای سرو روان گھر کو چلے گلزار سے
سوز غم سے ہر شجر مثل مشجر خشک ہو

تپ پسینے سی جو دیکھے تیرا روئے آتشین
کیون نہ شعلے کیطرح دم مین گل تر خشک ہو

بھیجون اوس صیاد کو نامہ تو بارے خوف کر
مثل مرجان جسم مین خون کبوتر خشک ہو

چار باغ جسم مین ای آب جوے اشک آہ
نخل ماتم سبز ہو دل کا صنوبر خشک ہو

چشم ترکو گرمی داغ جنون سی کیا خطر
تابش خورشید سی گرداب کیونکر خشک ہو

میری آنکھین روتی ہین ناسخ اسی افسوس مین
آہ ہم تر ہون لب آل پیمبر خشک ہو

۱۵

مین جو روؤن خرمن ماہ درخشان سبز ہو
چاندنی کا کھیت مثل کشت دہقان سبز ہو

لخت دل غنچون سی پیدا ہون برنگ برگ گل
اگر بہار ہی ابر مژگان سی گلستان سبز ہو

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

آتشین رخسار سی جو قرب رکھے مو بمو
کیون نہ مثل خشاک پھر زلف معنبر خشک ہو

اک نظر دیکھو جو آب آئینہ زانوی یار
جوہر آئینہ سان چشم سکندر خشک ہو

وقت شب خوابی جو دیکھے زیب جسم گلبدن
آتش غم سے نہ کیون فرش مشجر خشک ہو

لوث عصیان سی رکھون ہون تہ تر دامنی
تار دوزخ سی نہ میرا دامن تر خشک ہو

اوسکی بازو پر جو باندھون نامۂ پرسوز کو
کیا عجب خون رگ بال کبوتر خشک ہو

یاد کر کر اوس قد رعنا کو روؤن باغ میں
عمر بھر ہرگز نہ پھر نخل صنوبر خشک ہو

خنجر ابروے قاتل سے ہوا ہون دل فگار
خون روان ہی زخم پھر مرہم سی کیونکر خشک ہو

آبداری چشمۂ کوثر کی تھی زیر قدم
حیف ہی ہرچند لب دہن پیمبر خشک ہو

ابر سی کب خرمن ماہ درخشان سبز ہو
آب پاشی چشم تر سی کشت دہقان سبز ہو

قمریو روؤن جو اوس سرو روان کی یاد پر
خار صحرا کیون نہ جون سرو گلستان سبز ہو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

خلق کو حیرت ہو کیونکر سرو مہ جلنے لگا
گر تری پوشاک ای سرو چراغان سبز ہو
سبزۂ رخسار جانان عکس افگن ہو اگر
آئینہ مثل زمرد پیش جانان سبز ہو
قُم باذنی ہر دل مردہ کو ہے آواز مے
آب حیوان سے خداوندا نیستان سبز ہو
کیا عجب گر زہر مار زلف کی تاثیر سے
تار سنبل کیطرح میری رگ جان سبز ہو
آ گیا ہی یاد رونے مین کسی کا حسن سبز
اشک آنکھوں سے اگر پونچھوں تو داماں سبز ہو
مرہم زنگار رکھ میرے دل پر داغ پر
ہی طلسم تازہ گر سرو چراغان سبز ہو
دیکھتا ہون مین کسی کی سبزۂ خط کی بہار
کیا عجب مانند خط گر میری مژگان سبز ہو
تیری موچھوں سامنے ہو جای گل کا زرد منھ
آ گئی زلفون کے نہ ہر گز سنبلستان سبز ہو
عکس گل سے ہی شراب لعل گون نہر سبز ہو
کیون نہ مینا کی طرح سرو گلستان سبز ہو
روتے پھرتے ہین جہان مین ایسے ہم مثل ابر
شاید اشکون سی کہین گور غریبان سبز ہو

غزلیات تصنیف ہر چند سرہندی

سرو بستان بیخودی سی جا بجا جامہ سی نکلا
سبز جامہ سی اگر سرو خرامان سبز ہو
عارض زیبا پہ اوسکی جلوہ گر ہے سبز خط
کیا عجب سایہ سی اوسکے روی جانان سبز ہو
تر دماغون سی نہ فیض ہو خشک مغزون کو کبھی
حشر تک کب آب باران سے نیستان سبز ہو
سبز رنگ کی سبز خط کا دلمین گر آئی خیال
کیون نہ شاخ نخل ریحان سان رگ جان سبز ہو
گر خرامان ہو شب مہتاب مین وہ سبز رنگ
چاندنی کا عکس سے کیونکر نہ داماں سبز ہو
گر مرا سرو روان بہر تماشا جاے وہان
سرو آسا عکس سے سرو چراغان سبز ہو
سبز رنگ کی حسن کا رکھتا ہون مین چشمونمین دھیان
آب اشکون سی نہ کیون دامان مژگان سبز ہو
لٹکی بل کھائی ہوئے ہی دوش پر زلف سیاہ
مر گیا غم سی سیہ کب سنبلستان سبز ہو
ہی تپ غم ہجر گلرو سے جو رنگ جسم زرد
زرد رویون کا صبا سی کب گلستان سبز ہو
گر ہوا آہ آتشین گون کو تیری جا اودھر
خشک ہو کب سبزۂ گور غریبان سبز ہو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

چشم تر ہرگز خیال دست رنگین مین کہون
صورت شاخ حنا ہر شاخ مرجان سبز ہو

فیض ظالم سے نہین پایا کسی نے غیر ظلم
آب خنجر سے بھلا کب کشت دہقان سبز ہو

سبزۂ خط کی صفا مین سینے بازی ہین تمام
ہی بجا ناسخ اگر قرطاس دیوان سبز ہو

مزا وصال کا کیا گر فراق یار نہو
نہین ہی نشہ کی کچھ قدر گر خمار نہو

نہ روے تا کوئی عاشق یہ حکم ہے اوسکا
کہ شمع بھی مری محفل مین اشکبار نہو

جو ہچکی آئی تو مین خوش ہوا کہ موت آئی
کسی کو یار کا اتنا بھی انتظار نہو

ذقن ہی سیب تو عناب ہی لب شیرین
نہین ہی سرو وہ خوش قد کہ میوہ دار نہو

وہ ہون مین مورد نفرت کہ در کنار ہی یار
پئے فشار کبھی گور ہمکنار نہو

نہ آئے کنج لحد مین بھی مجکو خواب عدم
اگر سرہانے کوئی خشت کوی یار نہو

برنگ حسن بتان ہی دل شگفتہ میرا
جو اس چمن کو خزان ہے تو پھر بہار نہو

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

آب دریا مین کرے گر غسل جا کر سبز رنگ
گلبن گلشن کیطرح نخل مرجان سبز ہو

خاکسارون سی دلا ہونی تو سرسبزی نصیب
خاک مین دانہ ملی جب کشت دہقان سبز ہو

لکھون ہرچند سبز رنگ کی سبز پوشانی کا وصف
برگ سبزہ کیطرح ہر سطر دیوان سبز ہو

۱۴

کیون شوق بوسہ لب میگون کا ای یار نہو
یہ بادہ شیرین ہے وہ تلخی خمار نہو

جو دیکھے بزم مین پروانہ سوز دل میرا
برنگ شمع نہ کیون پھر تو اشکبار نہو

کشادہ چشم نہین ہے سبب یہ آئینہ
کہین اوسی رخ جانان کا انتظار نہو

وہ بوستان مین کیونکر ہو نخل دل تو قمر
برنگ بید جو زنہار میوہ دار نہو

برنگ موج نہ کیون بے قراری ہو دلکو
وہ بحر حسن اگر مجھ سی ہمکنار نہو

تو اوسکی سامنے مشاطہ رکھ نہ آئینہ
کہ دیکھکر وہ کہین محو حسن یار نہو

یہ داغہای جگر سے مری کھلا گلزار
فسردہ باد خزان سے کبھی بہار نہو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

گئی ہے کیسی زمانہ سے رسم سرگرمی
عجب نہیں ہی جو پتھر مین بھی شرار نہو

ہنسنے سی کبھی ہم راز پوشش واقف ہون
برنگ غنچہ جگر جیب تلک فگار نہو +

تری مژہ کی جو تشبیہ اوس سی ترک کرین
کسی کے تیر سے کوئی کبھی فگار نہو

دم اخیر تو کرلون نظارہ جی بھر کر
الٰہی خنجر سفاک آبدار نہو +

ہوس عروج کی لیجائین گر نہ دنیا سی
کبھی بلند ہوا سے کوئی غبار نہو

کمال صورت بے درد سے تنفر ہے
نہ دیکھین ہم کبھی اوس گل کو جسمین خار نہو

ہزارون گور کی راہین ہین کانٹی ناسخ
ابھی سے روز سیہ مین تو بے قرار نہو

غزلیات تصنیف ہرچند سروہنی

نہ داغدار جگر جس سی ہو وہ سوز ہے کیا
کب آبدار ہے شعلہ اگر شرار نہو +

جون لو وہ دل چھپا تیر نگاہ گار دسے
کہ ایسا غنچہ کا سینہ کہین فگار نہو

یہ زخم وہ ہی کہ مرہم سے بھی نہوا اچھا
جہان مین تیر مژہ کا کوئی فگار نہو

جو آب بحر سے تن کو کرے صفا گوہر
تو پھر بھی اشک گہر سے آبدار نہو

وہ پائمال کیا زور ناتوانی سے
کہ سر بلند ہوا سے مرا غبار نہو

ہوا ہے سر مین مرے سودا عشق گلرو کا
تو فصد پائی کو نشتر عجب کیا خار نہو

ہو چند روز مین روز وصال بھی حاصل
شب فراق مین ہرچند بے قرار نہو

١٤

اہل حرفہ مین جو بت اونکا خریدار نہو
جوشش سودا کہین ای دل سر بازار نہو

بس دلا اب کسی گیسو کا گرفتار نہو
قید ہستی مین تو ہی اور گرفتار نہو

ہو کی داخل جو نکلتا نہیں پھر کوئی بشر
زاہدا خلد کہین کوچۂ دلدار نہو

جنس حسن کا کب کوئی خریدار نہو
نقد جان مول دین کیون گرمی بازار نہو

دل سودا زدہ کاکل مین گرفتار نہو
اور رفتار یہ بھر اوسکی گرفتار نہو

دلربائی مرا دل لیکے دل آزاری کی
جسمین دلداری نہو وہ کبھی دلدار نہو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

شور محشر ہو اگر نالۂ زنجیر کی جا
پلک خوابیدہ ہمارا کبھی بیدار نہو

چشم ابرو کا ہون عاشق پڑھون جا کی نماز
پاس مسجد کے اگر خانۂ خمار نہو

تیری دیوار کا روزن جو نہین ہوتا نہ
کسی مہجور کا یہ دیدۂ بیدار نہو +

خود فروشی جو ہو منظور تجھے او کافر
کوئی یوسف کا زمانے مین خریدار نہو

بغل گور مین کانٹا سا کھٹکتا ہون مین
اسقدر بھی غم فرقت سی کوئی زار نہو

گلعذارون کو جو مدفون نکرین قبرون مین
سطح خاک سی پیدا کبھی گلزار نہو +

نکلی نالون کی ہوس دل سے ہماری کس شکل
تیری سوفارون مین گر صورت منقار نہو

ہی جو وصف لب شیرین مین مری کلک کا حال
نیشکر بھی کبھی اسطرح شکربار نہو

چھوڑدی رسم عیادت ہی جو اوس گل نے خیال
غیر نرگس کوئی اس باغ مین بیمار نہو

جس پری کی نظر آتی ہی مجھے زلف دراز
شبہہ ہوتا ہے ترا سایۂ دیوار نہو

غزلیات تصنیف ہرچند سروقتی

راحت جان سی دل داغ کری شب جدائی اگر
شورش صور سی دن حشر کی بیدار نہو

جوش مستی ہی مجھے بوسۂ میگون لب سے
عزم مے نوشی سوے خانۂ خمار نہو

وہ ہون زنجیر جنون مین مری شور محشر
صاحب گور کی کیا تاب جو بیدار نہو

گریۂ ہجر سے بیقدر ہوئے گوہر اشک
جسکا جز درد جگر کوئی خریدار نہو

تپ ہجران سی ہے لاغری جون کاہ مجھے
کیون ہوا سے یہ پریشان تن زار نہو

جامۂ عریان سے کہ گل حسن کو لگجاے نظر
چشم وا دید کو وان نرگس گلزار نہو

شیرین سخنی کا ہو مجھے کس طرح وگا نغمہ سرا
نوک خامے کی اگر طوطے کی منقار نہو

گریۂ چشم سے اشکون سے گہربار ہر دم
ابر نیسان کبھی اسطرح سے دربار نہو

حال دل کہتا عیادت کو جو یار آجاتا
مرض عشق کا یارو کوئی بیمار نہو +

فیض روشن دلون سے ہو نہ سیہ بختون کو
پر ضیا خور کا کبھی سایۂ دیوار نہو +

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ناتوان ہو کے جہان مین ہون ایسا ناسخ
کہ مری پاؤن سے چونٹی کو بھی آزار نہو

۱۵
نہان آہن رہا کھینچون جو مین ہر ایک آہن کو
تری تلوار سے الفت ہی قاتل میری گردن کو
ملی ہے حسن سے وحشت کرون کیا طوق آہن کو
وہ اپنی کاکل پیچان سے باندھی میری گردن کو
جنون سب کو ہی تجھ سے ہو گی اب زنجیر کی خواہش
بجائے سبحہ و زنار ہر شیخ و برہمن کو +
جو منت کش ہین ہر غیر منعم اونسے [illegible] ہین
جھکائے کیون ہمیشہ جام شیشہ اپنی گردن کو
خرابی ایک کی تو دوسرے کی یان ہے آبادی
بناتا ہی فلک تربت گرا کر خانۂ تن کو +
ہوئی اوسکی کف پا سیر صحرا مین جو نور افشان
وہین جادہ کنارہ ہو گیا صحرا کی دامن کو
نظر آتا ہے یہ اوسکی شعاع حسن کا عالم
کہ سب کہتے ہین پردہ کو کرے گا اوسکی چلمن کو
نہ کیون ای شہسوار اپنا رکھون سر زیر سم ہر دم
کہ مین سمجھا ہون محراب عبادت نعل توسن کو
ہوا گلگشت مین سے یار ایسا جوش رونے کا
گرایا مینے سیل اشک سے دیوار گلشن کو

غزلیات تصنیف ہرچند مرحوم

ہووے بیمار محبت کو نہ صحت ہرچند
دارو [illegible] بھی وضع یہ آزار نہو

ہوا تیغ بیان سے رلایا ہم جوش دامن کو
ہوئی یون منحنی قاتل سے الفت میری گردن کو
گلے مین ہاتھ پہنی کب یہ قمری دل طوق آہن کو
کٹائے سرو قد کی خنجر مژگان سے گردن کو
نہ بت خانہ مین جائی بت پرستی کو اوسی پوجو
نظر آئے محبت کافر کی صورت گر برہمن کو
مرا سرو روان گر سیر کو جا ہی گلستان مین
جھکا کے سرو رعنا سرنگون کر اپنی گردن کو
ہو کیس شعلہ رخ کا سوز پیدا دل مین [illegible]
جلایا آتش غم سے جگر کا داغ ہی تن کو
ہین دیکھون آنکھ سے پردہ نشین کا حسن [illegible]
اگر تار نظر لگ جائی [illegible] اوسکی دامن کو
مری شعلون مین [illegible] غیرت [illegible]
در دیدہ پہ آویزان کرون مژگان چلمن کو
اسی سے جوڑ کر ہم ہات سر اوسکو جھکاتی ہین
زمین پر [illegible] کا سمجھا [illegible] نعل توسن کو
کہین گلگشت مین وہ رشک گل دیکھا ہی انہین بلبل
خلیدہ خار حسرت ہو جو دل ایسی ہی گلشن کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہوا ہی شوق اوس گل کو بہت جام جانی کا
شرف گلہای گلشن پر ہوا خاشاک گلخن کو

کسی پر مجھ سے دنیا مین ستم دیکھا نہین جاتا
بجاے شمع کاٹین اہل محفل میری گردن کو

جو ہوتا وصل قسمت مین تو پھرتا یون مین مجھسے
کہ طالع سبکے ہین معلوم اوس طفل برہمن کو

وطن مجھسے چھڑا عشق پری چہرہ تو بس چھوٹا
نکلکر جا نہین سکتا ہے پھر سیماب معدن کو

فلک کی سرد مہری سے ہوا ہی انقلاب ایسا
بناتا ہی زمستان رشک گلشن جیسے گلخن کو

سر شوریدۂ ناسخ پہ احسان آخری ہوگا
بنائینگی جو سنگ کودکان سے اسکی مدفن کو

غزلیات تصنیف ہرچند سروشی

پکائی نان مہ پر پڑ گئی ہے داغ سے دیکھی
ہوئی رنگ شفق سے آتش ہی گردون کے گلخن کو

ستم ظالم کا ہو روشن دلون پر بزم دنیا مین
کہ کاٹے شب کو روشن شمع کی گلگیر گردن کو

ہی نجم طالع گردش مین کیا اوس عشق کی گردش سے
لگی گر کا شکے یو چھین ہم اوس طفل برہمن کو

اوبل کر لخت دل آگی جو بیتابی سے چشمون مین
کیا کان بدخشان ہمنے اس ہیری کے معدن کو

مری دل کی ہواے آہ سرد اوسکو جو لگ جاے
عجب کیا مثل یخ جو سرد کردے سوز گلخن کو

اوبھائے شور شیون کو پڑی گر آب مین ہرچند
وہ سوز غم سے سرگرمی ہی میری خاک مدفن کو

۱۵

لگا دی شعلہ رخسار سے گر دہ آگ گلشن کو
کباب وسیخ سمجھین بلبل و شاخ نشیمن کو

لیل از مردن تو مشت خاک چھوڑ تیری دامن کو
قدم رکھتا ہی کیا ظالم بچا کر میرے مدفن کو

وہ اکسیر آتش غم ہی کہ اپنی آہ سوزان نے
طلائی ایکدم مین کردیا زنجیر آہن کو

چڑھائی نا دست مین سمجھکر کشتہ کا گل
غزالان بیابان نے جو دیکھا میری مدفن کو

ہوا ہی عشق اوس گل کا کہین کیا دلمین گلشن کو
کیا جو خار پشت گل سے ہی بستر نشیمن کو

پکڑتی ہے جو خاک اوسکو جھٹک دیتا ہی دامن کو
چلی ہے یار دشمن تو بچا کر میرے مدفن کو

یہ حسن سیم تن کا معجزہ ہی کیمیا ساز و
کف پای حنائی سے طلا کرتا ہے آہن کو

خط نورستہ کی غم مین ہوا جون ہی تن لاغر
تو کافی روزن مور ہوئی کیونکہ میری مدفن کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

چباکر پان ظالم نے کیے گلگون لب و دندان
بنایا معدن یاقوت کیا ہیرے کی معدن کو
در و دیوار جانان سے لگی رہتی ہے آنکھ اپنی
بنایا چشم بینا ہم نے اب ہر چشم روزن کو
رگون کا جال ہے اب لاغری سے زیر پیراہن
پہنتا ہے کوئی زیر قبا جسطرح جوشن کو
جہان مین جتنے عمدہ ہین سپاہی لوگ غالب ہے
طلا و نقرہ پر ہے فوق جیسے تیغ آہن کو
حسینون کو تلاش رزق کب ہوتی ہے غربت مین
لیے پھرتے ہین مثل ماہ گویا ساتھ خرمن کو
وفور بادہ خواری تک یہان بنیاد ہستی ہے
مرمت ہوتی ہے سیلاب سے کاشانۂ تن کو
لٹک آئی جو بازو پر کوئی لٹ زلف پیچان کی
کیا سونا سوگند اوسنے تیری سونے کے جوشن کو
نکیون بندہ رقیبون کو جلائے تو ہر دم
جہنم مین خدا ہی ڈالتا ہے اپنے دشمن کو
کسی صورت سے ناجنسون مین الفت ہو نہین ممکن
عداوت ہے بہم تیغ و سپر کی آب و روغن کو
گریبان سحر مین جیسے ہے رنگ شفق لازم
نچھوڑے گا لہو میرا کبھی قاتل کے دامن کو

غزلیات تصنیف ہرچند دہلوی

تیرے یاقوت لب کی گر صباحت حسن کی دیکھے
نکیون خجلت سے حسرت ہلدین پیری کی معدن کو
محل کا ہر مکان تیغ رخ مہوش سے روشن ہے
بنایا مشرق خورشید دیوارون کے روزن کو
ہوا ہے جوشش سودا کہین حسن پریرو کا
بنا جو طوق گردن حلقۂ زنجیر جوشن کو
جو دل مین بوسہ چاہ ذقن کی تشنہ کامی ہے
کیا خشناک اوسنے قاتل کے لیے اب تیغ آہن کو
ضرر کچھ پاک طینت کو نہو آتش فراجون سے
جلا سکتی نہین ہے برق خاطف مہ کی خرمن کو
بگڑ کر جلد گر جائے کہ ہے تعمیر خام اسکی
بنایا ہے جو آب و گل سے اس کاشانۂ تن کو
عقیق لخت دل اے لعل لب کھوئے او مین
ہو زینت پارۂ یاقوت سے سونے کے جوشن کو
کرے گی ایک دن یہ قتل شمشیر قضا سبکو
دم نصفت سے سمجھے ہے برابر دوست دشمن کو
ہوا ہے ان دلون ایسا اثر جذب سیہ بختی
کہ شب کو روشنی کب ہو میری چربی کی روغن کو
بہار باغ کیا دیکھون گل تر رشک رنگین نے
کیا ہے تختۂ گلزار سا اک پاٹ دامن کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

مصائب نظم کرتا ہون شب تاریک ہجران کی
بنایا شمع بزم فکر ناسخ طبع روشن کو

۱۹ رسائی ہے بہت حسن تک کب دوستو دشمن کو
نہین ہوتی کبھی بجلی کی دہشت سیکے خرمن کو
بیان کیا ہے جو پھیلائی ہے تو ای برق دامن کو
اگر چاہے اوٹھا لیجائے چونٹی میری خرمن کو
تصدق کے لیے دیکھا جو اپنی روی روشن کو
چراغ آفتاب اوسنے بنایا ظرف روغن کو
وہ سی مل کے ہو جھولت پر اگر جاتا ہے گلشن کو
بنا دیتا ہے دود آہ سوزان شاخ سوسن کو
ظہور حسن اگر چاہے نہ عاشق کو رولا کر
چھپا دیتا ہے باران گریہ مہر و ماہ روشن کو
عجب کیا ہے جو انسان صورت دیوار حیران ہو
تجلی اوسکی رخ کی بند کردے چشم روزن کو
اگر طول امل ہو قطع ہے ترک لباس آسان
کہ رشتی کے بدولت ربط ہے کپڑے سے سوزن کو
گر سے تیری مسی مالیدہ ہونٹھون کی ثنا خوانی
خدا نے اسلیے اتنی زبان دی دین ہین سوسن کو
اگر مضمون باندھون چار دن زندان ہجران کی
زمین شعر سی کردون تنگ تر کی معدان کی

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

نہین رکھتی کدورت صاف رو ہرچند کچھ کینہ
کہین لگتا ہے زنگ آئینہ خورشید روشن کو

۱۹ نہ تاب پایمالی مژہ کی ہے دست دشمن کو
رکھے دامان مین اپنے دانہ اشکون سے خرمن کو
ملی ہے ہتک شوخی چشم تر کی جیب سے دامن کو
کیا ہے اوسنے جمع دانہ اشکون سے خرمن کو
دیے کیا روشنی حق نے چراغ چشم روشن کو
کہ دخل اوس جا نہین ملتا سیہ بختی کی روغن کو
رخ رنگین سے اوسکی خار ہے گلہای گلشن کو
مسی مالیدہ لب سے لگی ہے برگ سوسن کو
سیہ کارون کی کب جا ہین جو صاف باطن ہین
کہ روغن کی نہین حاجت چراغ ماہ روشن کو
روان رہتے ہین آنسو رات دن اس چشم گریان سے
کہان ہے آب یہ ایسی فوارہ کی روزن کو
لگا کے زخم سوزان پر میرے جراح گر ٹانکا
جلا دے کیون نہ سرگرمی سوزش نار سوزن کو
مسی مالیدہ ہونٹھون پر جھلکتی پان کی رنگت ہے
رنگا ہے رنگ گل سے خوشنما کیا برگ سوسن کو
ورد زندان کا میری کیا لب یاقوت گون دیکھا
کہ کھاتا خون دل حسرت سے ہے لعلون کی معدن کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

اگر اوسکی جگہ پر ہوتی آنکھ اپنی تو کیا ہوتا
بصیرت دیکھتے ہین ہم در جانان سکے روزن کو

موافق حوصلہ کے سمجھے ہین سب تہ جانان
کہ ذرہ چاہتے ہین مشرق خورشید روزن کو

برنگ زخم بے دردی ہی تو خندان ہے اے قاتل
ہماری زخم نے پر خون کیا ہے چشم سوزن کو

بنا وہی نشہ می اوسکو بھی آتے ہی متوالا
جب پھینکے میکدہ مین محتسب سنگ فلاخن کو

نہین تاب سخن آگے [illegible] سوسن کی
زبانین بھی اگرچہ منہ مین دی خالق نے سوسن کو

چھڑی دیکھی جو اوس شوخ کے ہین دست نازک نے
بھلایا بلبلان باغ نے شاخ نشیمن کو

سمائے ہم کہان اوسکی نظر مین ایکدن لیکن
غبار اپنا پس از مردن ہے سرمہ چشم دشمن کو

خمار اک دن نہ ٹوٹا ہی سبو جز چشم مینائی
بجائے جام یان گردش رہی سنگ فلاخن کو

گریبان چاک ہین اب تک سنا تھا یہ اک نالہ
ہنسی مین گل اوڑاتی ہین بلبل میری شیون کو

بھلا جز از غزل خوانی ہو مجھسے کام کیا ناسخ
بجز نالہ نہین آتا ہی کچھ مرغ نوازن کو

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

جو دیکھین اے کمان ابرو ہماری زخم سینے کے
آلہی چشم بنیادی میری تیر دن سکے روزن کو

میرا وہ غیرت خورشید جلوہ گر ہے ایوان مین
ضیا ہی نور حسن اوسکی سے دیوارونکی روزن کو

نہو نور بصیرت کور چشمون کو کبھی حاصل
لگانا سرمہ کا کب نور بخشی چشم سوزن کو

پھری شوریدہ سر آوارہ ہر سو گشت دہقان مین
میری جوشش جنون کا ہے اثر سنگ فلاخن کو

چمن مین سوز دل گلرو سے جو شعلہ آہ کا نکلا
سیہ رنگی ہوئی اوسکی زبان سے زردی سوسن کا

کریگی قتل دم بھر مین کبھی اے مرغ دل تجھکو
کہ قاتل کی نہ شاخ تیغ کر اپنے نشیمن کو

سوا اوسکی کسی سے یار و کب ہے ربط یاری کا
عبث ہے بدگمانی مجھسی دل مین جان کر دشمن کو

رکھین ہم شیشہ تن کو پر صہبای وحشت سے
نکیون اپنی کلوخ گل سے ہو گردش فلاخن کو

غم فرقت مین ہمدم کی ہوا جو رنج تنہائی
دل پر درد نے ہمدم کیا ہے شغل شیون کو

اگر ہو مرغ دل افسانہ گو درد جدائی کا
نہ تاب دم زنی ہرچند ہو مرغ نوازن کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہجر مین آنکھین یہ لائین جوش پر خونناب کے
کردیا بالکل شفق گون چادر مہتاب کو

ہی محل عیش ای دل گردش لیل و نہار
دیکھہ پردے لئے کی دن کو اور شب سرخاب کو

کون ہین جو بہر زر انسان کیا کرتے ہین قتل
ہم نہ بہر کیمیا کشتہ کرین سیماب کو

موج زن ہو جسطرح سوی کیطرح دریای خون
گر میری آنکھین نہ ضبط اکدم کرین خونناب کو

ہی یہ وحشت مجھہ کو شب ہای جدائی مین ابہی
شعر مین بہی دشواری سے باندھا خواب کو

وصل مین بہی حسرت جو ہی یار بہان غفلت سے ہے
عین دریا مین ہی گردش جسطرح گرداب کو

ہوگیا عشق لب دلدار مین مجکو جنون
سفید خون کردیا ہے بخت ذی عناب کو

اہے مسجد مجکو سنگ آستان یار ہے
سجدے کرتا ہون اوسی دروازے کی محراب کو

عقل اپنی عشق غارت گر کو کیا ہو سدرہ
روک سکتا ہی بہلا دربان کوئی سیلاب کو

اسقدر ہی اہل دنیا مین ذات کا رواج
بس ہو تو مثل صدف باندھین گرہ مین آب کو

غزلیات تصنیف [illegible]

۱۵

جوش طوفان ہو میرے گریہ کے خونناب کو
ہالہ سی گرداب ہوجائے اسیون مہتاب کے

اوس ہمای حسن کی ہی مجکو دوری رات دن
صرف شب ہجر فرقت معشوق ہی سرخاب کو

سبزہ خط کا درمیان جو رہتا دل مضطرب
ہوگئی اکسیر کی بوٹی گویا سیماب کو

چادر بستر ہوئی منقوش [illegible] چشم سے
نقش کاری کا ہی [illegible] قطرہ خونناب کو

انتظاری مین کہلی آنکھین [illegible] وہ اگر
خانہ چشمون مین رکھون [illegible] خواب کو

کون ہی آسودہ خاطر دیکھہ [illegible] دہر مین
رات دن رہتا ہی چکر حلقہ گرداب کو

ہی یہ بیماری تپ [illegible] لب کی ای طبیب
نسخہ تبرید مین لکھہ دانہ عناب کو

دیکھہ پایا کیا کہین [illegible] ابرو کا ہلال
چرخ نے جو سر جہکایا ہی [illegible] محراب کو

شائق دیدار حسن [illegible] کیون
بی سبب پیر وہی گریہ کی [illegible] سیلاب کو

آہ آتش ناک [illegible] اگر
آتشین گردون مین [illegible]

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

گر ترقی چاہتا ہے کر کمی کی پرورش
خاک تو فرق سحر پر ناطلے ہی آب کو
زاہدان خشک لب بیدار ہین تو کیا کمال
بشتر کر دیتی ہے زائل یبوست خواب کو
ہین جو صاحب درد او نکو رنج ہے سامان عیش
موت کا سامان زخمی کہتے ہین مہتاب کو
مچھلیان دروازہ جانان کی راحت سے ہین
بیکلی ہوتی ہے ورنہ ماہی بے آب کو
قدر جیتی جی نہین ہے کچھ یہی ہے ناسخ مجھی
یاد مدفن مین کرونگا صحبت احباب کو

اوس شعلہ رو سے عشق ہے چشم پر آب کو
بجلی سے رابطہ نہو کیونکر سحاب کو +
کرتی ہی فاش نشا مین بدمست شیب
اسواسطے حرام کیا ہے شراب کو +
ساقی تمام خشک و تر کائنات مین
ہمنے کیا پسند شراب و کباب کو +
ہر صاحب خزانہ کو ہی اوج ہی زوال
پتلے نکیون اوچھال سکے فوارہ آب کو
جز داغ عشق چارہ تر دامنی نہین
کرتی ہے خشک گرمی خورشید آب کو

۱۹

غزلیات تصنیف ہرچند سروھنی

پاک بازان فروتن سے مدو پاتی ہین اوج
سر بلندی ابر سے حاصل ہوئی ہے آب کو
آشنائی آشنا سے کرکے جاگتے ہی رہے
ہمسے بیگانہ کیا ہی آشنا نے خواب کو
پاک رویون کو نہ ہوتا ہی کبھی دلپر غبار
شوب کی حاجت نہین ہے چادر مہتاب کو
موج سان بستر پہ لوٹون فرقت بحر حسن سے
بیقراری ایسی کب ہو ماہی بے آب کو
چرخ ہرچند ہی خلل انداز بزم دوستان
دشمن ہو کرتا ہی ابتر مجمع احباب کو

دیکھی جو اک نظر میری چشم پر آب کو
گریہ ہو درد غم سے نہ کیونکر سحاب کو
ہون شعلہ رو کے سوز مین وہ آتشین نفس
ساقی جلا دون پھونک سی آب شراب کو
ہی دھیان حسن نمکین کا دل سوز سے جلا
لخت جگر سا ذائقہ کب ہو کباب کو
رکھتے ہین پست ہمت دل مین فروتنی
مسکن نشیب مین رہی دائم ہے آب کو
اوس حسن آتشین کا جو چشمون مین ہے خیال
شعلہ زنی کا رتبہ ہے اشکون کی آب کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہم صورتون سے عیب ہی کرنا سوال کا
زلفون سے مانگتی ہے کمر پیچ و تاب کو

درکار ہی پلنگ کی بدلے جنازہ آج
فرقت مین ہمنی مرگ سی بدلا ہی خواب کو

محروم میری آنکھین ہین پاے فرس سے بھی
بوس و کنار پاے حنائی رکاب کو

اوس شعلہ رو کو ربط ہو مجھ ناتوان سے کیا
پروا نہین کمان کی تیر شہاب کو +

ساقی جہان دل کی اسی سے ہی روشنی
کیونکر نہ آفتاب کہین ہم شراب کو

ہی مشتعل جو فرقت ساقی مین ہر نفس
منہ سی لگا کے جام جلا دون شراب کو

طالع شب وصال مین ہو کیون نہ شام سے
شوق اوسکی دید کا ہے کمال آفتاب کو

جیسے کیا ہے قتل در گوش یار نے
ہم آب تیغ رکھتے ہین موتی کی آب کو

ای عندلیب مین تیری گلہای باغ کیا
مرجھا دی تیری آہ گل آفتاب کو

نکلین گے طفل اشک نہ باہر کہ ضبط نے
گرداب کر دیا مری چشم پر آب کو

غزلیات تصنیف میر حیدر صرفی

او لجھی ہی بے طرح رگ جان تار زلف سے
سلجھا سکی ہے شانہ کہان پیچ تاب کو

ہر دم غزال چشم کا دل مین خیال ہے
مثل غزال رم ہو نکیون مجھ سی خواب کو

جوش جنون کے اسپ کا ہے شہسوار جو
ہان چاک جیب چاہیے اسکی رکاب کو

ہی رشک رنگ لالہ ہری گلبدن کا حسن
خجلت سی زرد روئی ہی رنگ شہاب کو

میگون لبون کی یاد دلاتا ہی اسکا رنگ
زنہار لا نہ سامنے ساقی شراب کو

مستی ہی چشم میگون سے اور اسکو نشہ سے
رتبہ نہ مثل اوسکی ہے کیف شراب کو

دن رات ہی شگفتہ گل حسن یار کا
پژمردگی ہی روز گل آفتاب کو +

بے ہاتھ مین تو آتش رنگ حنا سے یار
کیا ہی عجب جلا ہی جو موتی کی آب کو

گلرو کی کب ہو چہرہ صافی کی ہمسری
خط شعاع ہین خار گل آفتاب کو

دیکھون ہون بحر حسن کو ہر دل گھڑی کہان
تشنہ لبی نگاہ کی ہے جام پر آب کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

آنکھیں تمام صورت کاغذ ہوئیں سفید
مدت سے ہم ترستے ہیں قاصد جواب کو

بحر جہان میں تیری عدالت ہے اس قدر
ہر موج شل ہے سر ہے چشم حباب کو

صدمے اوٹھانے والے ہیں روز فراق کے
کیا لائیں ہم شمار میں روز حساب کو

چھوتا ہے جھپا تیا عبث اوس بحر حسن کی
ناسخ ستم ہے ہاتھ لگانا حباب کو

دی آگ اوسنے پر تو رخ سے شراب کو
شرمندہ جام مے نے کیا آفتاب کو

بدجانتا ہے جہل سے زاہد شراب کو
دیکھا ہے شپرے نے کہاں آفتاب کو

بھولوں وصال یار میں کیا اضطراب کو
دریا میں ہے قرار کہاں موج آب کو

ابرو جدھر کو بل کئی بجلی سی گر پڑی
رکھتا ہے وہ کمال میں تیر شہاب کو

گلشن پہ گر وہ ساقی مے کش کرے نگاہ
بوئے شراب آئے جو سونگھے گلاب کو

آئی شب وصال ہوئی صبح و شام سے
قسمت ز آفتاب کیا ماہتاب کو

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

راز دل سے کب ہو دلا پیاسے کو خبر
لاؤں زبان پیار سے میں خود جواب کو

نازک تنوں کو ہو وے ضرر رنج نہاد سے
برباد موج نے کیا کاخ حباب کو

بھیجی شب فراق نکر جور کے حساب
ہوگا بڑا حساب کبھی یوم الحساب کو

بحر حسن سے ہو ہرچند کب صورت آشنا
بیگانگی ہے نور سے چشم حباب کو

زنہار لا نہ سامنے ساقی شراب کو
فرقت کی دن نہ دیکھونگا اس آفتاب کو

لا ساقی شب کو دور میں جام شراب کو
مستی میں دیکھوں صبح رخ آفتاب کو

دریا نے دیکھا ہے کیا میرے اضطراب کو
سر پھوڑتا جو سنگ سے اوسکی آب کو

ابرو کمان کا تیر مژہ جان ستان ہوا
دل ریختی تیغ غم سے ہے تیر شہاب کو

گرمی حسن رشک چمن سے ہے غش مجھے
چھڑکو پسینا اوسکا نہ چھڑکو گلاب کو

آیا نظر ہے کیا حسن رخ رشک حور کا
سوز جگر سے داغ ہوا ماہتاب کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ناسخ نہیں ہے کام مجھے نظم و نثر سے
بس جانتا ہون بعد نبی بوتراب کو

۴۷

شانہ ترغیب ستم دیتا ہے زلف یار کو
دشمن جان جہان کرتے ہین دندان یار کو
یون نزاکت سے گران ہے سرمہ چشم یار کو
سب طبیبون پہ ہوا ہے رات بھاری مردم بیمار کو
تیز کم کرتے ہین تیغ نگاہ یار کو
چشم کی گردش ہوئی ہے سان اس تلوار کو
خاکساران جہان کا ہے ادب ایسا مجھے
پانون رکھتا ہون بچا کر سایۂ دیوار کو
دلمین ایمن ہو نہ خونخوار وجود دشمن سے
سور جسے دیکھو تو کھا جاتا ہے کیا تلوار کو
پڑ گئی زنجیر تیرے بیڑیون کی پانون مین
کھینچتے مقناطیس سنگ آستان یار کو
درد ہو اہل نظر کا کیا انہین جو ہین خوش
پوچھتا ہے کوئی گل کب نرگس بیمار کو
غنچے پھرنے لگا دوزخ مین جو آب آتشین
مے کدہ مین ہمنے دیکھا مرغ آتش خوار کو
نالۂ زنجیرون کی سے کچھ بس و شیخ تو بولا
سانپ کی بامی ہین تیرا رخنہ دیوار کو

غزلیات تصنیف سرحینیہ سرونجی

ہر چند ہو نہایت دامن لیے ہو گرد لوٹ
ہے حسرت تشنگی ابر کرم بوتراب کو

۱۷

شہر کا افسر ہے حسن رخ سے زلف یار کو
زہر کا پتیا کرے شیرین نہ زہر مار کو
دردِ دل سے ہر زبان گریہ ہے چشم زار کو
بار اشکون سے ہوا ہے مردم بیمار کو
سرمہ سے ملتے ہو کیون تیغ نگاہ یار کو
زنگ لگتا کسنے کب دیکھا ہے اس تلوار کو
ہو ترقی نور خور کی تیرہ بختون کا زوال
دو پہر مین کو تھی ہو سایۂ دیوار کو
ہے لب شیرین کا دلمین دھیان جو ان سن مرا
کیون نہ قاتل کی کہے شیرین زبان تلوار کو
آبلہ پائی نے بس پا کر دیا ایکسر مجھے
کسطرح سے طے کرون راہ دیار یار کو
اب تو کمنا ان اے درد جگر لینے دے چین
بے سبب اور کیون ستاتا ہے دل بیمار کو
گر پلائے کوئی آب گرم اشکون کا مرے
مرغ بریان کیون نہ کردے مرغ آتشخوار کو
ناکسان چشمون کو ملی کیونکر نہ صافی دل سے فیض
روشنی ہو نور خور سے روزن دیوار کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

یہ خزان مین نوچتی ہین پر انجم سودا کے [illegible]
نیز کہین شاخ گل سے بلبلین منقار کو

رتبۂ اعلیٰ مین ظالم ترک کر دیتی ہین ظلم
پاؤن سے کاوش نہین جاتی ہے سر دیوار کو

ہے یہ ناساز طبیعت ہجر مین ساز نشاط
نبض بے جان جانتا ہون تار کے ہر تار کو

مجھسے حال چشم تر تحریر ہو سکتا نہین
جائے خط لیجا صبا اک ابر دریا بار کو

برہمن ہو کر مسلمان کرتے ہین بتا کو سپید
دام ہوتے ہین گویا توڑ کر زنار کو

بند ہو جاتی ہین سیارون کی آنکھین خوف سے
کھینچتا ہون جب مین دل سے آہ آتشبار کو

جب کہ بیت اللہ مین ناسخ بتون کا ہو مقام
بار کیونکر ہو نہ بزم یار مین اغیار کو

غزلیات تصنیف ہرچند سروہنی

آگیا اب باغ مین اے باغبان فصل خزان
بند نفرت کرین مرغان نکلون منقار کو

[illegible] گھر کے جلنے کا ہے پایا دلکو شوق
جا اندر کر [illegible] ہم خار سے دیوار کو

[illegible] مین تیر کو [illegible] اپنی
کیا رگ [illegible] پایا تار کو

[illegible] اک حرف مثل موج بحر
[illegible] گریہ چشم دریا بار کو

مرغ دل [illegible] پھنسا پیچ مین
دام [illegible] حلقۂ زنار کو

کاٹ کر گردن شک [illegible] تیغ برق سے
جوش مین دیکھے جو میری چشم دریا بار کو

بزم خلوت مین ہے سب کے پاس ہرچند ہم
یار نے [illegible] دیکھے اغیار کو

حق نے پہلی بار سے پیدا کیا اغیار کو
جس طرح نشو و نما گل سے ہے اول خار کو

ہے یقین دیکھے جو دونون ابرو سے خمدار کو
دوسری بھی کھینچتی ہے کھینچے جو اک تلوار کو

کیون نہ آنکھون پر جگہ ہو ابروے خمدار کو
دی جگہ [illegible] نے ازل سے ابرو تلوار کو

۱۴۳

بار پایا بزم خلوت مین ہوئی اغیار کو
صیت رشک گل ہی کیا صحبت ملی ہے خار کو

[illegible] ابروے خمدار کو
دل دو پارہ ہو گیا دیکھا ایک ہی تلوار کو

قاتل جان جانتا ہون ابروے خمدار کو
کیون نکالی میان ہی سے قاتل تلوار کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہی بجا مشکل جو گھر مین بیٹھا ہے یار کو
جو کہ یوسف ہی نہ جائے کسطرح بازار کو

رحم آجائے اگر مور ان کوے یار کو
کھینچ لیجائین لحد سے میری جسم زار کو

کون ہے گلگشت کا عازم کہ استقبال کو
گل پیادہ ہوکے گلشن سے چلی بازار کو

آبلی جبتک نہون جاتا نہین صحرا کو مین
تا نہ میرے سخت تلوون سی ہوا ایذا خار کو

چربی و نرمی بچا لیتی ہی جو نخوارون کو بھی
زنگ کہا جائے نہ میکنائین اگر تلوار کو

قتل کرتا ہے مجھے تیرا یہ انداز نماز
سجدہ گہ ہی سنگ تیغ ابروئے خمدار کو

ہی اگر دربان سلامت یار کا تیر نگاہ
غم نہین تو بند کردے روزن دیوار کو

کیا ولا شکوہ بتون کا قصۂ موسی ہی یاد
رنج دیتا ہی خدا بھی طالب دیدار کو

سورۂ یسین کے بدلے حشر کی صورت پڑھین
مرتے دم مین یاد کرتا ہون خرام یار کو

ہین جو خونریزون کے پیرو شاد رہتے ہین مدام
رات دن ہنستی ہی دیکھا ہی لب سوفار کو

غزلیات تصنیف میر حسین [illegible]

نقد دل دیکر لیا ہے مول عشق یار کو
کیون نہ سرگرمی ہو سودا کی مری بازار کو

لاغری میری کا ابتک ہی یقین کب یار کو
ڈھونڈ کر پاتا نہین گو ہاتھ جسم زار کو

ای جنون تیری بدولت سیر زندان کر چکی
اور سودا کچھ خریدون لے چل اب بازار کو

بے نصیبون کو سرو سامان نہو اس باغ مین
مل سکی پوشش کہان عریان تنی ہی خار کو

دونون ابرو کا ستمگر کی تصور دلمین ہے
کسطرح کافی ہو اک میان دو تلوار کو

کیون نہ پھر سجدہ کرے سرباز اپنا سر جھکا
ہی خم محراب تیغ ابروئے خمدار کو

حسن روی یار کو دیکھین گے اوس سے چھپا کر
دور بین ہمنے بنایا رخنہ دیوار کو

شوق نظارہ ہی چشم آئینہ ابتک ہی وا
آئے کیونکر خواب تیری طالب دیدار کو

خضر سی کمتر نہین ہین خاکساران جہان
نقش جادہ نے بنایا ہی دیار یار کو

فرق جیتا آتا ہی دلمین کب ملانے سے
کشتی پیوستہ سہم دیکھا لب سوفار کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ساتھی خالق کے ہی ناسخ کرام کاتبین
روز لیجاتے ہین لکھ لکھ کر ترے اشعار کو

چاہیے لقد دل عشاق زلف یار کو +
ہی بجا گر ہو خزانی سے محبت مار کو +
عطر ملنا یون ہی اسے مشاطہ زلف یار کو
مشک نافہ جیسے لیجائے کوئی تاتار کو +
خط نے کیا سیدھا بنایا کاکل خمدار کو
کر دیا بیکار مور ناتوان نے مار کو
کر دیا قاتل رقیب سخت دل نے یار کو +
جسطرح ہوتی ہے تیزی سنگ سے تلوار کو
ہی بڑون کو عیش اور چھوٹون کو ہی دنیا مین رنج
توڑتا ہی گل کو گلچین چھوڑتا ہے خار کو
مین ہون نرگس تو ہے گل باغ جہان مین اے صنم
ٹکٹکی باندھے نہ کیون دیکھون ترے رخسار کو
قتل دشمن کے لیے بھی چاہیے نرمی ضرور
ٹوٹ جاتے بیشتر دیکھا کڑی تلوار کو
پاؤن مین راہ طلب مین سر سے بھی مجھکو عزیز
آبلون پر کیون نہ باندھون پھاڑ کر دستار کو
خود بخود افتادگان خاک کا ہوتا ہے اوج
نردبان درکار ہے کیا سایۂ دیوار کو

غزلیات تصنیف ہرچند صبر دہلوی

تلخ خوبون کی ترش روئی سے ڈر ہرچند لیا
بدمزہ بتلائین گر شیرینیٔ اشعار کو +

۱۰

دیکھا جب برقع کے اندر ہمنے زلف یار کو
جاگزین بانبی کے اندر سمجھے کالے مار کو
سونگھتا ہی کیا اوسنے عنبر بوی زلف یار کو
پھرتا ہے سودا زدہ جو آہوے تاتار کو
کون چھو سکتا ہے یار کاکل خمدار کو
کیلا پر مشاطہ نے ہی ایسی زہری مار کو
سر کے بالون مین نہ مانگ ہی ہر رو سے یار کو
ہے چمکتا ابر مین یہ برق کی تلوار تو +
سرکشون کا ہو سودا مین بھی استیصال ہے
کرتا ہون پامال صحرا مین سر ہر خار کو
اٹھ گر خورشید سوز غم سے جلکر خاک ہو
دیکھ لے گر اک نظر اوس آتشین رخسار کو
زخم کاری دیکھ میری چشم پر خون ہو گئی
چشم بینا بن گئی جوہر تری تلوار کو
باندھتے ہے سر پیچ زیبا اور ہی کب دستار
سیکھا ہے گلدستہ غنچہ بندش دستار کو
روئے طفل اشک تو ہوئی خانہ خرابی چشم کی
سیل اشکون سے خطر مژگان کی ہی دیوار کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ایک تمنا ہی جوانمردی کا ناسخ ترک حرص
عمر بھر مین ہی دم آب اکتفا تلوار کو

نہ جنون مین بھی رکھا بخت نی عریان مجکو
طوق نے جیب دیا دست نی دامان مجکو

دیدہ سیری نرگس سے زیادہ پہول
ہجر مین دشت بلا ہی چمنستان مجکو

گبر نفرت کرے آگاہ اگر حال سے ہو
شرم آتی ہے جو کہتے ہین مسلمان مجکو

خلق خورشید قیامت سی ڈرگی لیکن
آئیگا یاد ترا چہرۂ تابان مجکو

بعد مرنے کے جہان روح پہریگی بھٹکی
اسے جنون تونے دکھایا وہ بیابان مجکو

ہای اس کاکل پیچان کی محبت کی عوض
کاٹتا کاشش کوئی افعی پیچان مجکو

اوسکا دیدار جو ہوگا تو قیامت ہوگی
کر دیا یار کی تصویر نے حیران مجکو

گور مین آنکھین نکیرین کی جو روشن ہوئین
آگئی یاد نجوم شب ہجران مجکو

دولت وصل کی خواہش مین اوٹھا عاشق
ہاتھ آیا نہ بجز گنج شہیدان مجکو

غزلیات تصنیف ہرچند سرونجی

مرحبا یون کا ستم سی کاٹتا ہرچند ہی وہ
موج سی رکھتا ہی دریا ہاتھ مین تلوار کو

۱۲

یان تلک دست جنون نے کیا عریان مجکو
پوست تن کا ہی فقط رہ گیا دامان مجکو

صوت مرغان ہی ہو یاد سخن سنجی یار
شور ماتم سے نہ کم ہے چمنستان مجکو

مصحف رخ کی تلاوت ہی جو دل کو ہر دم
اہل ہندو کہین کیونکر نہ مسلمان مجکو

ذرۂ ریگ ہر ایک مہر قیامت ہو جاے
دشت مین ہو جو خیال رخ تابان مجکو

قید زندان سی ہے بدتر مجھے رہنا گھر کا
او جنون اب تو دکھا سیر بیابان مجکو

حلقۂ پیچ مین جو اوسکی پھنسا طائر دل
ہر خم مو کا ہوا کاکل پیچان مجکو

صورت یار جو آئینہ دل مین دیکھی
مثل آئینہ کیا حسن نے حیران مجکو

گر نظر آئی مجھے کاشکے وہ غیرت مہر
روز روشن ہو نہ کیونکر شب ہجران مجکو

خنجر ناز و ادا سے کیا قاتل نے شہید
چاہیے قبر کو بھی گنج شہیدان مجکو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

صاف اون آنکھوں کو سمجھا تھا میں ہے انگیز
پنجۂ شیر ہوا انجۂ مژگان مجکو

باغ میں آگ لگی آئی نظر تیرے بغیر
سرو دکھلائی دیئے سرو چراغان مجکو

واعظا ہے یہی ناسخ کی دعا بعد نماز
جائے فردوس ملے کوچۂ جانان مجکو

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

کشتۂ تیغ نگہ دیدۂ فتان نے کیا
چاہیے پھر کفن دامن مژگان مجکو

کیا عجب گر ہو رگ جان فتیلہ اونہیں
داغ دل آتش غم سے ہیں چراغان مجکو

سنا ہرچند کہ برسات میں چمکیں جگنو
روتے کب آیا نظر جگنو ہی جانان مجکو

۱۴

درازی یاد دلواتی ہے اوس زلف پریشان کی
عزیزا سو اسطے رکھتا ہوں شب ہای ہجران کو

گیا میں عالم وحشت میں جب سیر بیابان کو
ستارا شیر قالین کیطرح شیر نیستان کو

ندیکھا ساتھ گلشن میں جو اوس سرو خرامان کو
کیا سرو چراغان آہ نے سرو گلستان کو

یقین ہے شوق کامل سے اگر ریگ روان نکلے
روان ہو جان میری بعد مردن کوی جانان کو

جو دعوای خدائی ہے نکال اغیار کو گھر سے
خدا نے ای صنم باہر کیا جنت سے شیطان کو

جنون نے جب کہ دی روز ازل تیغ عریانی
گریبان صبح کو بخشا دیا دامن بیابان کو

سنا تھا سانپ آتے ہیں نظر برسات میں اکثر
میں دیکھا ابر برسات برسون مینکھا زلف پیچان کو

میں سمجھوں شکل شامت روز غم زلف پریشان کی
طوالت اوس کی شکل اپنی جو دی شبہای ہجران کو

پڑی لرزہ بینائی غم کے سن کوہ و بیابان کو
جو ان رو بہ ہول سے ہو بھاگتا نیستان کو

اگر گلشن میں دیکھو اوس کی سر سے سرو چراغان کو
جھکانا سوز سے ہو سر بسر بار سرو گلستان کو

عجب قسمت ہے چشم سوزان یوار ایوان کی
محل میں کرتے نظارہ ہیں ہر دم حسن جانان کو

بدی کرنے سے بدنامی رہی دنیا میں تا کو
کہ لعنت آج تک ہر اک بشر کرتا ہے شیطان کو

کروں جو درد سے نالہ فلک بھی ہل سکے گا
زمین کی شکل آئے زلزلہ کوہ و بیابان کو

یہ وہ کالی بلا ہے دیکھتے ہی جان نکل جاوے
غلط ہے مار کا تشبیہ اس زلف پیچان کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہم ای جراح برسون رہی دیتی دُون لو سینی کو
تہ سی ہے خدا ظالم دہان زخم خندان کو
ہزارون صدمہ جانکاہ ہین پر مین نہین مرتا
کھوون اب آب حیوان ظلمت شبہای ہجران کو
اثر بارے دکھایا بعد مدت میری رونے نے
گرایا سر پہ سیل اشک نے دیوار زندان کو
مقابل اوس پری کے ہوتے ہی پروا نہین کی
کہ میری جوش سینے نے رکھا تخت سلیمان کو
خدا خالق نے کی پیدا جو تیری پانون کے خاطر
بنایا میری تلوون کے لیے خار مغیلان کو
دکھا کر وہ سہی قامت حنائی پانو کہتا ہے
کیا شمشاد سی پیدا انداز شاخ مرجان کو
نہ کیونکر چشم مست ناز خوش ہو میری رونے سے
کیا ناسخ دوست رکھتا ہی ہر اک میخوار باران کو

۱۱

رسا اوج حقیقت پر کرون اب عشق بازی کو
بجائے نردبان سمجھا ہون مین عشق مجازی کو
بہت جاتی لگا ہی اب جو بازی گاہ طفلان مین
ولا تو جانتا ہی کھیل شاید عشق بازی کو
ہوئی اقلیم خوبان مین یہ قدر حسن خود بینی
سکندر ڈھونڈھتا ہی اب دکان آئینہ سازی کو

غزلیات تصنیف ہرچند سر دہنی

ادا کرتا رہے تا شکر ہردم تیغ قاتل کا
الہی دے زبان میری دہان زخم خندان کو
درازی روز محشر کی ہے اوسکی سلسلے کو تہ
نہ صبح وصل کی ہوگی شب تاریک ہجران کو
رہائی اور کسی صورت نہین آتی نظر مجھکو
تو ہی اے چشم تر مسمار کر دیوار زندان کو
مری رشک پری کو دیکھتا گر خواب مین آکر
پرستان مین نہ پھر رہنا پسند ہوتا سلیمان کو
جنون عشق گلرو مین مجھے صحرا نوردی ہے
رگ گل کی طرح سمجھون نہ کیون خار مغیلان کو
حنا کی رنگ سی رنگین کیا ہی اشک خونین نے
تو رنگ شاخ مژگان سے ہے خجلت شاخ مرجان کو
دو عالم کو ڈوبا دی ایک سیل اشک سی ہرچند
نہ ہم چشمی ہو چشم تر سی میرے ابر باران کو

کوئی اب سیکھ لے ہمسی طریق عشق بازی کو
حقیقت پر تفوق ہے مری عشق مجازی کو
ای نادان چھوڑ اس بد قماربازی کو کہا مانو
نہ طفل اشک رکھ گریہ سی شغل خاک بازی کو
صفائی دیکھتے آئینہ زانو کی گر تیرے
حلب والی نہ کرتے ترک کیون آئینہ سازی کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بیان کیا ہو سکے عمر رواں کی تیز چالاکی
کہ اس توسن سے لگا ہے نہ ترکی و تتازی کو

اکیلا دل مرا فوج تمنا کے مقابل ہے
الٰہی کیجیو تو فتحیاب اس مرد غازی کو

ہمیشہ ہاتھ مین رکھتا ہے زلف یار کو شانہ
ذرا دیکھو تو اوسکی دست کوتہ کی درازی کو

کہان تھا اے بتو ہمکو دماغ ناز برداری
خدا کرتا ہے شرمندہ ہماری بے نیازی کو

ثمر پختہ جو ہے لے تمام طمع باغ عالم مین
نہ کیونکر خاکساری سے وہ پا لے سرفرازی کو

وضو ہی ہاتھ دھونا جان ہے سجدہ ہی سر کٹنا
طریق عشق مین ہے فتنہ گہ مسجد نمازی کو

اوتر جاؤن ابھی دریائے غم سے وہ اگر چاہے
مین کشتی جانتا ہون یار کی تیغ جہازی کو

بحسرت دیکھتا ہے ماہ کنعان مجکو اے ناسخ
دیا دل مین نے جیسے ایک محبوب حجازی کو

غزلیات تصنیف ہرچند متخلص

نما ہے آہ لے اشہب کو ہے وہ تیز رفتاری
کہ اسپ برق بھی پہونچے نہ اوسکی ترکتازی کو

لگے ہین دل پہ صد ہا زخم کاری تیغ ابرو کے
شہادت کسطرح حاصل ہو اس مرد غازی کو

شب ہجران کی طولانی بیان کیا تجھ سے ہو
کہ کچھ رتبہ نہین ہے روز محشر کی درازی کو

نما ہے طاق ابروئے صنم محراب کعبہ کی
کرین ہا ہم سر جھکا سجدہ خدا کی بے نیازی کو

جو ہو آزاد کوئی باغ ہستی مین تعلق سے
نہ کیون اے قمر لو جوان سرو پہونچے سرفرازی کو

نماز اب مردم دیدہ پڑھے محراب ابرو کی
وضو ہے آب اشک تر سے اس مرد نمازی کو

تری تیغ نگہ مین ہے وہ جوہر زخم کاری کا
کیا ہے آب حسرت سے شمشیر حجازی کو

مری اس مطرب نالہ کو صوت خوش گلوئی ہے
کیا بے قدر ہرچند نغمہ سنجان حجازی کو

۱۴۱

مرگ عیسی ہے تری چشم کے بیمارون کو
گور آزادی ہے زلفون کے گرفتارون کو

نازور فتار سے باقی ہے حسد روح روان
گرد رہ خاک شفا ہے ترے بیمارون کو

زندگی بھاتی نہین ہجر کے بیمارون کو
دی اجل آکے چھڑا غم کے گرفتارون کو

خفتہ بختی پہ مری خندہ زن ہے وہ جمال
خواب کب آئے شب ہجر کے بیمارون کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کب سبکدوش رہی قید سے زندان وطن
بوی گل پھاندتی ہی باغ کی دیوارون کو

وحشی نرگس جادو ہون جو پائین آہو
کرلین مژگان مری تلوون کی بھی خارون کو

ہون وہ سرگشتہ کہ تاثیر مری قدمون کی
آسیا دم مین بنا دیتی ہی کہسارون کو

کافر عشق ہون حاجت نہین زنار کی ہے
یار تسبیح مبارک رہی دیندارون کو

ہم بغل یار سے وہ ہوتے سہی ہین ہم خوش
کیا خبر میری شب وصل کی بیدارون کو

جوش خون میری رگ جان مین بہت ہی قاتل
تشنگی آج ہی شاید تری سوفارون کو

ای صنم عہد مین تیرے یہ ہوا کفر عزیز
کہ رگ جان کا ملا مرتبہ زنارون کو +

کیا بچیو گردش افلاک سی جو ہین خونخوار
کام کیونکر نہ پڑی سان سی تلوارون کو

دھیان آیا جو مجھے زمزمہ پردازی کا
رہ گئی مرغ چمن کھول کے منقارون کو

جگر مین گرم ہے اوس داغ سی پہلو میرا
جس سی لگا نہین دوزخ کے بھی انگارون کو

غزلیات تصنیف ہرچند سردہنی

چھوٹنا قید جنون سی نہوا ہی گریہ چشم
سیل اشکون سی بہا زندان کی دیوارون کو

رخ گلرو پہ اگر آیا ہے خط کیا ہی عجب
گل گلشن سے جدا رہنا نہو خارون کو

صرصر آہ سی ہے چرخ کو جب کہ ہر دم
کیون نہ برباد کرے دم مین وہ کہسارون کو

کون ایسا ہی جو اوس بت پہ نہ لائے ایمان
جبہہ سائی خم ابرو مین ہی دیندارون کو

رات بھر چرخ پہ ہی چشم کھلی تارون کی
خواب آتا ہے کہان دیدہ بیدارون کو

ہو دل افگار جو اوس تیر کمان ابرو کا
زخم پر ہے مری خندیدگی سوفارون کو

طوق گردن کا مجھے ہوگیا ہی حلقہ زلف
توڑ کر پھینک ندون کسطرح زنارون کو

اہل جرأت بھی غرض رکھتے ہین کم ظرفون سے
نیام سی کام سدا رہتا ہے تلوارون کو

نغمہ سنجی جو کرے صحن چمن مین گلرو
بلبلین توڑین نہ کیون شرم سی منقارون کو

چرخ پر پہونچی یہ گرمیری ہوای دم سرد
شعلہ آہ نہ سرد کرے تارون کے انگارون کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

جو ضعیفون کو ستائیگا سزا پائیگا
آپ دکھ پاتے ہین جو روندتے ہین خارونکو
پاک کر آپ کو ناسخ عرق خجلت سے
انفعال اپنا شفاعت ہی گنہگارون کو

قطع کرتا ناتوانی مین عصا سے راہ کو
گر اوٹھا سکتا بزنگ کہربا مین کاہ کو
پست کیا پستی مین ہون رکھتی ہی میری ہمت بلند
جانتا تھا نردبان عرش یوسف چاہ کو
کیا کسی ناچیز کو ناچیز سمجھین ہم بھلا
آنکھ پر رکھتے ہین اکثر وقت حاجت کاہ کو
جو ولی ہین وہ بھی کرتے ہین حسود دنی سلوک
اس دنائت پر فلک دیتا ہی خرمن ماہ کو
کچھ توان روزن رسائی یا اثر پیدا ہوا
واہ وہ کرنے لگا ہے سنکے میری آہ کو
کیا حسد سے چاک ہوتے ہین جگر مانند صبح
دیکھتا ہان کسی کے آفتاب جاہ کو
ٹھوکرین کھائی کہ جلتے طور پر اب کیون کلیم
دیکھ پایا ہی صنم تیری تجلی گاہ کو
پستی ہمت سے بچتا ہے کوئی ہان بخیل
زور سے اہل جہان لیتے ہین آپ چاہ کو

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

کیا تپ عشق سے گلرو کی ہوئے ہین بیمار
لاغری جسم پہ ظاہر ہوئی ہے خارونکو
تیغ عشوہ کی رکھی ہاتھ مین قاتل ہرچند
قتل کرتا ہے وہ الفت کی گنہگارون کو

کہکشان سے رو بناتا ہی عرق سے راہ کو
اوسکی پا سے فیض سرسبزی ملا ہی کاہ کو
قبر مین کوئی نہ پہچانے گدا ہی یا کہ شاہ
کون لیجاتا ہے یان سے ساتھ مال و جاہ کو
کیا عجب گر سوز دل سے ہو رگ جان سوختہ
ایکدم بھر مین جلا دیتا ہے شعلہ کاہ کو
اک نظر دیکھین تجلی کیا رخ پر نور کی
نور بینائی کہان ہے چشم مہر و ماہ کو
ساتھ اوسکی کوئی دم مین جان بھی جائیگی نکل
ہے نکلنا جو دل محزون سے ہر دم آہ کو
گردش گردون سے کب قائم رہی اک طرح پر
ہو ترقی و تنزل ماہتاب جاہ کو
رکھتی ہے نور نظر کب دیکھ او چشم ہلال
دیکھے گی کیا حسن کی تیزی تجلی گاہ کو
اس لب تشنہ کو اوس سے گرچہ سیرابی نہو
چھوڑتا ہی پر نہین چاہ ذقن کی چاہ کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

شاخ گل ہے ہری برنگ گل وہ طفل نئی سوار
گلست گل کہتے ہین ہم گرد بازیگاہ کو

ہے بہشتی حورین بھی ہین غلمان بھی ہین فریفتہ
ترک کرتا ہون مین زاہد بہشت خاطر خواہ کو

نقش پا سے محتسب پائے تہ زندون کا سراغ
مسیر طے کرنا ہی لازم ہے میکدہ کی راہ کو

نہیں ہوا فنا مین جو ان معرفت سے آشنا
جانتے ہین تنگ اسنا چرخ کی خرگاہ کو

زمین زمانے مین جو دیکھا راہ نشین [illegible]
جانتا ہون شیر اس صحرا مین ہر روباہ کو

ہے خرابات جہان مین عام فیض می فروش
مستی سے ہوتی ہی یکسان گدا و شاہ کو

ہے برابر سالکون کو اسفل و اعلی سے راہ
راہ رو کرتے ہین طے پست و بلند راہ کو

ڈھونڈھتے سی بھی نہین ملتی خدا کی گھر کی راہ
چاہتا ہون اندنون ایسی ہی بت گمراہ کو

حلقۂ آغوش سے اوس طفل نے جب کی گریز
تیر مین سمجھا بس اوسکی قامت کوتاہ کو

گر غرض [illegible] نکلی اوسے رکھ عزیز
[illegible]

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

کھیلتے اوسمین پھرین شوخی سے ہین طفلان اشک
مکتب دیدہ بنایا ہے جو بازیگاہ کو

دوستو رکھ دینا میری قبر مین تصویر یار
چشم نگران تاکہ دیکھے صورت دلخواہ کو

کب بگولون کو ہو صحرا نوردی سی کسل
طے کری یک سبا پست و بلند راہ کو

کب کسی اوفتادہ سے لیتے ہین مدد عالی وقار
بے ستون استادگی ہے چرخ کی خرگاہ کو

چشم فتان صنم کو یاد ہین جیسے ہا فریب
اس غزال چشم سے رتبہ نہین روباہ کو

دیکھیے حق نے کیا کیا عالی رتبہ عشق کا
پاپہ اوسکی سر جھکاتا ہے گدا و شاہ کو

اس عصا سے آہ کو لیلونگا اپنی ہاتھ مین
طے کرونگا منزل جانان کی دم مین راہ کو

دل سے بھولی یاد رب دشمن ہوئی اسلام کے
یار جو ہمنے بنایا اوس بت گمراہ کو

مثل پروانہ جلاتا ہے دل عاشق سدا
شمع سی ہے سرفرازی اوس قد کوتاہ کو

کیا عجب جو کھینچ لایا کہربا اپنی طرف
کردیا ہے قدر میری لاغری نے کاہ کو

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کیون ہمارے حال سے رہتا ہی غافل اے صنم
اپنے بندون سے کبھی غفلت نہین اللہ کو

شل سطر آجاتی ہے زیر قدم زلف دراز
کیجئے کلک اے طفل تری قامت کوتاہ کو

ہون مین ایسا رحم کی قابل کہ گنبد کیطرح
آہ کرتا ہے فلک بھی سنکے میری آہ کو+

آدمی کو مبتلائے حرص کرتی ہے عقل
جانتے ہین مملکت اطفال بازی گاہ کو

عشق جب وارد ہوا کی عقل نے اوس سے گریز
ایک جا دیکھا ہے کسنے شیر اور روباہ کو+

ہے دعا ناسخ بھلادی یاد سے مجکو صنم
یاد کرتا ہون اگر بھولے سے بھی اللہ کو

غزلیات تصنیف ہرچند سروجنی

اوس بت بے پیر کی اک بات بھی سچی نہو
منتین کر جھوٹی دیتا ہے دغا اللہ کو

فکر سے خامہ کی ہو شعر زمین کو اوج چرخ
کیا بلندی حق نے بخشی اس قد کوتاہ کو

کر دیا ہے سوز نے اوسکی جلا کر دلکو خاک
سینہ مین ہمنے چھپایا تھا جو شعلہ آہ کو

دیکھہ لے اے چشم ہر گل کی بہار رنگ بو
گلشن دنیا بنایا ہے تماشا گاہ کو

اوس سے عاجز شیر دل اے ہوئے ہین جان تنگ
یاد ہزارون مکر ہین اس چرخ کی روباہ کو

آدمی حور و پری دیو و ملک جو کچھ ہین
سر جھکا سجدہ کرین ہرچند در اللہ کو

غزل یک	ردیف ہ نمبر ۱۴۳	ابیات ۹

ہین اشک مری آنکھون مین قلزم سے زیادہ
ہین داغ مری سینہ مین انجم سے زیادہ

سو رمز کی کرتا ہے اشارے مین وہ باتین
ہی لطف خموشی مین تکلم سے زیادہ

جز صبر دلا چارہ نہین عشق بتان مین
کرتے ہین ستم ظلم اور تظلم سے زیادہ

۹

ہی چشم نم مہ رو مین قلزم سے زیادہ
اور اشک بھری اوسمین ہین انجم سے زیادہ

ہے بار سخن ایسے ہین لب یار کے نازک
پھر کسطرح ہو ربط تکلم سے زیادہ

کیا حال ہوا اوسکا کہ کرے ظلم وہ جسپر
ہی رحم بھی اوسکا تو تظلم سے زیادہ

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی	غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی
عیسیٰ کیطرح اس دل مردہ کو جلائین	مینخانے مین سو مرتبہ مین مر کے جیا ہون
نالے مین اثر رکھتے ہین ہم قم سی زیادہ	ہے قلقل مینا مجھے قم قم سے زیادہ
شش جہت ہم کر دیتے ہین اک جام کو ساقی	بھر جاسے اگر بادہ سے ہان منھ نہ کرون مین
اک دم ہی مین سے پیتا ہون وہ خم سی زیادہ	مے خواری مین ہے ظرف مرا خم سے زیادہ
ہی جو ر سیہ اژدر دیکھے ہی سے جان جاے	ہر تھر چمن بحر مین اژدر سے ہے افزون
ہے نیش زنی ابرو کی کژدم سی زیادہ	ہر گل ہے مری جان کو کژدم سے زیادہ
ٹھوکر مین تری پاؤنکی ہے رقص کا عالم	سو رقص سے افزون ہی پری رو تری رفتار
غلغل کی ہے صوت ترنم سے زیادہ	پاؤن کی صدا لاکھ ترنم سے زیادہ
آہن کیطرح سخت ہے دل یار کا گرچہ	تکلیف تکلف سے کیا عشق نے آزاد
پر نرم شکم رکھتا ہے قاقم سے زیادہ	موئے سر شوریدہ ہین قاقم سے زیادہ
ہرچند نہ کیون حسن پہ شیدائی ہو بلبل	معشوق سے امید وفا رکھتے ہو ناسخ
خوبی گل گلشن مین نہین تمسے زیادہ	نادان کوئی دنیا مین نہین تمسے زیادہ

ابیات ۶۱۶	ردیف ی نمبر ۱۴	غزلیات ۴۳

۱۵

خفا ہے وہ نہ مجھسے شادمان ہے	خیال یار دل مین شادمان ہے
ہوا دل خاک جل سوز نہان ہے	نہین ہے غم جو نظرون سے نہان ہے
گو آتش گون لبون پر رنگ پان ہے	مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے
مسی کے رنگ سے اوٹھتا دخان ہے	تماشا ہے کہ آتش دخان ہے
لون بوسہ اوسکی رخسارون کا کیونکر	تصور سیم تن کا دل مین ہے گنج
خطر ہے خال کا وان پاسبان ہے	خیال مار کاکل پاسبان ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تکلم ہی فقط ہے اوس صنم کا
خدا کے طرح گویا بے دہان ہے

گردن ملنے سے ہوئی آخر شب وصل
طلوع صبح ہے وقت اذان ہے

سراپا ہون نخم فرقت سے میں زرد
مرا قد مثل شاخ زعفران ہے

نقاب اولٹی گل عارض سے اوسنے
گل خورشید کی بھی اب خزان ہے

تصور ہے جو اک خورشید رو کا
کرہ دل کا مثال آسمان ہے

نہ کیون اوس شمع رو کے گرد ہو خلق
کہ فانوس خیالی آسمان ہے

ہما تا کوے جانان کاش پہونچے
کہ نامہ بے مرا جو استخوان ہے

ستارے جھڑتے ہین جو کفش پا کے
زمین فیض قدم سے آسمان ہے

دہان سگ مین ہے مانند مشعل
یہ سوزان میرا ہر اک استخوان ہے

خیال زلف مین نالان ہے جو دل
نشان اژدہا آتش فشان ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی

نہ ہو سو تا تجھے کیونکر طاہر نہوتا
ہوا کب جسم مین پیدا دہان ہے

ہے گویا مسجد تن مین موذن
فغان درد دل بانگ اذان ہے

دہان زخم کو ہو کیون نہ خندہ
طلا مرہم مین شاید زعفران ہے

برنگ گل نہ دلمین پھول گلرو
بہار نوجوانی کو خزان ہے

جوان و طفل سب ہین اسکے شاکی
ستمگر کیا یہ پیر آسمان ہے

کہین مہ رو کی دیکھی گردش چشم
ہو خود رفتہ پھرے جو آسمان ہے

لکھا لاغر تنی کا حال خط مین
برنگ سطر ہر اک استخوان ہے

ہلال ہے نعل کفش پاسے مہ رو
زمین پر جلوہ گر کیا آسمان ہے

رکھون ہون سوز دلمین شمع رو کا
برنگ شمع روشن استخوان ہے

پڑھاتی کسلیے ہے پھول بلبل
مری تربت پہ شمع گل فشان ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بزنگ بنا ئر رنگ حنا ہون
کف پائے حسینان آشیان ہے
غزل اک اور پڑھیے اس زمین میں
کہ سب مشتاق بزم دوستان ہے

ہمارا ہر نفس اک بادبان ہے
روانہ کشتئ عمر روان ہے
ابھی ہرچند وہ بت نوجوان ہے
سفید اوسکا مگر مو کے میان ہے
سطر آتش گل کا دھوان ہے
کہ مونھ پر گیسوئے عنبر فشان ہے
تن خاکی میں قدر اپنی نہان ہے
زمین جیسے حباب آسمان ہے
تصور میں ہے جو روئے عرقناک
بجائے دل بغل میں عطردان ہے
دہن ہے غنچۂ گلزار فردوس
کہ اک عالم کی نظرون سے نہان ہے
کرون کیا احتیاط جسم خاکی
غبار توسن عمر روان ہے
تصور میں ہے اک انگیا کی چڑیا
یہ دل گنجشک کا اب آشیان ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سرونجی

جو گلرو پر ہے شیدا بلبل دل
تو شاخ ابروان پر آشیان ہے
فلک بھی بن گیا ہرچند دشمن
خلل انداز بزم دوستان ہے

جہاز عمر کا کب بادبان ہے
ہوائے دم سے ہی ہر دم روان ہے
وہ یار اپنا حسین و نوجوان ہے
سے ہے بار ناف بھی نازک میان ہے
فلک دود آہ کا میرے دھوان ہے
شرر سے اوسکے خور شعلہ فشان ہے
وہ سوز غم مرے دل میں نہان ہے
کہ ہر داغ آفتاب آسمان ہے
نہ کیون ہو خوشبو مضمون ہر شعر
مرا یہ غنچۂ دل عطردان ہے
ہے قاصد سب لکھا خط میں ظاہر
زبانی کیا کہون راز نہان ہے
کرے جو ابر کی بھی آبرو خاک
وہ دریا آب اشکون سے روان ہے
جو دھیان ہے طائر رنگ حنا کا
دل پرخون میں اوسکا آشیان ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کیا ہے آگ سے مچھلی کو پیدا
یہ اعجاز کفِ رنگین عیان ہے

زلیس واژون ہے اپنا کوکبِ بخت
زمین اوپر ہے نیچے آسمان ہے

بحمد اللہ مرا ممدوح ناسخ
جگر بندِ امامِ انس و جان ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

کہون کیا حسن صافی کی صفائی
کہ پشت پا پہ عکس رو عیان ہے

سیہ بختی کا میرے رونما ہو
کہ اوسکا آئینہ یہ آسمان ہے

ہوا ہرچند درد دل بھی بے درد
کہ دلبر بن گئی ہمیں جان ہے

یہ جسم زار بے حرکت پیرہن مین ہے
سب مجکو جانتے ہین کہ مردہ کفن مین ہے

فرقت قبول رشک کی صدمے نہین قبول
کیا آئین ہم رقیب تری انجمن مین ہے

آتا ہی لب کو شکوہ داغ فراق کیا
جل جائے زبان زبانہ آتش دہن مین ہے

ہین بے نصیب صحبت جانان سی ایک ہم
پروانہ بزم مین ہے تو بلبل چمن مین ہے

آنکھین ہوئین سفید ترے انتظار مین
ہر شب یہ چاندنی مرے بیت الحزن مین ہے

بن جائین عطردان نہ کیون گوش سامعان
خوشبو نسیم خلد کی تیری سخن مین ہے

مرہم کی بتی بنتی ہے بتی چراغ کی
سوزش یہ آج تک مرے داغ کہن مین ہے

۹

ڈھونڈو نہ لاش ہور جو کب پیرہن مین ہے
صرف از برای نام یہ مردہ کفن مین ہے

کب سوز سی ہے شعلہ فشان داغ سینہ مین
روشن بلا فتیل چراغ انجمن مین ہے

سنگین دلونکو زیب قیام وطن سی ہے
دندان کو ہی وقار کہ جبتک دہن مین ہے

زیب و صفائی ایسی گل یاسمن مین ہے
جو آب و تاب اوس گل رشک چمن مین ہے

آتی ہنسی نہ دیکھکے دیوار قہقہہ
شادی کو دخل کب مری بیت الحزن مین ہے

شیرینی کلام کی کس منہ سی بات ہو
مثل نبات ذائقہ ہر اک سخن مین ہے

وہ رشک ماہ نوجوان مجھسے کیا جدا
یا مہر گو ہی مہر نہ چرخ کہن مین ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

سونا سو گند کیون نہ کہون تجکو ای پری
رنگت سنہری اوسپہ یہ خوشبو بدن مین ہے
دونون کا کر چکا ہون مین ای ناسخ امتحان
سید مین مہر ہی نہ وفا برہمن مین ہے

۲۵

گو نسا خورشید آج اپنا چراغ خانہ ہے
بزم مین باہم ہجوم ذرہ و پروانہ ہے
دل خیال چشم مست یار سے میخانہ ہے
داغ سودا جو نظر آتا ہے اک پیمانہ ہے
اون لبون کی یاد مین داغ دل دیوانہ ہے
آتش یاقوت سی روشن چراغ خانہ ہے
ابر ہے سیر چمن ہی ساقی مستانہ ہے
ہر طرف کو خندہ برق و گل و پیمانہ ہے
دل مرا فانوس شمع عارض جانانہ ہے
روح قالب مین نہین ہی بزم مین پروانہ ہے
باعث گریہ خیال نرگس مستانہ ہے
دل مرا اپنا ای سے ہی چشم تر پیمانہ ہے
نور رخسار صنم سے اور مژہ کی عکس سے
شانہ تھا سو آئینہ ہے آئینہ سو شانہ ہے
کرتی ہین محروم رحمت ہی عبادت کا شمار
سبز کیا باران سے ہر تسبیح کا جو دانہ ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سہروتی

دست نظر کی تاب کیا او سپر ٹھہر سکے
پرتاب مثل برق صفائی بدن مین ہے
لوح جبین کا لکھا ہو ہرچند پڑھے کیا
ہرگز نہ علم غیب کسی برہمن مین ہے

شمع رو کی لو مین داغ دل چراغ خانہ ہے
اضطراب درد پہلو صورت پروانہ ہے
آسمان میری نظر مین صورت خمخانہ ہے
مے تو ہے رنگ شفق خورشید اک پیمانہ ہے
ایک شعلہ رو پہ اپنا دل ہوا دیوانہ ہے
اخگر ہین داغ جگر اور سینہ آتش خانہ ہے
مردم دیدہ شراب اشک سی مستانہ ہے
ساقیا ہمکو ہماری چشم کا پیمانہ ہے
تن مین پیدا سوز جو شمع رخ جانانہ ہے
بزم سینہ مین طپان دل صورت پروانہ ہے
دیکھ گریہ مردم دیدہ جیسے مستانہ ہے
چشم میگون اوسکی گویا ہے بھرا پیمانہ ہے
ہاتھ مہ رو کا کمر پر دیکھ کر آیا خیال
پنجہ خورشید کیا موئے کمر کو شانہ ہے
کیا وظیفہ مین ہے زاہد کو خیال رقص یار
ہاتھ مین تسبیح کا رقصان ہو گیا ہر دانہ ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بال سلجھاتا ہی وہ دست حنائی سی جو آج
پنجۂ مرجان دلا اون گیسوون کا شانہ ہی
مجکو حاجت ہی کبوتر کی نہ قاصد کی تلاش
یار میرا شمع ہے نامہ مرا پروانہ ہے
جان دیکر جاؤنگا اندر مین جنت کیطرح
جان کا خواہان جو دربانِ در جانانہ ہے
پیچ او ٹھاکر بھاگتا ہی پھر پھلا دیتا ہی شوق
شمع ہی تو لے ستمگر دل مرا پروانہ ہے
بید مجنون میری تربت پر ہوا بویا جو تخم
استخوان سونگھا مرا جس سگ نے وہ دیوانہ ہے
کیا فقط مجکو غم دنیا سی آزادی ملی
چھوٹ گیا تکلیف دنیا سے بھی جو دیوانہ ہے
سر خوشی ممکن نہین جبتک نہ چھلکے جام عمر
یہ خراباتِ جہان ہی دور مین پیمانہ ہے
گور ہی کالے ہوتے ہین یکرنگ ملکر خاک مین
سبز ہی ہوتا ہی جیسے خاک مین جو دانہ ہے
نام سرسبزی ہی جسکا بوستانِ دہر مین
اسے نہال آرزو وہ سبزۂ بیگانہ ہے
رات دن جو ہے تصور گیسوی شبرنگ کا
پنجۂ خورشید بھی اک آبنوسی شانہ ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

کر دیا تار رگ جان اوسنے ایجان تار تار
پنجۂ مژگان کا تیرے کیا ستمگر شانہ ہے
ایک شب دیکھا تھا میرا بزم مین سوز جگر
جیسے عشرت کھا کے جلتا شمع پر پروانہ ہے
برق لایا نامہ ہے شانہ فگن آئینہ ہی
دل مین میرے سے جو خیال خندۂ جانانہ ہی
شمع وکی سوز مین ہم جیتے جی جلتے رہین
جان گدازی مین مری ہمسر کہان پروانہ ہے
دامن صحرا سے اوسکو چاہیے زنجیر پا
قابل زندان نہ میرا یہ دل دیوانہ ہے
آئینہ کو یہ سمجھیو عالم حیرت مین ہے
تکتا ہے یہ یار کا موتھ حسن پر دیوانہ ہے
ہم نشین رکھتے ہین اپنا یار سنگین دل اگر
بت پرستی کیلیے کب حاجت بتخانہ ہے
رشک کھا کر اشک گوہر ہی ہے پر چشم صدف
لعل لب کی کان کا دیکھا کہین دُردانہ ہے
اس چمن مین آشنائی کب گل و بلبل سے ہو
جو نظر آتا ہے ہمکو سبزۂ بیگانہ ہے
کھولتا ہے دیکھین کیونکر عقدۂ موی کمر
موشگافی مین بہت چالاک گرچہ شانہ ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

آتش داغ جدائی کے جو مضمون ہین تمام
شمع ہے مکتوب مرغ نامہ بر پروانہ ہے

محو آئینہ خانۂ رنگین مین مہمان ہو گئی
یہ نہین ثابت کسی پر کون صاحب خانہ ہے

ہر کسی سے کی فریب دوستی مین دشمنی
میری شمع قبر پر موج ہوا پروانہ ہے

آج کل ای مہ جبینو شغل ہے ہمکو یہی
چہرہ ہے اور آئینہ ہے زلف ہے اور شانہ ہے

جا سے آئینہ ہے گل آئینہ زانو جدا
اور عوض شانہ کی لکڑی استخوان شانہ ہے

محفل عیش جہان کا ہے ولا کیا اعتماد
نشۂ مے خواب آواز غنا افسانہ ہے

اپنی کامون مین ہو مشغول تم ای غافلو
اسکی باتون پر نہ جاؤ ناسخ اک دیوانہ ہے

۱۵
پریرو دیر سے اس سوچ مین سارا زمانا ہے
دہان یار مین ہین دانت یا زلفون مین شانا ہے

بگڑتے جاتے ہین لاکھون ہزارون بنتے جاتے ہین
جہان مین رات دن جاری خدا کا کارخانہ ہے

نہ دو تشبیہ تیغ ابرو سے خمدار جانان کو
کہ ماہ نو تو اک اوترا ہوا ادنا پرانا ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

جب قلم نے حال لکھا شمع رو کے سوز کا
شمع سان خامہ جلا کاغذ پر پروانہ ہے

خس کی ٹٹی مین پلک وا شک ہے آبپاش
مردم دیدہ کو چشمون سے نیا خس خانہ ہے

صورت سرو چراغان داغ ہائے تن سے ہون
جان نثاری کے لیے یہ دل مرا پروانہ ہے

قابل آراستگی اوس رشک گل کا رخ نہین
زلف سنبل کو نہ ہرگز احتیاج شانہ ہے

زلف پیچان کا جو ہر دم جسم مین ہتا ہے دھیان
پنجۂ مژگان مرا زلفون کو تیری شانہ ہے

ایسا اس عشق ستمگر نے کیا رسوا ہمین
جا بجا سبکی زبان پر تیرا ہی افسانہ ہے

پھر تو ہم اپنے زمانے کے سلیمان کیون نہون
اک پری رو پر جو ہرچند دل مرا دیوانہ ہے

۱۵
برنگ آئینہ نظارہ سے حیران زمانا ہے
دہان یار کا کل مین کبھی انگلی کبھی شانا ہے

جو آیا ہے یہان شہر عدم سے لوٹ کر جائے
سدا اس منزل ہستی کا یون ہی کارخانہ ہے

کری ہے تیر مژگان سے یہ زخمی نوجوانون کو
کمان ابروان پر تیرے گو چلہ پرانا ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

چراغ و شمع کیا لا جام و مینا سے ملے گلگون
مری تربت پہ ساقی ابر رحمت شامیانا ہی

ہوا سائل جو آکر جان سے مارا وہین اوسکو
مگر صندوق کا اس اہل دولت کی خزانا ہی

ہوا ہون زرد رنج ہجر سے مین ناتوان ایسا
کہ شاخ زعفران مین مرغ جان کا آشیانا ہی

کہین ہے فوق بلبل شاخ گل پر تجھ جان کو
کہ اسمین طائر رنگ حنا کا آشیانا ہے

مہیا بزم مے مین ساقیا سب ساز عشرت ہی
کہ دور جام رقص اور قلقل مینا ترانا ہی

کوئی دل گر ہو دو دل مکدر تو غنیمت ہے
ہوا کو ایک دن آخر غبار اپنا اوڑانا ہے

حقارت سے نظر کرتے ہو کیا چاک گریبان کو
نہ سمجھو مفلسی ہم عشق بازون کا یہ بانا ہی

پچھاڑے توڑ کر شیشون کو ساقی سر پہ بستر پر
شب فرقت ہی مجکو بیکلی مین تلملانا ہی

فلک کی تا کہ بندی مین نہ گل خیری زمین کی ہی
بہار گلشن ایجاد کو اک روز جانا ہے

جہان تار نفس ٹوٹا گیا میدان ہستی سے
وہان تو سن عمر روان کا یہ دہانا ہی

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی

عجب ہے نقش کاری خامۂ نقاش قدرت کی
ستارون سے کیا زرین فلک کا شامیانہ ہے

برنگ چشم گریان رات دن کب اوسکو خشکی
اگرچہ پاس اپنے رکھتا فوارہ خزانا ہے

کہین صیاد پھانسے دام مین اپنے پڑی ہی مین
کہ مرغ دل کا شاخ زلف مین جو آشیانا ہی

نکیون باغ دہن ہے ہو ترانہ سنج جون بلبل
زبان کی شاخ پر مرغ سخن کا آشیانہ ہے

سنون کب نغمۂ مطرب کہ ہردم درد دلسے یان
رگ جان بخود مین ہے نے نوازی کا ترانہ ہے

کرے گی کوئی دن مین سب نشان قبر کو برباد
کہ اوسکی خاک ہردم دشت صرصر کو اوڑانا ہی

جو خوناب جگر دیکھو بھرا ہی چشم گریان مین
نہ سمجھو اشک چشم عاشقان کا یہ بہانا ہی

عجب کیا ہی کلیجا سینہ سے سو کھہ کو جلا آوے
کہ درد دل کی بیچینی سے جی کو تلملانا ہی

ہو عہد جوانی پر تو اے رشک چمن نازان
بہار گل کو اسکی تو خزان آتی ہے جانا ہی

فلک پر کہکشان دیکھا تو سمجھا شمس و ازدل
دہان ابلق گردون کا یہ زرین دہانا ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ترا بچی دکھانا ای معلم طفل بد خو کو
ہماری توسن عمر رواں کو تازیانا ہے

پر پیر و رشک کی جا ہی لیگا جا کی حوروں سے
کوئی دم مین ترا ناسخ سوے جنت ہوانا ہے

۱۳

اجل سر پر کھڑی ہے خواب غفلت کا زمانا ہے
چھپر کھٹ کی عوض لازم خیاری کا بنانا ہی

دکھا دیتا ہی کافور سحر روز آسمان سبکو
ولیکن غافل اپنی غسل میت سی زمانا ہی

مین ہوں وہ مردۂ بیکس کہ میری قبر کے اوپر
بنی ہی برق جھالا ابر رحمت شامیانہ ہے

خط عارض یہ رہتی ہی نظر آئینے مین اوسکی
مقرر آہوان چشم کو سبزہ چرانا ہے

جو مالک گنج زر کا ہو بجا ہی سرکشی اوسکی
کہ فوارے کو دیکھو پاس پانی کا خزانہ ہے

چھپایا ہے جو مونھ پردے مین تونے ای پری ہمسے
کفن مین ہمکو اب ساری جہان سے مونھ چھپانا ہے

جدا ہوتا نہین زیر زمین بھی جوہری سرسے
زر داغ جنون شاید کہ قارون کا خزانا ہے

تصور روز رہتا ہی عذار صاف جانان کا
ہمارا خانۂ دل اب تو آئینے کا خانا ہی

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

نکیوں اسپ بہار باغ کو ہو گرم جولانی
دم باد خزان کا اوسکی حق مین تازیانا ہے

بھروسا دم کی آنیکا نہ رکھ ہرچند اکدم کو
چلا جائے دم آخر کہ یہ ہر دم روانا ہے

نہ یکسان اک طریقہ پر یہ نیرنگ زمانا ہی
نیا رنگ رات دن نیرنگیوں سے ہی بنانا ہی

وفاق و اتفاق و مہر الفت کب کسی کو ہی
حسد بغض و عداوت سی بھرا سارا زمانا ہی

ہوا ہوں عشق مین رشک قمر کی دیکھی تب تک
ستارہ تب یہ میرے چاندنی کا شامیانا ہی

یہ اندیشہ ہی گر جائے چہ غبغب کی ٹھوڑی مین
کہ فیل مست دل کو سبزۂ خط مین چرانا ہی

نہ پروا گنج قارون سی ہی آسی مین تونگر ہوں
زر داغون سی میرا سینۂ سوزان خزانا ہے

کری پردہ دری کیونکر نہ دست شوق دل ای جان
غضب ہی بزم خلوت مین جو تمکو مونھ چھپانا ہے

شہ مہتاب گردون کو زر و دولت ہوئی حاصل
کہ رکھتا ہی زر خالص ستارون سی خزانا ہی

ہوا در بخشی مین ہے پنجۂ مژگان کف حاتم
دُر اشکون سی خانہ چشم کا دولت کا خانا ہی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی		غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی
نکلتا ہی جو ہر گل زر ریکت گلزار عالم مین		غدار سیم تن پر حلقہ زن جو مار کاکل ہے
خدا جانے زمین مین دفن یہ کسکا خزانا ہی		کہ رخساروں کو گنج حسن کا سمجھا خزانا ہی
ندی اے جوش ہستی بہت ترغیب گستاخی		ہوئی جب حالت نزع کہا حسرت سے یون دل نے
خجالت یاس سی ہوگی کبھی تو ہوش آنا ہے		کوئی دم مین یہ دم جاتا ہی کب ہمدم کا آنا ہی
اشارہ آمد و رفت نفس کا ہے یہی ہر دم		کہو اے جان پھر کسطرح تیرا مجھسے ملنا ہو
بدن مین دم جو آیا ہے مقرر اوسکو جانا ہی		نہ تیرا یان پہ آنا ہی نہ میرا وان پہ جانا ہی
رکھا ہی ہاتھہ شفقت سی کب اوسنی میری سینہ پر		چراغ داغ دل کو اب رگ جان ہو نہ کیون بتی
اوسی اب آتش رنگ حنا سے دل جلانا ہے		جو لو مین شمع روکی مثل شمع دل جلانا ہی
کمی ہوتی نہین نقد سخن کی یان کبھی ناسخ		نہو کیون مثل قارون غرہ اوسکو مالداری کا
ازل سے اپنی قابو مین معانی کا خزانہ ہی		نہ گلشن کو ہر چند جو زر گل سی خزانا ہی
مے عشرت سے کوئی جام جو بھر لیتا ہے	۸	اشک غم چشم مین پروانہ کبھی بھر لیتا ہی
آسمان اوسکا وہین کاسۂ سر لیتا ہی		شمع کا بزم مین گلگیر جو سر لیتا ہے
قتل آنکھون کی سیاہی سے جو کر لیتا ہی		حسن کا سودا از رجان سے وہ کر لیتا ہی
کار شمشیر سپر سے وہ مگر لیتا ہے		نقد دلکا وہین بیعانہ مگر لیتا ہے
ہای جب قبر مین لاشہ بھی اوتر لیتا ہے		پھاہا زخمون سے مرے جبکہ اوتر لیتا ہی
تب وہ بیمار محبت کی خبر لیتا ہے		جب رفو زخم کی وہ آکے خبر لیتا ہے
غیر کا کچھ نہ چلے گر نہو دشمن اپنا		باغبان نخل مرا باغ مین پالا تو نے
چوب دستی کو شجر ہی سے تبر لیتا ہی		ہاتھہ مین کاٹنے کو کیون تو تبر لیتا ہی
حشر کرتا ہی بپا پچھلے پہر سے شب وصل		شایق دید ہے کیا حسن رخ مہ رو کا
دم چھری نیچے کہان مرغ سحر لیتا ہی		مہر سے آئینہ جو نور سحر لیتا ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

مول لیتا ہون کبوتر جو پئے نامہ بری
بھیجنے والا پر و بال کتر لیتا ہے
پھر گیا ہے اودھر الٹا کوئی آتے آتے
سانس اولٹی دل بیتاب ادھر لیتا ہے
غنچہ و گل نظر آتے ہین ہم اے ناسخ
ہاتھ مین شیشہ اگر وہ گل تر لیتا ہے

دہر مین غرق گنہ کون مرا ثانی ہے
موج سے مجھکو بجاے خط پیشانی ہے
لشکر مورچہ ہو خط گرہ گیسو شکن +
ہر پری چہرہ کو دعواے مسلمانی ہے
نور کا نام شب تار جدائی مین نہین
جو ستارا ہے سو اک دیدۂ قربانی ہے
جسم جانان سے مری جان پہ آنسو ہین آن
دیکھنا چشمۂ خورشید مین بھی پانی ہے
آنکھ کی لگ گئی جس سمت ہوا مونھہ اوٹھا
مثل آئینہ یہان عالم حیرانی ہے
سنگ غم سے نہین ہرگز دل بیتاب کو رنج
آگ سیماب کو اور رنگ سلیمانی ہے
اسقدر کی ہے پرواز زمانے سے تمیز
کہ ہر اک تاج فروش افسر سلطانی ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سروھنی

ظلم صیاد سے پرواز کی امید نہین
وہ پکڑتے ہی پر و بال کتر لیتا ہے
گرم جوشی اوسی ہر دم ہے رقیبون سے ادھر
سانس ٹھنڈی دل بیتاب ادھر لیتا ہے
عکس رخ سے بنے ہرچند وہین تختۂ گل
آئینہ ہاتھ مین جب وہ گل تر لیتا ہے

۱۰ تیرہ بختی مین مرے کون یہان ثانی ہے
اک قلم سیاہی سے لکھا خط پیشانی ہے
سجدہ ہی بت بے پیر سے ملت ہمکو
عشق کافر مین ہمین ترک مسلمانی ہے
آہوے چشم کی کیا ناز و ادا بھائی ہے
دیکھکر شیر نیستان جسے قربانی ہے
خرمن جان کو اک دم مین جلا دیتا ہے
آتشین تیغ نگہ کا تری کیا ثانی ہے
کیا ہی نورانی ہے اوس رشک قمر کی صورت
دیکھکر مہر کو آئینہ سان حیرانی ہے
رہتی ہین غم مین پری رو کے جو گریان آنکھین
دانہ اشک سے تسبیح سلیمانی ہے +
کیون نہ یوسف سے کرے شوق غلامی اوسکا
مصر حسن کے دلدار کو سلطانی ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کام شمشیر نگہ کرتی ہے جس مقتل مین
جوہر تیغ وہان دیدۂ قربانی ہے
گور زنجیرون سے ڈھانپون عوض چادر کے
تھا مین دیوانہ مری روح بھی دیوانی ہے
کم شب مہ سی شب تار نہین ہے ناسخ
اب تصور مین جو وہ چہرۂ نورانی ہے

فرقت ساقی مین خم تنور طوفان خیز ہے
کشتئ مے کیا سفینہ عمر کا لبریز ہے +
تیری نوک امی خار غم دیکھین تجھے کیسی تیز ہے
توسن عمر روان کو حاجت مہمیز ہے
وحشت دل بے طرح امسال شور انگیز ہے
وحشیو نوروز ہی یا روز رستاخیز ہے
نغمہ و مے محفل عشرت مین بے ساقی مجھے
اشک خون آلود اور افغان درد آمیز ہے
ہو تجھے جس چیز کی خواہش وہ لاوہ ہی مفر
جو کہ مستسقی ہی پانی ہی اوسے پرہیز ہے
کیون تقاضا کر رہا ہے اسقدر دیدار کا
کیا ید بیضا کف موسی مین دست آویز ہے
کیا عجب عنبر اگر بنجائے سارا موم شمع
آج محفل مین کسی کی زلف عنبر بیز ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سرو غنی

قاتلا دیکھ ذرا اپنی نظر سے اوسکو
جسم خنجر کی مرے زخم پہ قربانی ہے
اب رگ جان سے کیون سلسلہ جنبانی ہے
عشق دلبر مین طبیعت میری دیوانی ہے
حسن مہر ہے جو شب تار سی تیرہ ہرچند
مہ کی اب صبح نمط صورت نورانی ہے

۱۶ سوزش داغ جگر کو دلمین آتش خیز ہے
اشک کی پانی سے لیکن چشم تر لبریز ہے
شہسوار حسن کا اسپ نگہ بس تیز ہے
دیکھ لو اور گردش جنبش وسی مہمیز ہے
نالہ سوز جگر ہر دم یہ شور انگیز ہے
ہر گھڑی شب کی بماری روز رستاخیز ہے
نشہ اوسکا کیون خمار غم نہ لائے ساقیا
بادہ اس خم خانہ دنیا کی درد آمیز ہے
ہے تپ فرقت کی بیماری اجازت دی حکیم
شربت عناب لب کا اسمین کیا پرہیز ہے
خسرو مہتاب کی جاگیر مین ہی ماہ یا چرخ
مہر بی خورشید کی پاس اوسکی دست آویز ہے
فیض عسل لعل لب سے طبلہ مشک ہی حباب
کاکل موجون کا بھی ہر بال عنبر بیز ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دست رو سے دم بدم لیتی ہین کا تیغ ہم
اپنا قتل آرزو مین نام اب چنگیز ہے

وصل کی شب کی برابر صبح کا دیکھا شفق
ہمعنان میدان مین گلگون سے مگر شبدیز ہے

بادۂ عشرت سے خالی زیست بھر ساقی رہا
آج کیونکر جام میری عمر کا لبریز ہے

رسم اولٹی دیکھنا دیوانہ مین جسپر ہوا
وہ پری اب عازم صحرای وحشت خیز ہے

کوہکن کو فی الحقیقت اپنے سر سے کام تھا
کوہ پر تیشا لگا دیکھا کہ کیسا تیز ہے

کون ہے اوس طفل کی فرقت مین جسکو غم نہین
سو دوالونکی صدا اک آہ درد آمیز ہے

رونے مین آیا جو یاد اوس طفل کا رونا مجھے
چشم تر مین ہی وہ طفل اشک طوفان خیز ہے

جیسے ہی وہ طفل غائب ہوگیا سودا مجھے
یاد اون منت کی طوقون کی جنون انگیز ہے

غیر تجھپر چھوڑتے ہین سر عبث فرہاد سان
تو اگر شیرین ہے تو ناسخ ترا پرویز ہے

غزلیات تصنیف ہرچند یہ سردھنی

وقت غصہ ماہرو ہوتا ہے مریخ فلک
خور کی آگے جون سہا وان رتبۂ چنگیز ہے

ایک سرپٹ مین کرے طے کیون نہ جولانگاہ عرش
برق سے بھی تیز رو یہ آہ کا شبدیز ہے

دھیان شور انگیز دل مین اوس لب شیرین کا ہے
آب حسرت سے لب جان کا دہن لبریز ہے

بحر گلشن مین کہین بلبل نہ جائے ڈوب تو
یہ نسیم موج رنگ گل تو طوفان خیز ہے

لعل معنی کو نکالے کوہ دل سے کھود کر
نوک خامہ تیشۂ فرہاد سے بھی تیز ہے

جوش گرمی سے نکیون آنکھون مین آئے لخت دل
آب اشکون کا میری دیکھو کہ خون آمیز ہے

سرو قد کی رو سے گلگون پر نہ سمجھو سبز خط
خوشنما صحن چمن مین سبزۂ نوخیز ہے

وحشت دل بعد مردن بھی رہی صحرا نورد
جون بگولا خاک قبر اپنی غبار انگیز ہے

کیون نہو ہرچند رتبہ شیرین سخنی کا بلند
شوق سے ہر شخص شیدا اوس کی جون پرویز ہے

۱۵

روشن ہلال جو عکس رخ سے یہ جام شراب ہی
بکتے ہین دست ماہ مین آفتاب ہی

اے ساقی شب مہ مین لہ جام شراب ہی
روز حشر کا جلوہ نما آفتاب ہی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تاثیر گلرخون کی تصور کی دیکھنا
لخت جگر جو گل ہے تو آتش گلاب ہے
بے یار نتی ہے جو ہوا چاک چاک دل
ساقی یہی شراب کہ خنجر کی آب ہے
حیرت سی ہے طلسم جہان دیکھکر مجھے
یارب مرا خیال یہی یا کہ خواب ہے
کاٹی جو کر رہے ہین غریبون سی کاوشین
اس ظلم سے ہر ایک بیابان خراب ہی
گننے لگے ہین زخم ملے بوسہ کسقدر
قاتل سے ہمسے حشر کے دن یہ حساب ہی
ایسا جنون مین روئے کہ دریا بنا ہی دشت
زنجیر موج آبلہ پا حباب ہے
آخر وہان ہی حسن یہان زندگی تمام
پیری مین اپنے یار کا عہد شباب ہی
ہم میکشون کو غم نہین مرنے کا محتسب
فردوس مین بھی سنتے ہین نہر شراب ہے
زلفون کو قطع کر کہ یہ ہین دشمن جہان
سانپون کے قتل کرنے مین ظالم ثواب ہے
یوسف کیطرح کھینچ ہی لاؤنگا دیکھنا
ظالم مرا خیال زلیخا کا خواب ہی

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

ہنگام گریہ ہی جو رخ رشک گل کا دھیان
اشکون سی چشم تر مری حوض گلاب ہی
شبنم کی قطرے کب ہین رخ گل پہ بلبلو
گلرو کی اشک حسن سی یہ غرق آب ہے
کیا عشق گلبدن مین لگی اوسکی آنکھ ہے
ابتک نہ جیسے دیدۂ نرگس مین خواب ہے
مجنون نکل کے شہر سے جنگل مین جا بسا
کیا اس دیار عشق کا خانہ خراب ہے
جسدم کہ سیمبر کے لیے بوسہ پے بہ پے
بولا کہ یہ معاملہ کیا بے حساب ہی
تشنہ لبی کی اولٹی ہی قسمت ملا نہ آب
دریا مین دیکھو واژگون جام حباب ہے
ہی سوز غم سے اوسکی گل آفتاب زرد
گلرو کے حسن پر وہ بہار شباب ہی
مستانہ کیون نہ جھومتا پیر فلک چلی
رنگ شفق سے ساقیا پیتا شراب ہے
ہمراہ جنازہ کے چلو پڑھ قبر پر نماز
کرنے کی بعد قتل یہ فرض و ثواب ہے
اوس سیمبر سے آنکھ لگا کرکے رتجگا
چشمون نے سونیکا کبھی دیکھا نہ خواب ہی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

اوس مست ذی جو کی سوے دریا نگاہ گرم
پانی ہوا شراب تو ناہی کباب ہے
آباد دل مین ہی غم و اندوہ کا جہان
سینہ فلک ہی داغ فراق آفتاب مین
کسکو ہمارے یار کی نظارہ کی ہے تاب
خورشید جسکو کہتے ہین اوسکی نقاب ہی
ہی عشق اوسکی روی کتابی سے بس مجھے
ناسخ جو شوق صاحب ام الکتاب ہی

ہمصفیر اس باغ کی کیسی ہوا ناساز ہے
طائر رنگ چمن تاک مائل پرواز ہے
بسکہ سبزے کو ہوتی ہی نمو بالاے چاہ
ہی بجا خط کا زنخدان پر اگر آغاز ہے
ہین روانہ کوے قاتل کو عدم سی قافلے
بسملون کی ہچکیون مین تنگ کی آواز ہے
آسمان پر دل فرشتون کے ہلے جاتے ہین آج
یہ زمین پر پاؤن رکھنے کا نیا انداز ہے
کچھ رقیبون کی عداوت سی نہین دہشت مجھی
نالہ برق انداز ہے اور آہ تیر انداز ہے
دم نکلتا ہے مرا ہر عاشق و معشوق پر
گل مین تیرا رنگ بلبل مین تری آواز ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

گلچین جو توڑتا ہے گلون کو بہار مین
بلبل کا شور حجر سی سینہ کباب ہی
ہی درمیان حلقہ کاکل عذار یار
یا سنبلہ مین جلوہ نما آفتاب ہے
گویا چھپا ہی شام کو رنگ شفق مین مہر
رخ پر جو رشک ماہ کے رنگین نقاب ہے
ہرچند رخ پہ مہ رو کے مقنعہ ہی گو مدار
جدول کشیدہ حسن کی ام الکتاب ہی

۱۱

یارب بندوق کی آواز صورت ساز ہے
مرغ دل مجروح ہو اک طاقت پرواز ہے
پڑھ سکیگا کیا کتاب عشق ای دردِ جگر
جا ہی بسم اللہ کی الف آہ سے آغاز ہے
کیا کمان ابرو کی چشم سرگین کا ہی خیال
بے سبب کب یہ لب سوفار بے آواز ہی
خط کبوتر لیگیا لایا نہین اب تک جواب
خوف ہی شاہین جسم یار صید انداز ہے
شل تو وہ کیون نہو جاے شبک لخت دل
اوس کمان ابرو کا ترک چشم تیر انداز ہے
کسطرح نسبت دہان گلبدن سے دون اوسی
دیکھے بلبل کہ موہنہ غنچہ کا بے آواز ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

فصل گل ہے چار دن ایام توبہ ہین مدام
عمر بھر اے میکشو باب اجابت باز ہے

جسکو آنکھون نے کبھی دیکھا نہ کانون سے سنا
ہے دہان تنگ اوسکا اور اپنا راز ہے

ابر ہے اوس ابر رحمت کی سواری کا غبار
رعد بھی اوسکی جلو مین ایک برق انداز ہے

کر گیا ہے کون صیاد آج گلگشت چمن
دیدۂ بلبل مین ہر گل چشم شہباز ہے

چونک اوٹھی خواب لحد سے سنکے میری یہ غزل
شاعری ہرگز نہین ناسخ فقط اعجاز ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

کسطرح درد جگر سے رقص بیتابی نہو
داغ غم سے مرغ دل طاؤس آتش باز ہے

قاصدا کیا یار کو لکھون غم جان حزین
قابل تحریر کچھ کے نہ دل کا راز ہے

مرغ آتش خوار جلجائے جو ہووے نامہ
آتشین حرفون کا ہر نقطہ شرر انداز ہے

چشم صید افگن ہے اوسکی مرغ دل پہنس جائیگا
پنجۂ مژگان برنگ پنجۂ شہباز ہے

معنی و مضمون مردہ تھے کہ زندہ کر دیے
خامہ مین ہرچند میرے عیسوی اعجاز ہے

۱۸

شعر لکھنے مین جو یاد اوسکا خرام ناز ہے
کلک مین جاری صریر اب صور کی آواز ہے

نور افشان اسقدر اوسکا خرام ناز ہے
چادر مہتاب گویا فرش پا انداز ہے

بات جو میری مسیحا کی ہے اک اعجاز ہے
جان آجائے تن بیجان مین وہ آواز ہے

جوشش سودا مین بھی پوشیدہ اپنا راز ہے
مثل زلف یار زبان زنجیر بے آواز ہے

اوس سہی قد کو خرامان دیکھکر کہتی ہے خلق
سرو چلتا ہے یہ دیکھو حسن کا اعجاز ہے

رقص مین اوسکو اداسی بس خرام ناز ہے
دل زمین کے لیے جادو بھری آواز ہے

اوس قد و حسن کا طرفہ خرام ناز ہے
پاؤن پر طاؤس بستان جسکے سر انداز ہے

دیکھ لے مطرب یہ درد ہجر کا اعجاز ہے
پردۂ دلمین فغان سے ساز بن آواز ہے

دل چھپا کاکل مین کب اوس سے چھپا یہ راز ہے
کہہ نہین سکتی زبان شانہ بے آواز ہے

آتشین لب کو سیاہ کرتی ہے مثل دہان
کیا مسی کی خاک مین دیکھو بھرا اعجاز ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

چھوٹ کر اوڑ جاے اب کیونکر نہ دست یار سے
طائر رنگ حنا کو چنگل شہباز ہے

کر دیا ایسا جسطرح موسی نے پانی کو لہو
خون ہوئی ہے مے یہ ہجر یار کا اعجاز ہے

زاہدا کیا ڈھونڈتا پھرتا ہے کعبہ کی کلید
آدر میخانہ مثل باب توبہ باز ہے

جب لگا دی آگ غم نے رقص خوشحالی کیا
یہ دل پر داغ کیا طاؤس آتش باز ہے

سچ ہے جیسے کبوتر لے گیا ہے خط شوق
کوے جانان مین رقیب اپنا کبوتر باز ہے

مثل صحرا انتظار سیل غم مین راتدن
چار جانب سے در ویرانۂ دل باز ہے

مستی سے سطرب بجانے لگتی ہین جو تالیان
نعرۂ صوفی بھی گویا جغد کی آواز ہے

نرگسین آنکھین ہزارون ملگئی ہین خاک مین
جو زبان ہے خار کی صحرا مین بے آواز ہے

لکھتے مین اوڑتے ہین اطراف جہان مین اپنے شعر
طائر معنی کو کاغذ شہپر پرواز ہے

اوڑ چلا ایسا تماشا سے ترے کیا رنگ چمن
لگ گئے ہین برگ گل اک شہپر پرواز ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سروھنی

دل پھنسا ہے پیچ مین زلف بتان حسن کی
کب سر مو بھی رہائی چنگل شہباز ہے

ہو گل خورد دل مین خندان شام کو پژمردہ ہو
قدرت اوس باغبان کا طرفہ یہ اعجاز ہے

اگر قدم سرکے نہ ہرگز سر کٹے تو کیا ہوا
تیغ ابرو کو جھکائے سر کہ جو سرباز ہے

دیکھکر آئینۂ زانو جو حیران دل ہوا
سوے زانو سرنگون ہر عاشق جانباز ہے

انتظار ہے ایک مدت سے نہ آیا گلرخ حسن
دیکھین کب آئے در دیدہ ہمارا باز ہے

نقد دلکو ہار کر اب سر کی بازی دی لگا
بازی کیا جیتین گے وہ عیار جو سرباز ہے

آتشین رو ہو جو بزم رقص مین نغمہ سرا
اہل محفل کے جلین دل شعلۂ آواز ہے

کس سے آلودہ گلرو کے دہن کا وصف ہو
جو زبان سوسن کی ہو غنچہ مین ہے سو بے آواز ہے

حاجت قاصد نہین وہ یار پر پہونچائے خط
میری مرغ آہ دلکو بے پرون پرواز ہے

طائر رنگ حنا کی دیکھیے انداز کو
چھپکے شوخی سے ہوائی بال و پر پرواز ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

جلوۂ معشوق کے باعث ہین اشواق آپ سے
آتش گل بلبلون کا شعلۂ آواز ہے

دیکھ آنکھون سے اوٹھا کر پردۂ ناز نظر
گر صدائے نغمہ ہے معشوق عاشق ساز ہی

اوٹھ گئی جب پردۂ دوئی ناسخ کو کہتا ہون یہ
آپ ہی شاہد ہے آپی رند شاہد باز ہے

گو مرا تابوت یارونکو وبال دوش ہے
گور تو میرے لئی کہولے ہوئی آغوش ہے

کیا چمکتا ہے ترا انور بدن سے پیرہن
ایک عالم کو گمان ہین تو تمامی پوش ہے

خوب بزم دہر مین آتش زبانی کر چکے
آج کل اپنا چراغ زندگی خاموش ہے

چہرۂ خورشید کیا ہی چہرۂ یار کے حضور
حسن مین خورشید سے افزون تری پاپوش ہے

ہون مین وہ بیکس ہوا کوئی نہ جب مین تو دہ گر
آدمی تو کیا چراغ گور تک خاموش ہے

کھیل کہتا ہے فغان عاشق جانباز کو
محو ایسا کھیل مین وہ طفل بازی گوش ہے

مرگ کی سامان مہیا ہین قضا کی دیر ہین
باندھوان تلوار پر ہے یان لہو کا جوش ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

ہو گیا دمساز ہر اک استخوان سے درد دل
جو برنگ نی کے دیتا دمبدم آواز ہے

غنچۂ دل اپنا کب یان پر کھلے گا مثل گل
اس چمن کی بلبلو ہسکو ہوا ناساز ہے

خوف دلمین رکھ نہ ہرچند اپنی عمالونکا بہت
مغفرت جرمون کی ہوگی باب توبہ باز ہے

۱۱

بزم خلوت مین یہ اپنا یار جو ہمدوش ہے
حلقۂ ماتم کیصورت حلقۂ آغوش ہے

تاب ہے کسکی جو دیکھے شمع رو کے حسن کو
شمع روشن بزم مین فانوس سے روپوش ہے

کیا کہے حال پریشان میرا زلف یار سے
وای قسمت یان زبان شانہ بھی خاموش ہے

دسترس ہمکو نہین ہے پای نازک تک تری
حیف ہے پاؤن کو ہر دم چومتی پاپوش ہے

شمع رو کی آج کیا گلشن مین جلوہ گری
جو نظر آیا چراغ گل مجھے خاموش ہے

آپ ہی جھسے لڑائی آنکھ یا ہم ہو دو چار سے
پھر لڑائی کو وہ کیون طیار بدعت کوش ہے

ہو گیا ہی دلمین کس دستنگارین کا خیال
خون تن مین میرے جو رنگ حنا کا جوش ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی	غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی
آئیگا کیا گلبدن پھر تماشا باغ مین	چاند پر یہ خاک ہی یا اوسکی تن پر ہی بھبوت
طفل غنچہ رقص کی خاطر جو جامہ پوش ہے	بدلی مین سورج ہی یا محبوب کمل پوش ہے
نرگس مستانہ نکیون مخمور ہووے ساقیا	عید ہو اک شب چلو ملکر پئین ہم تم شراب
شب بھر اوسکو بادہ شبنم سے نوشانوش ہے	آج وہ دن ہے کہ میخانو مین نوشانوش ہے
جام مے بھرکر تجھے کیونکر دے اے مخمور حسن	ہون وہ میکش رات دن ہتا ہون لبریز شراب
کب نگاہ مست سے ساقی کو تن کا ہوش ہے	طائر جان تک بطرح کیطرح بیہوش ہے
چشم میگون اپنے ساقی کی عجب پر کیف ہے	شل ناسخ چاہیے بیہوش ہو پیکر شراب
تاکتی ہے جسکو ہرچند ہوش بھی بیہوش ہے	اس خرابات کہن مین جو کوئی ذی ہوش ہے
حیف ساری سرزمین اور سب جہان دیر گردش میں ہے	جب تلک گردش ہے اوسکو اک جہان گردش مین ہے
کیا فقط جون آسیا یہ آسمان گردش مین ہے	شل فانوس خیالی آسمان گردش مین ہے
خامہ و کاغذ پھرین گردش مین کب ارقم ہے	جو کہ ہین صاحب سخن اک دم نہین انکو قرار
ہو شکفتہ مین گردش ہی زبان کو اور بیان گردش مین ہے	ہے زبان بالفرض اگر معجز بیان گردش مین ہے
بعد مرنے کے بھی کب ملتی ہے یان آسودگی	ہون مین ہر دوری مین محروم اور سبھی کا ساغر
پا کی ٹھوکر سی سرگردن کشان گردش مین ہے	آسمان کیطرح جام میکشان گردش مین ہے
تو وہ لیلی ہے کہ تیری جستجو مین مثل قیس	تو وہ ماہ مصر خوبی ہے کہ تیرے شوق مین
بھنڈ کی جنگل مین دلکا کاروان گردش مین ہے	مدتون سے اخترون کا کاروان گردش مین ہے
چشم کی چتون کی گردش جب سے آئی ہے نظر	بیقرار ایسا ہوا اوس دور خط کو دیکھکر
ہوش دل اپنا نگاہ یارسان گردش مین ہے	ہالہ شعلہ جوالہ سان گردش مین ہے
کیون یہ شانہ صحبت کاکل سے سرگردان رہے	کیا ہی مضمون غنچہ ہے دور خط مشکین یار
اوسی سو گیسوی عنبر فشان گردش مین ہے	رات دن یان خامہ عنبر فشان گردش مین ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ہی طلب مین دشت دشت آوارہ مثل گردباد
بعد مردن بھی غبار عاشقان گردش مین ہے
سعی سے فارغ نہین ہر چند ہون اہل حرص
ہی دہن لبریز نعمت سی زبان گردش مین ہے
ہون وہ سرگشتہ کہ میرے عکس کی تاثیر سے
آئینہ آنکھون بیچ گرداب سان گردش مین ہے
یہ نشان ہی ناسخ سرگشتہ کی ویرانی کا
آسیا کیطرح سنگ آستان گردش مین ہے

۱۱۹

جو غزل ہے اوسمین مضمون دل مایوس ہے
جو ورق ہی میری دیوان کا کف افسوس ہے
روشنی دونو نجون کی شمع سان محبوس ہے
جو کٹوری تیری انگیا کی ہی وہ فانوس ہے
گل جو ہی وہ تیری داغ عشق سی مایوس ہے
شاخ گلبن مین جو ہی گویا پر طاؤس ہے
دستک مطرب تری غم مین کف افسوس ہے
داغ حسرت سی لبالب صورت طاؤس ہے
مجکو اپنے گوشۂ دلمین ہی اوس گلشن کی سیر
آسمان نیلگون بھی جسمین اک طاؤس ہے
اسقدر رونے ملی دست حنائی کرکے یاد
خون سی فرقت مین رنگین ہر کف افسوس ہے

غزلیات تصانیف ہر چند سروجنی

کیون نہ مرنے پر ہوا ہی خاک گردش مین ہے
زیست مین ہی رنگ روی عاشقان گردش مین ہے
خوان دنیا سی کہان نعمت ملی بے سعی غیر
وقت خوردن منھ کی اندر یون زبان گردش مین ہے
ایک دم اس بحر مین آسودہ کب موج حباب
کشتی بھی رہتی ہے یان گردابسان گردش مین ہے
گرچہ ہر چند قصر گردون کو ہی گردش رات دن
لیک سہ روکا نہ سنگ آستان گردش مین ہے

۱۸

پہونچی ہاتون تک تری کب ہات دل مایوس ہے
پایمال غم کا ہو ملنا کف افسوس ہے
شمع رو کی ہمسری کے جرم پر محبوس ہے
شمع روشن کی لیئے زندان ہوا فانوس ہے
بعد مردن دل ہمارا رقص سی مایوس ہے
لوح پر مرقد کی جا جا روبرو طاؤس ہے
جام مے بی یار ہمکو اک کف افسوس ہے
دامن دل داغ غم سی جابجا طاؤس ہے
دلمین رکھتا ہے تصور رقص کبک ناز کا
عالم خنیا گری مین چرخ جو طاؤس ہے
دیکھہ پائے کیا کہین دست حنائی یار کے
پنجۂ مرجان ہوا جو اک کف افسوس ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ای صبا لیجا وہان نالہ مری زنجیر کا
دل میرا منت کی طوقون مین جہان محبوس ہے
قبر پر تعویذ اوسکے نقش پا کا چاہیے
بعد مرنے کی بھی ہمکو حسرت پابوس ہے
بس مری دلمین جگہ تیری ہی خالی ای صنم
سینہ ہی آتشکدہ نالہ مرا ناقوس ہے
کیا کرون شکوہ کہ روزن یکطرف دیوار کا
جانتا ہون مین لگائی کان یہ جاسوس ہے
جام مے ہوتا نہین لبریز غیر از جام غم
آسمان میری نظر مین شیشۂ معکوس ہے
فرش سے تا عرش روشن ہی مرا حال تباہ
شمع ہون مین سوز غم سی آسمان فانوس ہے
اوسکی بازی گاہ کا ہو یہ تن خاکی غبار
یا الٰہی مرغ جان جس طفل کا مانوس ہے
خاک ہو جاتے ہین دونو خاک مین ملنے کی ساتھ
چار دن کوئی گدا ہی کوئی کیکاؤس ہے
عشق نے جیسے کیا ہی کفر دین مین اتحاد
اپنی مسجد مین مؤذن کی جگہ ناقوس ہے
چھوڑ دی سیر گریبان تا نہ رسوا ہو کوئی
دست وحشت یہ کسیکا پردۂ ناموس ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سرو ھنی

ہون وہ دیوانہ قیامت بھی مری قدمون پہ ہے
شور محشر پانون کی زنجیر مین محبوس ہے
سربلندی وہ ہوئی ہے درد غم سی آہ کو
پیر گردون سر بسر جسکا ہوا پابوس ہے
میکدہ مین ہی وہ ساقی قلقل مینا کا شور
جسکو سنکر محو حسرت نالۂ ناقوس ہے
اوس پری رو سے کرین ہم کسطرح رستے مین بات
خوف ہی دلمین کہ سایہ ساتھ ہی جاسوس ہے
کسطرح پھر اوسمین روشن ہو چراغ ماہتاب
ہی تعجب یہ کہ قندیل فلک معکوس ہے
صدمۂ صرصر کہان ہووی چراغ آہ کو
پردۂ دل بنگیا اوسکی لیے فانوس ہے
صورت طاؤس دل جو نقش داغون سے ہوا
کیا عجب گر زلف چھونے کے لیے مانوس ہے
چرخ بالا کی ستم سے کوئی بچ سکتا نہین
دیکھ لے زیر زمین یان دفن کیکاؤس ہے
صورت سن بتخانہ مین آتی ہے وہ طفل برہمن
نالۂ پر غم ہمارا صورت ناقوس ہے
خوف کب جوش جنون مین کچھ بھی رسوائی کا
دامن صحرا سے ہمکو پردۂ ناموس ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

وصل کا وعدہ کرین گے صبح صاحب تو وفا
ہر شب فرقت مین بندہ زیست سے مایوس ہے
وصل کی اکتفا ہے ناسخ درد عاشق کی دوا
دل ہمارا قابل تشخیص جالینوس ہے

۲۶

توسن عمر رواں ایسا ہی گرم چالاک ہے
گرد ساں برباد اک دن میری مشت خاک ہے
شغل رونیکا نہ چھوٹا مجھ سے بعد از مرگ بھی
ابر ساں دوش ہوا پر قطرہ افشان خاک ہے
اپنی کو دوست رکھتی ہین جہاں کے خوش سرشت
دل ہوا جب صاف بس عالم سے جھگڑا پاک ہے
یاد ساقی مین ہوئی ہین دانۂ زنجیر تاک
سائبان مژگان تر کا دار بست تاک ہے
یون نکالے حسرت دل صید گاہ عشق مین
جنگل شاہین کو مین سمجھا یہی فتراک ہے
آگ سے جبتک نہ سیکین ہو کہان کیونکر درست
حسن ابرو کی ہے وہ روی آتش ناک ہے
دست صانع ہے مری جاں مین ہوا دست جنون
تن برنگ غنچہ ہستی از ہر بن صد چاک ہے
شست و شو کو آب شبنم چاہیے تا آفتاب
کون ہے موجود جو آلودگی سے پاک ہے

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

عالم فرقت ہوا جبدن سے مہ رو کا نصیب
شب بسر کرتا ہے رو رو کر دل مایوس ہے
ہے تپ ہجران یہ ہرچند ہو دوا سے کب شفا
یہ مرض میرا کہان محتاج جالینوس ہے

۲۶

بعد مردن بھی طبیعت اسقدر چالاک ہے
سوی گردون قبر کی اڑتی ہوا سے خاک ہے
زیست تک آسودگی روی زمین پر کب ملی
بعد مردن قبر مین آرام زیر خاک ہے
عیب ہو ذی وور دریا دل سے ہو سکتا نہین
جو تک پانی مین رہی بر خاصیت ناپاک ہے
جھومتی رفتار کیونکر ہو نہ اوس میخوار کی
ساقیا صحن چمن مین دیکھ مجرا تاک ہے
چشم کی باہر کھنچا کب سرمہ کا دنبالہ دیکھ
پھر میرہ مرغ دل صیاد کا فتراک ہے
آتشین خو کو مزا ملتی ہے بزم دہر مین
تاک کٹتی ہے فتیلہ کی جو آتش ناک ہے
پردۂ عصمت نکیونکر حسن سے ہوتا تار تار
دامن یوسف زلیخا سے ہوا یان چاک ہے
آبرو ہو بد بختون کو نہ دریا دل سے کیون
آب سے جامہ گل نیلوفری کا پاک ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

جسقدر نشاء زبادہ اوتنی ہی سرگشتگی
ایک صورت پر ازل سے گردش افلاک ہی

ساکن دل تو ہوا آنکھون کو ترساتا ہی کیون
جسقدر دل صاف ہی ویسی نگہہ بھی پاک ہی

جلد پاتے ہین رہائی قید سے زندان عشق
بار ہین میری بڑی خونی ہی جو سفاک ہی

داغ دل کے اب وہ شعلے ہین کہ جنکی سامنے
پنجۂ خورشید اک مشت خس و خاشاک ہی

حسن یار آلودگی سے پاک ہی تو کیا خطر
ہے گواہ اشک روان اپنی نگہ بھی پاک ہی

وسعت مشرب ہی تو رندو گنہ سے کیا ضرر
دامن دریا ہزار آلودگی سے پاک ہے

اسفل و اعلیٰ جو ہین ملجائینگے سب خاک مین
آسمان اس رتبۂ عالی پہ زیر خاک ہے

پست ترکر نیکو گردون سبکو کرتا ہے بلند
اشک کا آنکھون مین آنا دل سی بہر خاک ہی

حسن ہو کیسا ہی پر رہتا ہی بالا دست عشق
ہی زلیخا کو جنون اور جیب یوسف چاک ہے

دیتی ہین تشبیہ ان دونون مین سیہ شیشہ ہین
مے سے تو ناپاک چشم مست جانان پاک ہی

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

پست اوج چرخ کو صحرا نوردی نے کیا
پانو کا چھالا ہمارا ہمسر افلاک ہے

گوہر اشکون سی میری خاک پائی آب و تاب
دُر دریا کی نہ ویسی آبروئے پاک ہے

ہو کمان ابرو کی کیا تیر نظر کو آبرو
کیا ہی خون ریزی مین تیر آہ دل سفاک ہی

خاک گل کو آبداری چہرۂ گلرو سے ہو
سرو کو قامت سی اوسکی رتبۂ خاشاک ہے

خوبرویان ازل کو کب کدورت ہو نصیب
شوئے کی حاجت نہین ہے جامۂ گل پاک ہی

میر اسمہ رو رکھتا ہی سر مین صفائی کا خیال
پانون کب رکھی کہ فرش چاندنی ناپاک ہی

مطبخ دنیا سی ہوذی نعمتین کیا کھا سکے
گنج پر گو مار ہے کھاتا ولیکن خاک ہے

خاکساری چاہیے مرنے سے پہلی زیست مین
کیون غرور زندگی ہی مر کے ہونا خاک ہی

کاوش دست جنون سی ہی گریبان تار تار
اور دامان قبا کی ہر کلی مین چاک ہے

حسن صافی کو مین اوسکی کس سے نسبت دون بھلا
چینی و بلور مرمر عاج سی بھی پاک ہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

پاک ہو کیونکر نہ اپنی چشم گریہ کی نگاہ
آب جسپر سے گذر جاتا ہی وہ شی پاک ہے

آج یہ مجھپر کھلے ہین معنی و السابحات
ہر ستارہ میری بحر اشک مین تیراک ہے

سانپ جیسے کینچلی ڈالے وہ یون عریان ہوا
جو حسین ہے جسم پر اوسکی عبث پوشاک ہی

جلتے ہین سودائی میری گرمی بازار سے
شعلۂ آتش ہون مین عالم خس خاشاک ہی

روح ہی ہر جسم مین مشتاق اخبار اجل
اسلیے یہ آمد و رفت نفس کی ڈاک ہی

قتل کرنیکو تو آخر گھر سے باہر آئیگا
ہے یہی دلا امید کی جا یار اگر سفاک ہے

ڈر کیا ہی صبح کا دیو سفید آتا نہین
کسقدر صورت شب فرقت کی دہشتناک ہے

یہ نہوتا تو زمین شعر بھی ہوتی نہ خلق
اسلیے ناسخ جو مداح شہ لولاک ہی

[۱۲۱]
مجھکو فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی
کاش عیسی کی عوض موت ہی آئی ہوتی

گر نہو شمع تو معدوم ہین سب پروانے
تو نہوتا تو صنم کب یہ خدائی ہوتی

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھنی

حق نے کیا بخشی صفائی آبروئے آب کو
ہر پلید پارچہ پانی سے ہوتا پاک ہے

چشم کے چشمون مین دیکھو تیرتے ہین طفل اشک
مردم آبی کہان اونکی طرح تیراک ہے

سوز یون کو کب بساط دہر سے خلعت ملی
کینچلی کی صرف جسم مار پر پوشاک ہے

سر بسر ہون پیکر شعلہ مین سوز عشق سے
سبزۂ افلاک برق آہ کا خاشاک ہی

کون جو ہی حسن پر غسل آئے دیکھے
بحر نے سوجون سی کوسون تک تنہائی کی داغ

قتل کرنے مین نہین جون تیغ قاتل کو دریغ
تیغ قاتل اوسکی ہی وہ آپ بھی سفاک ہی

اسقدر نازک ہی وہ مہ رو جسے زیر قدم
چادر مہتاب یکسر فرش آتشناک ہی

اہل است ہین طبع ہرچند اوسکی دین کے
جسکا قرآن مین لقب لکھا شہ لولاک ہی

۸
کاش مرجاتا جو جینے سے رہائی ہوتی
شکل عیسی کی بنا موت تو آئی ہوتی

فاتحہ کو جو میری قبر پہ آتا وہ مسیح
مین تو کیا زندہ ابھی ساری خدائی ہوتی

غزلیات لطیف ناسخ لکھنوی

غیرت کرتے ہو ابرو کے اشارے ہر دم
کبھی تلوار تو مجھ پہ بھی لگائی ہوتی

اسکی ہر دم کی نصیحت سے میں تنگ آیا لیکن
کاش ناصح سے کبھی اسکی لڑائی ہوتی

ہوں میں وہ مست کہ سب اپنی ہی دشمن ٹھہرا
غم عالم کی اگر [illegible] میں سمائی ہوتی

خط کے آغاز میں تو مجھ سے ہوا صاف تو کیا
لطف تب تھا کہ صفائی میں صفائی ہوتی

ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت مری
کوئی بجلی ہی فلک تو نے گرائی ہوتی

دھوئے کیوں اشک کے طوفان سے اپنے خط کو
سرنوشت اپنی ہی ناسخ نہ مٹائی ہوتی

یہ فقط چاہ مجھے قامت دلدار کی تھی
شکل منصور نہ ملنے کو ہوس دار کی تھی

ہر خریدار کو تھا مرتبۂ موسائی
آتش طور سے گرمی تری بازار کی تھی

جو ترا رخنۂ دیوار نظر آتا تھا
صاف تصویر مری دیدۂ بیدار کی تھی

تھا مجھے بال ہما ہر پر کاہ دیوار
چھاؤں جس دن مرے سر پر تری دیوار کی تھی

غزلیات [illegible] سرچند [illegible]

[illegible] درد لیے
[illegible] لگائی ہوتی

[illegible] دیکھتے [illegible] کے لڑائی ہر دم
[illegible] کبھی آئینہ [illegible] لڑائی ہوتی

[illegible] آہ اگر [illegible] اک دم
شور [illegible] کہ [illegible] سمائی ہوتی

سایہ گر [illegible] کا ہم تا ہو
داغ آئینہ [illegible] ہوتی

آتش غم جو بھڑکتی [illegible] کے لیے
چشم تر اشک کی اک [illegible] لگائی ہوتی

حسن تو صاف ہے آئینہ [illegible] سے
دل میں جو کچھ بھی کدورت [illegible] مٹائی ہوتی

11

یاد قمری کو بلبل [illegible] کی تھی
سرو بستاں کی شباہت سے جو [illegible] کی تھی

اپنے یوسف کا خریدار بنا یا دل نے
خواہش سیر کہاں مصر کے بازار کی تھی

شوق تھا جب بت میخوار کے نظارہ کا
ہر طرف تاک لگی دیدۂ بیدار کی تھی

قصر دل برج فلک کی طرح پر نور ہوا
مہ لقا یاد جو سایہ تری دیوار کی تھی

غزلیات تضمینات ناسخ لکھنوی

آشنا تھا نہ کبھی پای نگہ کا خون [illegible]
رات دن دیدۂ [illegible]
جو دل [illegible]
کون بلبل [illegible]
تھا تری [illegible]
سدہ کسی رند کی [illegible] خمار کی تھی
چہرہ آتشکدہ ابرو [illegible]
گردن آگے ترے [illegible] کی تھی
صلح [illegible]
[illegible]
ہوگیا سبزۂ خط [illegible]
اس سوا اور دوا کیا دلِ بیمار کی تھی
تھی نہ امید رہائی کی دل ناسخ کو
لاکھ زنجیر تری گیسوی خمدار کی تھی

غزلیات تضمینات سرخوش

ہوکے سرگردان پھرے ڈھونڈتی صحرا مین تھی وہ
آبلہ پای کو وحشت جو سر خار کی تھی
جب تلک دیکھے نہ تھی عارض گلگون کی بہار
بلبل دلکو محبت گل گلزار کی تھی
آتشین اشک سے جو نوش ہوئے مردم چشم
آبرو باقی ہوئی وان خم خمار کی تھی
خوب شکل مین کیا اوس بت کافر کی کہون
غارت صبر دل عابد دین دار کی تھی
آشنا یار تھے اب اور کیے بیگانے
جب رفیقون مین تھا تھی ہم قدر نہ اغیار کی تھی
جب اوس عیسا فی کی ہاتھ مین اپنی ہی نبض
چون زبان گویا وہ حال دل بیمار کی تھی
نیش عقرب کا تھا صدمہ میری دلبر سرخوش
جان ستان کیا ہی ادا ابروی خمدار کی تھی

۱۸

سیکھے مین شعر وصف ابروی خمدار کے
حرف بھی لکھے ہی جوہر نگہی تلوار کے
کیون جلا سکے سفین شعلے تری رخسار کے
موہن کیا بال سمندر گیسوی خمدار کے
نکلی برقعہ سے شرارے آتشین رخسار کے
جالی مین روزن تھی کیا منقار سیقار کی

میان مین کر نہ چھپے یہ ابروی خمدار کی
چین سی جوہر ہین آہین قاتل تلوار کی
قرب مین ہین سر بسر جو آتشین رخسار کی
کسطرح پھر سیدھی ہون جو گیسوی خمدار کی
کہا چکی وہ دلنے خال آتشین رخسار کی
پر جلین ہین وان یہ جاتی مرغ موسیقار کی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دو قدم جب دم چلا خون ہو گئے دو چار کے
کیا تری رفتار سیکھی ہے جان تلوار کے

کیا خزان پاس آگئی تیرے گل رخسار کے
پھول کملاتے نہین ہرگز گلے کے ہار کے

اپنی روضے کی جو جالی ہمنے دیکھی بعد مرگ
یاد اوسدم آگئے روزن تری دیوار کے

اسقدر ہون ناتوان ہرگز پہونچ سکتا نہین
دوڑتا ہون مین جو پیچھے سایۂ دیوار کے

شام سے اوس ماہ تابان کا ہے ہمکو انتظار
کیون نہون آنسو ستارے دیدۂ بیدار کے

مے پرستی مین جو آیا بت پرستی کا خیال
نشۂ کے ڈورے وہین رشتے ہوئے زنار کے

مار ڈالا جان سے جس سے لڑائی تونے آنکھ
ساقیا ڈورے ترے آنکھون مین ہین تلوار کے

آبدار اشعار سے تیغ زبان ہے آبدار
گوہر مضمون ولا جوہر ہین اس تلوار کے

ہے تو بدمستی ولیکن حرص ہی ہے میکشو
مثل سایہ گرد ہین ہم خانہ خمار کے

میکدہ سے کسطرح مسجد کو جائین زاہدا
پیچ اولجھے ہین ہمارے پانوئین دستار کے

غزلیات تصنیف ہرچند سرو غنی

یہ تو اک دم مین کرین خون قافلا دو چار کے
کب ہے یہ ابرو کے جنبش وار ہین تلوار کی

چھاتیون پر رہتے ہم کیونکر نہ گل رخسار کے
کاش گلرو کی جو ہوتے گل گلے کی ہار کے

اے پری ہو سر کے اوپر میرے سایا دیو کا
بیٹھین جب ہم نیچے تیرے سایۂ دیوار کے

عشق مین تیری ہوئی ہے آرزو اتنی سنگدل
ہون لحد مین زیر سر پتھر تری دیوار کے

رات بھر روتی رہین آنسنے نہ دین ہم خواب کے
پاسبان طفل اشک ہین دیدۂ بیدار کے

حسن طفل برہمن کی چشم مین مشتاق دید ہے
کیا عجب تار نظر رشتے نہین زنار کے

جان تن مین ہی نہین باقی مری بیدرد حق
چشم وا رکھتی ہین کیون جوہر تری تلوار کے

آبداری کیا بیان ہو پانی ہوتے ہین آئینے بھی
مانگتی پانی نہین کشتی تری تلوار کی

میکشو اب چھوڑ کر میخانہ مسجد کو چلیو
توبہ سے تارک ہوئے ہین خانہ خمار کے

کیا عجب اوس عارض تابان کی گر تاثیر سے
شعلۂ جوالہ ہووین پیچ بھی دستار کے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ننگے سر رہنے دے ناصح ہین غضب داغ ستون
شعلے بن جائینگے ساری پیچ اوسی دستار کے

پھول چہرے پون ہین لگ جاتے ہین جیسے گل فروش
داغ آتے ہین نظر یون میرے جسم زار کے

کیا ہی مرجھائی ہین اوس خورشید رو کے سامنے
داغ ہاے ہجر گویا پھول ہین گلزار کے

ہون وہ باغیرت کہ قاتل آپ پیکان گر چنا
تر کرون اپنے لہو سے نوک مین سوفار کے

دشت غربت سے اگر گلزار کو جانا ہوا
ناسخ اوس گل سے مجھے کرنے ہین شکوے خار کے

دیکھنا شعلہ ہمارے نالۂ شبگیر کے
پر بنے ہین صورت تیر شہاب اس تیر کے

پانو پر سر آرہا ہے ناتوانی سے جنون
پڑ گئے حلقے میری آنکھون مین زنجیر کے

خوف تیری تیغ ابرو کا ہی خونریزونکو بھی
حلقۂ جوشن ہوئے جوہر ہر اک شمشیر کے

چشم کم سے خاکساری کے نہ مضمونونکو دیکھ
یہ نہین اشعار میرے نسخے ہین اکسیر کے

گر نے ہو اہل زمین پر ظلم مثل آسمان
تو جوانون ہو گئے ہو کیا مرید اس پیر کے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

اب مری جوش جنون کی سربلندی دیکھیے
پانون مین زنجیر آسا پیچ ہین دستار کے

لاغر ایسا ہون نہ دیکھی جسم کو مرغ نظر
استخوان عنقا صفت معدوم جسم زار کے

بلبل دل سونگھا خوشبو نہ کیونکر مست ہو
یہ گل یاسم جگر کہا ہین گل گلزار کے

دل کشیدہ تیر سا رکھتا ہے ابرو کمان
ہم زبان ہون مجھسے کیونکر پھر تو لب سوفار کے

باغ مین اپنا نہین ہرچند گروہ شکل گل
چیرتے زخم جگر کو ہین یہ نشتر خار کے

۱۶

عرش پر پہونچے ہین جا کر نالۂ شبگیر کے
سینہ زخمی ہین ستارون کے ہوائی اس تیر کے

جوش سودا سے چلے سوئے بیابان جو کہ ہم
سر بسر نقش قدم حلقے بنے زنجیر کے

کاٹ ہے ایسا گلے سر مین تو پہونچی پانون تک
کیا صفائی قتل مین ہے صاف ہاتھون شمشیر کے

سینہ کے سوز سے کشتہ ہوا سیماب دل
خاک سے تربت یہ تودے لگ گئی اکسیر کے

کسطرح مسجد مین جائین حق پرستی کی لیے
معتقد ہین زاہدا ہم اوس بت بے پیر کے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کسکو کہتے ہین جدا جانی تجلی اے کلیم
صاحب عشق کرتے ہین پھر آہ بے تاثیر کے
سر بسجدہ کیون نہون انسان صورت دیکھکے
ہین ملایک پوجنے والے تری تصویر کے
مے کشی کی نکلے حسرت کیا جوانی مین بھلا
آنسو پی جاتے تھے ہم طفلی مین بدلے شیر کے
ہو چکی جب وصل کی شب میری یہ حالت ہوئی
صبح بھی دوڑے گریبان صبوری چیر کے
مین وہ طائر ہون لگا کے تیر پر جو تیر گر
جائے پیکان آہنین پر جانے سے آگے تیر کے
ای جنون سب چھٹتے جی کے ہین پیچ کون ہے
مجھ مین جبتک دم رہا الجھی رہی زنجیر کی
نقل کی ہے دفتر تقدیر کے دیوان مین
کاتب تقدیر قائل ہین مری تحریر کے
دیکھنا قاتل نہ چھوٹے گا کبھی میرا لہو
حلقۂ زنجیر بنجائیگا جوہر تری شمشیر کی
رٹ لگی رہتی ہے تیرے نام کی وحشت مین بھی
دانۂ تسبیح ہین دیوانے کو سب زنجیر کے +
اسقدر روتے ہین مشتاق ذقن کی گشت مین
حلقۂ گیسو ہین حلقے دام ماہی گیر کے

غزلیات تصنیف ہرچند سروحنی

آب حیوان لینے اسکندر گیا ظلمات کو
اہل حشمت ہین تلاشی صاحب تاثیر کی
مین وہ گریان ہون کوئی نقاش گر کھینچے
بند آنکھوں کے نہون آنسو مری تصویر کے
کوہکن کی جان شیرین تلخ کامی مین گئی
رہ گئی شیرین کی بھی لب تشنہ جوئے شیر کی
صرف مشت استخوان ہین خون نہین تن مین مرے
دیکھ لے قاتل تو خنجر سے جگر کو چیر کے
اک تری تیر مژہ سے سیکڑون مجروح ہون
ہو سکے تیر شہاب ہمسر نہ تیرے تیر کی
دیکھکر جوش جنون کو ہو گئے حیرت زدہ
چشم وا رکھتے ہین یون حلقے مری زنجیر کے
لوح پیشانی لکھی ہے خامۂ تقدیر نے
کب مٹا سکتا ہے کوئی حرف اس تحریر کے
چشم پوشیدہ ہو وقت دید خیرہ خوف سے
برق سے کمتر نہین جلوے تری شمشیر کے
دیکھتا ہون جوش سودا مین جو پاے سنگ کو
روزن دیوار بھی حلقہ ہے نئی زنجیر کی
آتشین اوراق ہو جائین لکھون گر سوز دل
شعلہ سان جلجائین لب کیونکر نہ کاغذ گیر کے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کہیو ناسخ کی طرف سے اوس پری کو قاصد
کیا کریں تحریر ہم مشتاق ہیں تقریر کے

١٢٢

مشتاق سب ہیں بدر سے افزون ہلال کے
دنیا میں قدر دان نہیں صاحب کمال کے
عالم نہ اپنی آہ میں ہو گرد باد کا +
ٹکڑے ہمارے دل میں ہیں گرد ملال کے
بادل سیاہ ہوتے ہیں تشبیہ کے لیے
مضمون ڈھونڈتا ہوں اگر تیری خال کے
مرنا قبول پر مجھے دنیا نہیں قبول
غمزے اوٹھیں گے مجھسے نہ اس پیرزال کے
ہمت نہیں اگر فلک دون کو کیا ہے غم
یان لب ہی آشنا نہیں حرف سوال کے
آنسو ٹپک پڑا جو کوئی بزم یار میں
دریا بھی غرق ہونگے عرق انفعال کے
گلشن میں مجکو دھیان جو صحرا کا آگیا
نرگس کے پھول بنگئے دیدے غزال کے
چھپتا ہوں جا کے کنج لحد میں شب فراق
تارے مجھے ڈراتے ہیں آنکھیں نکال کے
فرقت میں ہمکو مرنے بھی دیتا نہیں فلک
تا ہوں وصال یار میں نہ طالب وصال کے

غزلیات تصنیف [illegible]

ہے نہ اک مرغ چمن ہم [illegible] ہم سخن
طوطی خامہ کو فن ہیں یاد سو تقریر کے

١٧

پیشانی مہ رو سے گھٹے ہیں ہلال کی
اعزاز کسطرح ہون صاحب کمال کی
کیا سیل اشک چشم کی اونکو بہائے گی
چون کوہ ہیں ڈھیر دل میں غبار ملال کے
ہوتا اسیر زلف میں ہرگز نہ مرغ دل
باعث ہوئی وبال کی یہ دانی خال کی
اہل زمین کو روزی ہو تا مید چرخ سے
محتاج مرد ہو گئے اس پیرزال کے
کچھ یار نے زبانی بھی تجھ سے کہا ہے حال
قاصد جواب لکھے نہ میرے سوال کے
دیکھا گلون نے جبسے چمن میں وہ نونہال
شبنم سے غرق ہیں عرق انفعال کے
دلبر کے چشم ناز سے لگتے ہی دل مرا
مانند شیر ہو گئے صید ہی غزال کے
شبہای تار میں جو نہیں پاس شعلہ رو
داغ جگر سے دیکھیں ہیں آنکھیں نکال کے
کہدون پہر نہ گئے غضب کو جو آگئی وہ تنک مہر
پیدا شب فراق سے ہون دن وصال کے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

آگئے سرسے بہار کے یون رنگ گل اوڑا
ہین دامن نسیم مین تودے گلال کے

کیا بار زلف ہی کمر یار پہ وبال +
ایذا اوٹھائی کسنے نہ موذی کو پال کے

بے سایہ صد ہی جسنے نے اوسکو کیا ہین
بیٹھا ہون ایک دم مین تلی جس نہال کے

دُر تھا اثر کا اوسکو ہو وہ بھی نکل گیا
نادم ہوا ہون مونھ سے مین نالا نکال کے

ملتی ہی خاک سی کوئی دم مین ہماری خاک
یہ بھی وصال ہے جو گئی دن وصال کے

آرام کیا کہ جس سے ہو تکلیف اور کو
پھینکو کبھی نہ پانون سی کانٹا نکال کے

مجنون گیا جو مرقد لیلی مین پھنس گیا
جالی نہین مزار کے حلقہ ہین جال کے

ناسخ اوٹھین گے حشر مین وہ لوگ سرخرو
دنیا مین جو محب ہین پیمبر کی آل کے

غزلیات تصنیف ہرچند سروتینی

گر خون دلکا جوش کرے قبر سے مری
خاک مزار سے نگین تودے گلال کے

گر طوطی چشم ہے نہین بولتا تو کیا
باتین کرین گے ہم کسی طوطی کو پال کے

چشمون کی اشک گلگون نے وان گل کھلا دیئے
رویا تھا باغ مین تلے جس جس نہال کے

کیا دلربا کو یاد فن دلربائی ہے
چھاتی سے لگکے لیگیا دلکو نکال کے

مر جائین ایک روز غم لیلی ہجر مین
دیکھین گے زندگی مین نہ ہم دن وصال کے

جانا یہ سب نے عاشق زار ہے کسیکا یہ
جب رویا زار زار رہین آنسو نکال کے

اوسنے پھنسائے مرغ دل عاشقون کو ہین
کاکل کے حلقے بھی نہ ہین حلقے جال کے

ہرچند ہی قول اہل شریعت کا اسطرح
ہم لوگ معتقد ہین پیمبر کی آل کے

دو چار حزین ہو جیے اگر اور بھی ہم سے
ہستی کیطرف مونھ نہ کرے کوئی عدم سے
فرصت نہین دم لینے کی اک طفل کے غم سے
معدوم کہا اونے کیطرح جس کی قسم سے

۱۶

یہان رہتے ہین اگر نہ ملا کوئی بھی ہم سے
جو آئے ہین چھوڑ کے ہین ملک عدم سے
وہ صنعت نقاشت ہوا ہی کیا کہون تم سی
اب مونھ سی نکل سکتی نہین آہ بھی ہم سے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کیا ہو گی نگہبانی جان فوج و حشم سے
ڈرنے کا نہین پیک اجل طبل و علم سے

پاتا ہون مضامین مین ہر نقش قدم سے
اوس طفل نے کیا سیکھی ہے رفتار قلم سے

مضمون جو زلفون کے لکھے مین نئے قلم سے
لبریز بیان دہن یار ہے سم سے

ہر تار نفس رشتۂ دیگر ہے پئے شمع
پہونچا نہ کبھی رنج کسی کو مری دم سے

شانہ نظر آتا نہین گیسوے پری مین
اس ناگ نے یہ ہات نکالا ہے شکم سے

زاہد مین پڑھون اسپہ جو نام اپنے صنم کا
خورشید بھی ہو جائے تری تسبیح کی شمسی

امکان نہین تا بہ ابد دخل خزان ہو
داغون کے چمن کم نہین گلزار ارم سے

گل پھولے ہین میری قلم فکر سے جیسے
یون گل نہ شگفتہ ہون کسی گل کے قلم سے

مژگان خرابات ہین مطلق متواضع
ثابت مژۂ نرگس بیگونی ہے خم سے

وہ حسن ترا نام خدا ہے ترے آگے
نکلین سے شرر ہنکے عرق سنگ صنم سے

غزلیات تصنیف ہرچند سرونجی

عاشق کو تری چشم عجب شان و حشم سے
زخمی کرے تیغ نگہ مژگان کی علم سے

بس سرخرو ہے رنگ حنا تیرے قدم سے
لکھون ثنا گل مہندی کہا ہین شاخ قلم سے

تلخ عیشی کا اپنے جو لکھون حال قلم سے
ہو تلخ زبان اوسکی نکیون تلخی ستم سے

دو ٹکڑے ہو دل جنبش ابرو سے ہر اک کا
جان بر نہو کوئی تری اس تیغ دو دم سے

سینہ ہے مصفا ترا جون سطح دریا
گرداب کو نسبت نہو کیون ناف شکم سے

اوس عارض تابان کا پڑے عکس جو زاہد
ہون خط شعاعی نکیون تسبیح کی شمسی

سرخ اشکون کی ہین شاخ مژہ پر گل رنگین
زینت مین ہین فائق گل گلزار ارم سے

دیوان مرا غیرت گلشن نہو کیونکر
خندان گل مضمون ہین مری شاخ قلم سے

گیسو تری صیاد ہے مجھے دام بلا مین
دل پیچ مین الجھا ہے جو ہر بال کے خم سے

رو رو کی مصیبت سے کٹی ہے شب فرقت
کس روز ملائیگا خدا ہمکو صنم سے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

رکھتا ہے فلک سبز بنا کر شفق اوسکو
اوڑتا ہے اگر رنگ حنا تیرے قدم سے
سمجھے ہیں وطن کوچۂ جانان کو جو وحشی
آزاد وہ ہیں اور حسینوں کے ستم سے
کیا دام ہیں زلفوں کے کوئی لا سکے اوسکو
رم کرتے ہیں صیاد غزالان حرم سے
ناسخ کو ہوئیں یا تیرے بتوں سے تو نہیں غم
محروم خدایا تو نہ رکھ اپنے کرم سے

۱۵

داغ لیجاتا ہوں تیرے لالہ رخسار سے
پھول لے آتی ہے گلچیں جسطرح گلزار سے
رہتی ہیں محروم اوس خورشید کے دیدار سے
مثل انجم فائدہ کیا دیدۂ بیدار سے
کیا دل افگار کو ہو وصل چشم یار سے
چاہیے بستر جدا بیمار کا بیمار سے
بیٹھتے سیدان چھٹ ابروے خمدار سے
ہو جہی جنگ سخن ہیں غالب اس تلوار سے
گو در خورشید تک رسیدہ ولا شعر ہوں میں
جائینگا مانند ذرہ روزن دیوار سے
ہے تپ پہلا صاف جسکو جانتے ہیں بیحیا
جل گیا آئینہ عکس آتش رخسار سے

غزلیات تضمین ہرچند سردھنی

مہندی ہی جو رچی صاف کف پا پہ بھی اوسکی
سرخی کی نظر آئی جھلک پشت قدم سے
وہ دشمن جانی مرا دل شاد ہو یارو
مر جائیں جو ہم کاش ستمگر کے ستم سے
گردن میری کیونکر نہ جھکے سامنے اوسکے
تلوار کا خم ہے تیری محراب حرم سے
ہرچند نہیں پا میں نہ خار غم دنیا
ہے باغ مرا خندان تری ابر کرم سے

۱۵

سوز دل کو ہو گیا جو آتشیں رخسار سے
داغ لالوں کی پڑی دلبر مری گلزار سے
دامن نظارہ پر ہے دولت دیدار سے
جیسے دیکھا لعل لب ہے دیدۂ بیدار سے
لو لگائی ہے جیسے شمع روئے یار سے
ہیں اب تم سے برنگ شمع ہم بیمار سے
ڈرکے دل ڈرکے نہ جنبش ابروے خمدار سے
دیکھیے کیونکر بچے گی جان اس تلوار سے
کیا پری رو کا مری اوپر کہیں سایہ پڑا
بھاگتی ہے دھوپ ڈرکر سایۂ دیوار سے
قائم آب دم شمشیر سے تر کیجیے
خشک ہے بلقوہ سوز آتشیں رخسار سے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تھا شب فرقت مین کیا تاریک ویرانہ مرا
سایہ کے مانند او تری چاندنی دیوار سے
ساتھ ہو لیتی ہین گھر تک کاروان کاروان
یوسف ثانی گذر جاتا ہے جب بازار سے
کام کچھ بھی دیدۂ بیدار سے نکلا نہین
دولت بیدار ملتی ہے دل بیدار سے
میری پہلو مین بجاے مرغ دل ہے فاختہ
کیون محبت ہو نہ سرو قامت دلدار سے
کشت سبز آسمان روز ازل سے خشک ہے
جی مین ہے سیراب کردون چشم دریا بار سے
آئیگا گلشن مین وہ خورشید عیسیٰ دم اگر
زردی اوڑ جائیگی چشم نرگس بیمار سے
میکشو سیدھی وہ مسجد کو نہ جائین کیا کرین
جو کہ ناواقف ہین راہ خانۂ خمار سے
ارتکاب جرم لازم ہے لعدی تو نہین
بادہ خوار اچھے ہین اس ملائے رشوت خوار سے
لخت دل کیونکر کرون ناسخ سر مژگان دور
واقعی تنکا ہی بہتر ہے تیر بے سوفار سے

کیونکر ہو گیا دوچار مین اوس شہسوار سے
جاتی رہی عنان شکیب اختیار سے

غزلیات تصنیف ہرچند سروجنی

ماہ رو کے سوز سے وہ تن ہی سر تا پا نی مرا
زرد رو ہے دھوپ میری سایۂ دیوار سے
لیتے ہی سودا ہوئی ہے گرم بازاری مری
مول جنس حسن جب لی عشق کے بازار سے
دل لگا ہو یار سے جب آنکھ لگتی ہے کہان
خواب آنکھین ہے چراتی دیدۂ بیدار سے
آتش غم سے ہے جلتا دیکھکر نخل چنار
مرحبا ان ہم پنجہ ہووی پنجۂ دلدار سے
بعد مردن قبر مین کیونکر نہ جلیگی کفن
سینہ سوزان ہی رہیگا آہ آتش بار سے
مبسم ترسے کیسلئے آتا ہی تو اے طفل اشک
کوئی رو کر کب جدا ہو مردم بیمار سے
کام اے زاہد نہین رکھتی ہین ہم مسجد سے کچھ
بادہ نوشی ہے ہمین اب خانۂ خمار سے
جوش مستی مین ہمین کچھ ہوش ہستی کا نہین
جب سے صحبت ساقیا ہے ہمکو بادہ خوار سے
طالب بوسہ ہوا ابرو کمان کے تیر کا
مونھہ ملائے زخم دل ہرچند لب سوفار سے

۲۲ سطے ہو نہ راہ اوسکی کسی شہسوار سے
رہبر بھی وان رہا نہ خود اختیار سے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نخل بریدہ ہون مجھے کیا برگ و بار سے
شاخ شکستہ ہون نہین مطلب بہار سے
چشمے رواں ہوئے مژہ اشکبار سے
رستے ہین کاہ کم نہین پان کو ہسار سے
آتی ہے بوی گل بدن داغدار سے
آج ای نسیم آئی ہی کیا کوی یار سے
برپا ہوا ہے حشر جو رفتار یار سے +
روشن ہی آفتاب قیامت عذار سے
محو خیال عارض جانا ہون اسقدر
آئینہ آفتاب ہو میرے غبار سے +
سو بخشہ کھولتا ہون مین کہ پلادی کوئی شراب
ہر دم جمائیان نہین لیتا خمار سے
عریانی مین ہے چادر آب اپنی چشم تر
سیکھے ہین طرز رونے کی ہم آبشار سے
ہر ایک کی صدای قدم روندتی ہے دل
بہتر ہے ہمکو یاس ترے انتظار سے
یون روسیاہ عشق سی ہوتے ہین سرخرو
باروت جیسے بنتی ہے شعلہ شرار سے
مچھلی کیطرح داغ سے جز و بدن نہین
تلووں کو بھی ہے ربط بیابان مین خار سے

غزلیات تصنیف ہر جنید سرو چشتی

نخل تمنا کو نہین کچھ برگ و بار سے
ہے خشک کب شگفتہ ہو فصل بہار سے
دریا رواں ہوا چشم اشکبار سے
سیل سرشک گذرے سے کوہسار سے
روشن ہوئے چراغ دل داغدار سے
سینہ مین ہی جو شعلہ زنی سوز یار سے
سنبل ہے پیچ غم مین پھنسا زلف یار سے
لالہ نے داغ کھایا ہے آتش عذار سے
گر چشم نم سی قبر مین جاری ہو سیل اشک
نجائے کیون سحاب نہ میری غبار سے
سیکون لبون کو چوم کے مخمور ہو گیا
کیا کام ساقیا مجھے مے کے خمار سے
دامان کو چھوڑ خاک پہ گرتا ہی طفل اشک
سیکھا زمین پہ لوٹنا کیا آبشار سے
ہو چاک کیون نہ دامن گلچین وصل یار
پیدا ہوئے ہین خار گل انتظار سے
ہمکو نہین ہے خوف شب تار ہجر سے
روشن چراغ آہ کی رکھون شرار سے
ابر بہار سے نہو سر سبز خشک مغز
ز نہار گل شگفتہ نہون شاخ خار سے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

موہاسے نامدار ہین اک موسے نامدار
کیونکر کمر نہ اوسکے رہے زلف یار سے
کھلوائی فصد یار نے مین قتل ہوگیا
کم تھی لہو کی دہار نہ خنجر کی دھار سے
مٹی مری عزیز ہوئی بار ہی خاک کو
کیا گور نے بغل مین لیا مجکو پیار سے
اوس گل کے دیکھتے ہی مرا رنگ اوڑگیا
آئی خزان نہ میرے چمن مین بہار سے
وہ کان تاک تو یہ ہر دل یار تک رہا
آنسو زیادہ ہین گہر آبدار سے
ہی ساتھ ایسی آتش غم بعد مرگ بھی
دامن صبا بچاتی ہے میرے غبار سے
نقش وجود محو ہوا مثل نقش پا
نکلے نہ بعد مرگ بھی ہم کوے یار سے
جلتی ہین سوز غم سے مرے استخوان جو آج
پروانہ کیا جلا کوئی شمع مزار سے
ای چشم تر تصور ابروے یار باندہ
ہو سس قزح نمود ہوا بہ بہار سے
دست تہی ہین سوختنی زیر آسمان
کیونکر نہ نکلے آتش حسرت چنار سے

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

وہ گل چمن مین یار سے اوسکی نہ چل سکی
لپٹی جو نکہت گل دامان یار سے
چلتا ہے تیز وتند وہ سیلاب اشک چشم
بہ جاین کیون پہاڑ نہ پانی کی دھار سے
وہ بحر خوبی ہمسے رہی بے کنارہ کش
گا ہے نہ ہمکنار ہوا ہے پیار سے
کیونکر شکستہ رنگ نہو اوسکا جوان آہ
خورشید ایک گل ہے مری نوبہار سے
دیکھے صدف تو آتش غم سے ہو جلکے خاک
پر آب اوسکے دندان در آبدار سے
بس مرگ سوز غم سے ہوئی خاک تن مین
دامن مین آگ لگ اوٹھی میرے غبار سے
ٹانکا لگانا چاہیے کا کل کے تار کا
ہون دلفگار خنجر ابرو سے یار سے
ہے بعد مرگ دھیان جو شعلہ عذار کا
پیدا شرر نکیون ہو غبار مزار سے
ہی چشم زار سے مری باغ جنون کو آب
داغ جگر نہ کم ہین گل نو بہار سے
وہ شعلہ رو کی سوز مین دل داغدار ہے
دیکھی تو آگ لگ اوٹھی شجر چنار سے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ناسخ یہ وہ غزل ہے جنون آگہ سنتے ہی
سودا کفن کو پھاڑ کے نکلے مزار سے

۱۲۹

وصل کی دولت ملی جذب دل بیتاب سے
کیمیا ہمنے بنائی ہے مگر سیماب سے
دن کو رات اوسنے کیا ہے گیسوئے پرتاب سے
رات کو دن کر دیا ہے روئے عالمتاب سے
استر اوسکی ذقن پر جب سے ہے ثابت ہوا
دور ہو جاتے ہین تنکے حلقۂ گرداب سے
آگی افتادون کی پاتی ہین کوئی سرکش فروغ
سرد ہو جاتی ہے کیون بازار آتش آب سے
پڑتی ہے عکس رخ جانان کی ہے تشبیہ تمام
پوچھئے کو ہانسے آئینہ کو مہتاب سے
غیر سے لگوائی مہندی اوسنے ہاتون پر جو رات
پنجۂ مژگان کو بھی ہمنے رنگا خوناب سے
مدتین گذرین کہ رہتا ہون خیال یار مین
دیکھو پروانے سی صحبت رات کو سرخاب سے
مونھ کو تیری دیکھ کر ہمکو ہوا جوش جنون
کرتے ہین کیونکر طبیب اصلاح خون عناب سے
کھائے ہین ایسے تری محراب ابرو کے فریب
بھاگتے ہین دور ہم مسجد کی بھی محراب سے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

ہرچند روئین قبر مین گرد رد دل سے ہم
دریا رواں ہوا اشک کا خاک مزار سے

۱۳

بیقراری برق نے سیکھی دل بیتاب سے
اضطرابی کو نہ کیونکر فوق ہو سیماب سے
دل مرا روشن ہوا داغ دل پرتاب سے
کام کیا مجکو ضیائے مہر عالمتاب سے
ای دل تشنہ نہ ہو چاہ ذقن کا آشنا
ڈوب کر کوئی نکلتا ہے کبھی گرداب سے
مثل روغن ہو گئی شبنم تھی بزم باغ مین
کر دیا روشن چراغ گل کو اپنے آب سے
رات دن دلمین جو حسن ماہ رو کا دھیان ہے
گھر مرا روشن ہوا ہے شعل مہتاب سے
مردم دیدہ نیا رنگ ہر دیکھو رنگ ڈھنگ
چشم کا پردہ رنگا سرخ اشک کی خوناب سے
خال دیکھا جب رخ رنگین پہ آیا یہ خیال
زاغ پیدا ہو گیا کیا بیضۂ سرخاب سے
تاک کر دیکھین چمن مین کس لئے انگور کو
سیب کی لذت ملی بوس لب عناب سے
سر جھکانا چاہیے آداب سے اس کا نخ مین
سیکھ لی تو پشت خم کرتا قد محراب سے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

بی حقیقت کو بلا سی کب ہی دنیا مین گزند
عکس تنکے کا بھی بہ سکتا نہین سیلاب سے
ہی مسرت راحت دنیا سی غفلب کی سبب
کون خوش ہوتا ہی بیداری مین عیش خواب سے
آسمان کی پاس سامان عیب پوشی کا نہین
کب کسیکا ستر ہوگا چادر مہتاب سے
خاک کوئی یار ہے ناسخ مری تن پر لباس
کام کیا مجکو حریر و اطلس و کمخواب سی

غزلیات تصنیف ہرچند مردھنی

دیدۂ پر آب سی این اشک آتشگون روان
کیا عجب گر دامن صحرا جلے سیلاب سے
ہجر مین اوس آشنا کے ہوگئی بیگانہ چشم
آشنا ہوتے نہین فرزات گاہی خواب سی
شوب بن وہ تو حقیقت مین ہے ناپاک دلمین
اوڑھے گر وہ تن ہو میلا چادر مہتاب سی
گلبدن سی دل لگا ہرچند کب آتا ہی خواب
بعد مردن بھی کفن ہو چادر کمخواب سی

۱۲۰

۱۱

چہرہ ہوا ہی غیرت گل آفتاب سی
خوشبو مین ہے زیادہ پسینا گلاب سی
اوس روے آتشین نی دیا ہے یہ داغ دل
روشن ہوا چراغ مرا آفتاب سے
ہم بوسہ مانگتے ہین وہ کچھہ بولتے نہین
محروم ہے سوال ہمارا جواب سے
دم مین تمام دامن صحرا محیط ہو
سرکی جو آستین ابھی چشم پر آب سے
جینا فراق کا نہین ہرگز حساب مین
غنیمت ہوئی کہ مرچکے ہین ہم حساب سی
خط ہی جو گرد عارض جانان عجب نہین
کیونکر نہ نکلے خط شعاع آفتاب سے

عارض کو اوسکے فوق گل آفتاب سی
نفرت ہوئی دماغ کو بوے گلاب سی
مہ رو نقاب سی رخ روشن جو ڈھانپتا
تابانہ نور روے زمین آفتاب سے
خط دی کے اور کہتا زبانی سوال ہے
محروم خط کی رہنا نہ قاصد جواب سی
غرش نہ سے سبب ہی فلک پر یہ ابر کی
مانگی ہے الامان میری چشم پر آب سی
دیتی ہو گالیان ہمین تم بے حساب کیون
باتین کیا کرو تو سمجھہ کر حساب سے
جین جبین مصرعۂ دیوان حسن ہے
کلک قضا نے لکھا خط آفتاب سے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کب تک غبار چشم سے آلودہ مین رہون
کرتا ہون غسل خنجر قاتل کی آب سے

کھا جای بل کمر جو نزاکت سی ڈر نہین
رسی کیطرح ہو کی قوی پیچ و تاب سی

کرتی ہین سیر مصحف رخ زلف مین ہنسی
دست خطا مین چل پڑی راہ صواب سے

دریاے حسن گردہ پر پیرو نہین ولا
پھر کیون یہ سینے پر ہین عیان دو حباب سے

اس حال سے شفاعت ناسخ ہو حشر مین
امید ہے جناب رسالت مآب سی

ہے شب وصل جو ای ماہ جبین تھوڑی سی
ہے مری جسم مین بھی جان حزین تھوڑی سی

سمجھے ہم ابر سیہ سی نکل آیا تارا
کھل گئی بالون سے جو تیری جبین تھوڑی سی

دشت آباد جہان تنگ ہوا زیر فلک
چاہیے مجکو جگہہ زیر زمین تھوڑی سی

کیا لبالب ہے ترے تنگ دہن مین شکر
دیجیو مجکو بھی اے طفل حسین تھوڑی سی

تیرے سی نام کی ای جان ہے بس گنجایش
وسعت دل بھی ہے مانند نگین تھوڑی سی

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

ہے شعلہ رو کا شور عجب کیا کہ وقت قتل
نکلین شرارے آگ کی خنجر کی آب سے

تار نظر مین چشم کے دیکھا نہ پیچ و تاب
رکھتا ہے ناز کی یہ تری پیچ تاب سے

عشق بتان مین محو ہے یاد خدا کو بھول
گمراہ کیون ہوا ہے تو راہ ثواب سی

آسودہ کوئی ہے نہین بحر خراب مین
پیدا ہے طرز خانہ بدوشی حباب سے

ہرچند اہل امت چاہتی ہین مغفرت
شرمندہ گناہ ہین رسالت مآب سی

مہر ہم پر بھی ہو ای ماہ جبین تھوڑی سی
وصل سی تیری ہو خوش جان حزین تھوڑی سی

ماہ نو عید کا ہو شام تمنا کو مرے
دیکھون مہ رو کی اگر چین جبین تھوڑی سی

وسعت حوصلہ وہ جوش جنون رکھتا ہے
ہے جسے گشت کو صحرا کی زمین تھوڑی سی

پیر ہو جائیگا سن ور جوانی یہ نہو
حسن کی عمر ہے اے طفل حسین تھوڑی سی

کرتا ہے سوز جگر داغ سے منقوش اوسے
لخت دل کو بھی مری زیب نگین تھوڑی سی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کیا ہیچ ہے تری دلبری کا سا یہ ماہ جبین
چاند کے روز جو گھٹتی ہے جبین تھوڑی سی
سنگ اسود کی طرح سے رخ زاہد ہو سیاہ
کیا ہی سجدون سے ہوئی تیرہ جبین تھوڑی سی
مین تو کرتا ہون بہت سی تری خاطرداری
مری خاطر بھی تو ہو اے مہ جبین تھوڑی سی
غرۂ ماہ مبارک ہے یہ دینداروں کو
لے شراب آج تو اے دشمن دین تھوڑی سی

ابر مژگان سے جدائی مین گھٹا برسات کی
اپنی ٹھنڈی سانس گویا ہے ہوا برسات کی
دردمند عشق ہون کب ہے ہوا برسات کی
درد کو کر دیتی ہے دونا ہوا برسات کی
قبل بارش روتی روتی کور ہو جاؤن کہین
ہجر مین صورت نہ دیکھون اے خدا برسات کی
کہتے ہین رو رو کے مفلس مجکو روتا دیکھ کر
خانہ ویرانی کو کیا کم ہے بلا برسات کی
رعد قلقل موج مے بجلی گھٹا مے ہے سحاب
میکشون کو کب ہے حاجت ساقیا برسات کی
باغ و مے ابر و غنا مہتاب ہے وصل دوست
ایک دل ہے اور حسرت ہے قضا برسات کی

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

ماہ بڑھ بڑھ کی ترقی سے نہ گھٹتا ہرگز
ترے در پر جو رگڑتا وہ جبین تھوڑی سی
ہے شب وصل چھپاتا ہے تو کیون منھ کو
برقعہ کو کھول دکھا دے تو جبین تھوڑی سی
بے سبب ہو کے خفا ہرچند جور نہ کر
دل مین رکھ مہر و وفا اے مہ جبین تھوڑی سی
نقد دل پہلے ہی سب لے گیا ہرچند مرا
جنس ایمان کی نہ لے رہزن دین تھوڑی سی

چشم گریان اشک ریزی ہے جون گھٹا برسات کی
سرد آہ دل کی ہوئی ٹھنڈی ہوا برسات کی
شعلہ آسا دل جلاتی ہے ہوا برسات کی
ابر خوبی مین نہین بھاتی ہوا برسات کی
جو اوگی سبزہ تو سمجھون سبزۂ خط صنم
دے اگر تاثیر گریہ کو ہوا برسات کی
جب شب تاریک مین یاد آگئی زلف سیاہ
ہو گئی کالی گھٹا کالی بلا برسات کی
جبکہ میخانہ مین مے پیکر ہوئی بدمست ہم
یاد اوس عالم مین آئی ساقیا برسات کی
گاہ سردی گاہ گرمی گاہ ترشح ابر کی
سیر موسم کی دکھاتی ہے ہوا برسات کی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

تیرے آگے ابر مین منہ چھپائی آفتاب
اسے پری کیا رنگ لائی ہی ہوا برسات کی

ایسی ہم آماج گاہ تیر مژگان ہوگئے
رونگٹے کی جا بدن پر ساری پیکان ہوگئے
سب ہوا سی بال زلفون کے پریشان ہوگئی
شل سنبل تار تار اکثر گریبان ہوگئے
باغ مین گلبن مین گلدستے ہزارون کے تمام
خاک مین کیا کیا ہی گلرخسار پنہان ہوگئے
دلمین جب آیا تصور اوسکا تب کہنے لگا
شل یوسف ہم اسیر کنج زندان ہوگئے
گلشن عالم مین ہون وہ عندلیب نغمہ سنج
زاغ جسکے زمزمے سنکر خوش الحان ہوگئے
اوس پری نے دی نشانی ہمکو جو انگشتری
ایسے آئے یاد مین گویا سلیمان ہوگئے
یہ اسیری مین پھسایا ناتوانی نے مجھے
رفتہ رفتہ حلقۂ زنجیر زندان ہوگئے
رشک کوئی یار سے دنیا مین جتنے باغ تھے
گلشن شداد سان نظرون سے پنہان ہوگئے
وصل کی شب پھٹ گیا جیب گریبان سحر
پیرہن مین یان گریبان تا گریبان ہوگئے

غزلیات تصنیف ہر چند سر دھنی

گریہ مین ہر چند نکلی ہی جگر سے آہ سرد
رکھتے ہین موجود ہم ابر و ہوا برسات کی

۱۷

وقت گریہ یاد دل مین تیر مژگان ہوگئے
اشک کی قطرے سر مژگان پیکان ہوگئے
تیری کاکل دیکھ کر سنبل پریشان ہوگئے
رخ سے گل حسرت مین آسر در گریبان ہوگئے
کس نگاہ شرمگین کی تیغ کے یہ زخم ہین
شرم سے جو پردۂ سینہ مین پنہان ہوگئے
مجنون اور فرہاد سان کیون نہ صحرا مین پھرے
حیف جب سودا ہوا محبوس زندان ہوگئے
طوطی خامہ کو تھی تعلیم اوستاد ازل
مرغ مضمون فیض سے اوسکے خوش الحان ہوگئے
وہ پری رو پاس میری تخت پر ہی ہمنشین
ہم بھی تو اپنے زمانے کی سلیمان ہوگئے
قید مین یوسف گیا روشن وہان حسن سے
شمع آسا روزن دیوار زندان ہوگئے
پاکبازون کو نہ ظاہر بین کی صحبت ہو پسند
دیکھ لو تار نظر چشمون سے پنہان ہوگئے
واہ رے دست جنون خورشید رو کی عشق مین
صبح آسا چاک یان لاکھون گریبان ہوگئے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دیکھی اوس گلگون قبا کی باغ مین جس دم بہار
پھاڑ کر کپڑے ہزارون غنچے عریان ہوگئے

چلتے چلتے کر گیا اعجاز زور اسے خوشخرام
جسقدر تھی نقش پا کبک خرامان ہوگئے

گلشن رخسار جانان سے ہوئی رخصت بہار
صورت برگ خزان عاشق پریشان ہوگئے

ارمغان داغ سودائی چلے سوئے چمن
دو دن اس وحشت سرا مین ہم بھی مہمان ہوگئے

جتنے ہین داغ جنون ہین سکہ شاہان حسین
کشور دل مین روان کس کس کے فرمان ہوگئے

جسجگہ تھے قصر منظر ہنگئین کورین تمام
شہر جو آباد تھے شہر خموشان ہوگئے

شانہ کرتے غیر کو دیکھا تو ہم نفرت ہوے
گیسوئے پیچیدہ مجکو مار پیچان ہوگئے

راتدن رہتی ہے ناسخ ہمکو از خود رفتگی
آہ جیسے عاشق رفتار جانان ہوگئے

غزلیات تصنیف ہرچند سر و چشمی

زندگی مین بے پہن پوشاک مرکر قبر مین
گل کے مردون کی کفن سب جسم عریان ہوگئے

پڑ گیا سرو خرامان کا جو سایہ وقت سیر
سرو بستان جو تھی سب سرو خرامان ہوگئے

سنبلستان ہوگئی جو آئینے تھی روبرو
بال جب زلفون کی چہرہ پر پریشان ہوگئے

بلبلو شیدا ہوئی کیون کب ہے قائم یہ بہار
اس چمن مین چار دن گل آکے مہمان ہوگئے

سبزہ خط آیا جو اوسکے عارض گلرنگ پر
جو گل نافرمان تھے سب زیر فرمان ہوگئے

جاگ اوٹھے سب خفتگان گو رغو غا ہیچ گیا
ہم روان جسدم سوئے شہر خموشان ہوگئے

لکھتے لکھتے زلف پیچان جبکہ یاد آئی مجھے
اک قلم حرفون کی حلقے مار پیچان ہوگئے

اوس پری کی جا کی زیر کاخ ہرچند ہسے
مثل سایہ پشت بر دیوار جانان ہوگئے

۱۱

شان آگئے خاکسار کی سرکش کی کب رہی
پیدا ہو بو تراب تو کیا بو لہب رہی

مانند دانہ خال بہم خاک مین ملے
نکلا جو اوسکا سبزہ خط کھیت اب رہی

خورشید رخ سے زینت مہتاب کب رہی
رتبہ یہ بو تراب کی کیا بو لہب رہی

کبتک تری جدائی کا ای جان ہو قلق
رنج و ملال و حسرت و غم دل یہ اب رہے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ریگ رواں ہی ہے ہماری جسد کی خاک
اک دم نہ بعد مرگ بھی ہم بے طلب رہے

اس باغ میں ثبات ہی گل کو نہ خار کو
اسفل رہے جہاں میں نہ عالی نسب رہے

مر دے جیا کئی لب جان بخش یار سے
بوسہ کے اشتیاق میں ہم جان بلب رہے

اے تاجدار ملک کہاں مغتنم ہے یہ
قابو میں گر لحد کی زمیں دو وجب رہے

گر گر کے شیشے اشک کے ٹوٹینگے کسقدر
اے گریہ میرے دلکا سلامت حلب رہے

انسان دلمیں کہتے ہیں حسرت سے مرتے دم
تنہا عدم کو ہم چلے دنیا میں سب رہے

ہر موج بوریا رگ خواب گراں ہوئی
راحت میں عمر بھی مری پائی طلب رہے

کی ہے خیال نفی میں سب زندگی بسر
گویا کہ ہم جہان میں بس ایک شب رہے

ناسخ ہر ایک ملک کی ہوتی ہے اور رسم
آزردہ وضع دہر سے ہم بے سبب رہے

۱۳۵

کچھ عدم کا بھی خیال اے دل تجھے یہاں چاہیے
گو عزیز مصر ہے پر یاد کنعان چاہیے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

چاہ ذقن کا بوسہ جو دے شیریں لب خضر
آب حیات کی ہمیں پھر کیا طلب رہے

پھرتا ہے چرخ چرخ میں ذرات بیقرار
آسودہ دل نہ کوئی بھی عالی نسب رہے

سی کو خاک ہو کے ملی آبروئی سے
رتبہ ملا کہ یار کی بالائے لب رہے

وصل سے برائے نام رہے ہمسے وہ جدا
سوتا ہے پاس دور وہی دو وجب رہے

شیشے جو آبادن کی بناتا ہے سوز دل
کیونکر وقار شیشہ گران حلب رہے

آیا چلا گیا نہ سنی اوسنے ایک بات
شکوے تھے سیکڑوں بھرے دلمیں سو سب رہے

ڈھونڈا جو ہمنے یار کو پایا نہ کچھ پتا
سرگردان رات دن مرا پائے طلب رہے

آنکھوں کے تل کو دیکھ کے روغن ہوا ہے خون
روشن چراغ داغ جگر روز شب رہے

ہرچند ہے نہ چشم کو اب آستیں سے انس
یہ رشک کب نظر سے گرانے سبب رہے

۱۷

کب چراغ مہ سے روشن گھر مرا یاں چاہیے
اے عزیزو جلوہ گر وہ ماہ کنعان چاہیے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

کوچۂ دلدار کے حسرت مین رونے کے لیے
پانون کو اب آبلی کی چشم گریان چاہیے

حشر برپا کر رہی ہے ناقۂ لیلی کی چال
صور اسرافیل اب جائے حدی خوان چاہیے

چاک رکھتا ہون جو وحشت مین گریبان شام صبح
اک پری رو غیرت خورشید تابان چاہیے

غل مری زنجیر کا پہونچا تو وہ کہنے لگا
خانۂ زنجیر کو بھی اب نگہبان چاہیے

میری غم مین رو کے عالم کو کریگا اب وہ قتل
اشک کی بھی ناوک مژگان کو پیکان چاہیے

ہون وہ مجنون عہد طفلی مین مجھے کہتے تھے لوگ
گوشۂ زندان اسی جائے دبستان چاہیے

استلام سنگ اسود سے ہمین کیا زاہدا
بوسۂ خال تہ ابروے جانان چاہیے

دمبدم گھٹتی ہے میری کشتۂ عمر روان
مجکو آب خنجر قاتل کا طوفان چاہیے

آگیا میری مین اوسکی بوسۂ لب کا خیال
ہونٹھ کاٹون کسطرح حسرت سے دندان چاہیے

بخیۂ خورشید کو کافی ہے اک جیب سحر
روز یان دست جنون کو سو گریبان چاہیے

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

ساقیا اس بزم مین رووے کوئی کوئی ہنسے
جام مے خندان ہے چشم شیشہ گریان چاہیے

چاہیے ساتھ اوسکی ہوتا یہ دل نالان مرا
محمل لیلی کو کیا کوئی حدی خوان چاہیے

شب کو کرتا ہے فلک جو خانۂ مہوش تلاش
پھر نہ کیون کف مین چراغ ماہ تابان چاہیے

تا نہ اوسکی گھر مین جائے کسی اغیار کو
چشم نگران اوسکی ڈیوڑھی پر نگہبان چاہیے

جنبش مژگان نہین ہے ناوک اندازی سے کم
پھر تو کیون اوسکی کمان کو تیر و پیکان چاہیے

اے معلم بے زبان مین کیا کرین تحصیل علم
طفل اشکون کو نہ تعلیم دبستان چاہیے

کس لیے سوئے فلک اے مومنون دیکھون ہلال
عید کے دن دیکھنا ابروے جانان چاہیے

خشک کشت چرخ ہے سرسبز ہو اوسکی آب سے
دیدۂ گریان کو مرے جوش طوفان چاہیے

تا کہ رشتۂ عمر کو دانتون سے وہ کھولے گرہ
قاتلا تیغے مین تیری کیون نہ دندان چاہیے

اے جنون ہے ضعف سے گردن پہ مجکو بسکا بار
گو ہے دامن چاک اب پھاڑا گریبان چاہیے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

حسرت نظارۂ زلف پریشان دلمین ہے
پھر تسکین گورمین کچھ مار پیچان چاہیے

عمر گذری روتی روتی ہنس بھی لون اب جی مین ہے
میری سوکھہ پر کوئی قاتل زخم خندان چاہیے

ورد مژگان زبان سی مین لب جانان کی وصف
اشک خون کی جسم کو تسبیح مرجان چاہیے

سنگ ریزہا جلوہ چن چن کی بھر کو دکان
عاریت ای کوہ مجھہ وحشی کو دامان چاہیے

روح سعدی ہو گئی ہوگی خوشی سے باغ باغ
آج پڑھنی کے لیے اوسکو گلستان چاہیے

طالب دنیا مونث ہین بھلا کیا اسنے کام
مرد ہی ناسخ کو عشق شاہ مردان چاہیے

۱۷

جوش وحشت کو دلا ایک گھوڑا چاہیے
فصل گل مین موج بوی گل کا توڑا چاہیے

زخم خندان جام خندان کی بدل ہون ہجر مین
شیشۂ مے کے عوض پہلو مین پھوڑا چاہیے

فرقت ساقی مین آیا ہی خیال ای میکشو
شیشۂ مے آبلہ ہی اسکو پھوڑا چاہیے

کرچکا ہون صرف سب گنج مضامین بلند
عرش کے دروازے کا اب قفل توڑا چاہیے

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

اوس عذار سیمگون پر حلقہ زن ہو کیون نہ زلف
گنج کے اوپر قیام مار پیچان چاہیے

غم سے ہی دلگیر شاید اس سے کچھ دل شاد ہو
جان غمگین کو خیال روے خندان چاہیے

اشک خونین چشم تر کی صورت دانہ ہوئی
پنجۂ مژگان کو بھی تسبیح مرجان چاہیے

بحر خوبی کا ہی سودا عریان طفل اشک ہین
جا در آب روان سے اونکو دامان چاہیے

اوسکو تو ازبر زبانی یاد ہے دیوان درد
کب مری طفل اشک کو پڑھنی گلستان چاہیے

ہو روا ہرچند حاجت عرض کر مردانہ حال
کام مردون کا ہو مدد شاہ مردان چاہیے

شہسوار عشق کو سودا کا گھوڑا چاہیے
سبزۂ صحرا روندکر پادون سی توڑا چاہیے

رکھتا ہین بادام چشمون کا جو سودا سر مین ہون
سر کو اپنی پھر نکیون پتھر سی پھوڑا چاہیے

حاجت جراح کب ہی دنبل دلکو مرے
نشتر آہ جگر سے اوسکو پھوڑا چاہیے

سیمبر تو خود ہی زیبائی سے کان گنج حسن
اور کیا تیری لیے سونے کا توڑا چاہیے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دھوئی جو پائے حنائی آب جو کی باغ مین
پاؤن مین شمشاد کی سوزن کا توڑا چاہیے

خط مین وہ مضمون ٹپکی سی جسے ٹوٹی کہ
نامہ بر کہتا ہے انعام ایک توڑا چاہیے

یار کو خط لکھنے بیٹھا مین تو دفتر ہو گیا
شوق کہتا ہی کہ اور اک بند جوڑا چاہیے

ڈرتی ڈرتے گر پڑے ہین ایک دو آنسو مرے
نوح کے طوفان کا طوفان جوڑا چاہیے

دور مینائے قیامت بھی نہونی دیجیئے
چرخ مینائی جو ٹوٹی اسکو جوڑا چاہیے

کیون نہو وہ نوجوان برسات مین رنگین لباس
پیر گردون تک شفق کا لال جوڑا چاہیے

ایک خط لیجائیگا تو جلد وہ بھیجیگا
قاصد اسپ خواب کا اب مجکو جوڑا چاہیے

کیا ہون مین وحشی کہ رہتا ہی سگ جانان کو دھیان
شیر بھی کوئی جو آجائے بھنبوڑا چاہیے

پڑھ چکے زاہد نمازین منہ برستا ہی نہین
دامن تر اتنا اے ساقی نچوڑا چاہیے

نازکی دیکھو کہ ورزش کر کے کہتا ہی وہ گل
شاخ گل کی اب کلائی کو مروڑا چاہیے

غزلیات تصنیف ہرچند پسر دھنی

دلمین اسے گلچین ستمگر کیون نہین کرتا ہی رحم
فصل گل مین شاخ گل سے گل نہ توڑا چاہیے

رشتۂ الفت تو اوس سی جوڑتا ہی کسلیے
اے جنون پوشاک تن کا تار توڑا چاہیے

گلبدن کو بار ہے تن پر لباس شبنمی
چادر مہ سے بنایا اوسکو جوڑا چاہیے

پردہ پوشی کے لیے ہے دامن صحرا مجھے
مثل مجنون کیا تن عریان کا جوڑا چاہیے

نامور حاتم سخاوت سی زمانہ مین ہوا
مثل قارون مال و دولت کو نہ جوڑا چاہیے

تاکہ کھل جائے بہار حسن رنگ سبز کی
جون گل لالہ بدن مین لال جوڑا چاہیے

طوطی شیرین سخن سے کم نہین خامہ مرا
کیا مجھے اب پالنا بلبل کا جوڑا چاہیے

شیر مردی تیری جب آئی نظر اے آہوچشم
شیر گردون بھی اگر آئے بھنبوڑا چاہیے

تا ہوا لیجا نہ میری خاک کوئی یار سے
چشم تر یان دامن مژگان نچوڑا چاہیے

وصل کی شب بھی تو بول اوٹھے کہین وقت سحر
مرغ صبح خیز کی گردن مروڑا چاہیے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دست وحشت مین کہان ہوش و حواس و عقل و دین
ای جوان اس قافلے کا ساتھ چھوڑا چاہیے
ہم کہین کو جاتے ہین کہتی ہی دنیا کی ہوس
توسن عمر روان کی باگ موڑا چاہیے
کر گیا وحشت وہ تیری بیقراری دیکھہ کر
عشق مین ناسخ لشر کو ضبط تھوڑا چاہیے

۱۲ پنجہ گلگون چمن کو اب دکھایا چاہیے
رشک سی مہندی کی ٹٹی کو جلایا چاہیے
ٹھوکر اک پائے نگارین سی لگا کر گلرخو
پھول کوئی میری تربت پر چڑھایا چاہیے
باغ مین اوس گل کو لیجا کر بٹھایا ہی ضرور
کھلیون مین عندلیبو نکو اوڑایا چاہیے
اشک کون چشم میگون سی گرا کر نشہ مین
بادہ مجھہ میکش کی تربت پر چڑھایا چاہیے
چہرۂ جانان ہی مصحف اور مین بیمار ہون
دار کر اسیر سے پانی اب پلایا چاہیے
دلکو خواہش ہی کہ طفلان حسین گھیرے رہین
اب کوان روز ون دیوانا بنایا چاہیے
سیر کو تالے سنکے چڑھ آیا وہ ظالم بام پر
آسمان کو اب دماغ اپنا چڑھایا چاہیے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

جب موے تو ساتھ تیری کون ان پر جائیگا
زیست ہی مین ساتھ گھر والون کا چھوڑا چاہیے
چھوڑنا جیتا نہ مجکو گر مرون غم سی چھٹون
قتل سے میری نہ خنجر موکھہ کو موڑا چاہیے
ای دل بیمار مضطر ہو نہ درد ہجر سے
پائے ہرچند یہ شفا پر صبر تھوڑا چاہیے

۱۲ حسن کا اپنے پری جلوہ دکھایا چاہیے
سوز غم سے دل سلیمان کا جلایا چاہیے
ہی شب مہتاب مین نشہ چڑھا پھر ہوا دار
ماہ رو کو بام کے اوپر چڑھایا چاہیے
کوئے جانان مین مرا جانا نہ ظاہر ہو صبا
نقش پا روی زمین سے بھی اوڑایا چاہیے
مر گیا ہون مین جو اوس سنگ تمر کی عشق مین
چادر مہتاب مرقد پر چڑھایا چاہیے
ہی شب مہتاب اور مہتاب وش بھی پاس ہے
سے جو مثل آفتاب ہو وہ پلایا چاہیے
دیکھکر عاشق جسے دل رفتہ ہو سوجان سے
حسن کا دلبر بناو ایسا بنایا چاہیے
کام بے حیلہ کرے ہے تیر مژگان سے تمام
چلہ اون ابرو کمان پر کیون چڑھایا چاہیے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی	غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی
جسکے ہاتھ آیا خزانہ قصد رکھتا ہے یہی	گل کو ہی رشک چمن مشتاق بلبل سان کرو
مثل فوارہ جہان مین سر اوٹھایا چاہیے	چہرۂ گلرنگ سی پردہ اوٹھایا چاہیے
داغ فرقت زیست بھر سوز جہنم بعد مرگ	قدر چاہت کی نہین اور ہی نہ الفت کا نباہ
ان بتون کو کس توقع پر خدایا چاہیے	چاہ دل سے کیون بتون کو پھر خدایا چاہیے
یار کی ٹیڑھی نگہ بھی لطف سی خالی نہین	شعلہ رو کا جوش کیا دل او بھڑکنی کو لا
ہو اگر تلوار اصل او سکو دبایا چاہیے	لکھکر کوئی نقش آتش مین دبایا چاہیے
طالب زینت نہین رنگینی بے ساختہ	کب تبسم اوس گل رعنا سا او سمین ہی صبا
پنجۂ مرجان کو کیا مہندی لگایا چاہیے	غنچہ ہاے باغ کو کیا موتھہ لگایا چاہیے
محفل عشرت مین ناسخ یاد آیا ہی مجھے	اب تھما ہرچند رو رو کر طفل اشک سا ہے
شمع سان ہستی مین یارونکو رولایا چاہیے	اور نہ ای درد جگر او سکو رولایا چاہیے

ناسخ		ہرچند
کر گیا ہی مری آغوش کو جانان خالی	۱۹	ہو نہ ہوا دل سے ولیکن غم جانان خالی
اس سے ہیئے کو بجا کہتے ہین انسان خالی		کر گئی جان مری گو قالب انسان خالی
بارہا ہو گئی لالہ سے بیابان خالی		محمل لیلی سی ہے گرچہ بیابان خالی
نہ کبھی داغ سے پایا دل نالان خالی		پر نہین بانگ جرس سے دل نالان خالی
باغ مین سنکی مرے زمزمہ پردازی کو		ہمصفیر و نہو پھر اوس مین کوئی نغمہ سرا
آشیان کر گئی مرغان خوش الحان خالی		قفس تن کری جب مرغ خوش الحان خالی
ہو گیا عمر مین لبریز مرا ساغر عمر		لطف ساقی ہو بیان کیا کہ شب مجلس مینا
نشئہ می نہوا تھا ابھی چندان خالی		جام مے بھر دیا تھا دکہ نہ چندان خالی
یہ لگی چاٹ مری زخمون کی سیری نہوئی		کو نمک پاش ہے زخم دل عشاقان پر
ہو گئی کہتے ہی قاتل کے نمکدان خالی		ہو نہ انجم بھر اگر دون کا نمکدان خالی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

جان سے پہلے چلا مال مرا پیری مین
کر چلے درج دہن کو در دندان خالی

صاف ہون خاک کدورت سے یہ دکھلائے آخر
کسطرح ریگ روان سے ہو بیابان خالی

ایک چھوٹا تو ملے دوسرے کو قید حیات
کبھی ہوتا نہین یہ خانۂ زندان خالی

دیکھ سکتا نہین کانٹے کی زبان تک شبنم
کیون نہ ہو چشمۂ خورشید درخشان خالی

مین ہون کیا چیز ولا خاک نشین ہو ضعیف
کر دیا موت نے اورنگ سلیمان خالی

روح مین جنت کو گئی جسم سے کوچۂ یار
دفن ہونے سے ہوا گنج شہیدان خالی

لعل لب خط کے نکلتے ہی ہوا ہے بے آب
خضر آیا تو ہوا چشمۂ حیوان خالی

قابل گوہر مقصود نہین رنگین طبع
عین دریا مین رہا پنجۂ مرجان خالی

کسقدر تشنۂ دیدار ہوئے ہین سیراب
نظر آتا ہے ترا چاہ زنخدان خالی

کون دونون مین خدا جانے خدا کو ہے پسند
کفر سے چاہیے لازم نہین ایمان خالی

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

لذت بوسۂ دلبر کی ہے حسرت دل مین
لب گڑھے سے نہین رہتے مرے دندان خالی

آہو چشمون کی ہے وحشت کہ بیابان مین ہون
وحشیون سے نہین رہتا ہے بیابان خالی

اپنے یوسف کو کیا خانۂ دلمین محبوس
کیون عزیزو نہ رہے مصر کا زندان خالی

آتشین جو ہون کو اس باغ سے کچھ فیض نہو
ہے یہ خوشبو سے گل مہر درخشان خالی

دیکھے گر حسن پری رو کا بنے دیوانہ
کیون نہ کر جائے پرستان کو سلیمان خالی

چلے اکبار جو تیغ نگہ ہون قتل ہزار
کشتون سے ہو نہ کبھی گنج شہیدان خالی

سبز خط نکلے نکیون گرد یہ غبغب کے
خضر سے رہتا ہے کب چشمۂ حیوان خالی

رنگ قدرت ہے نہ جون رنگ حنا اوڑ جائے
رنگ سے ہو نہ کبھی پنجۂ مرجان خالی

اے لب تشنہ تو سیراب ہوا اوس سے کیونکر
آب سے یار کا ہے چاہ زنخدان خالی

دیکھے میخانہ مین گر حسن مرے ساقی کا
کرے جون جام دل زاہد ایمان خالی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

خانۂ غارتی ہین جو کہ درم بھرتے ہین
عقل سے مجکو نظر آئے وہ انسان خالی

ہوئے تیری سر شوریدہ پہ آفت نازل
آج لڑکون کی نظر آتے ہین دامان خالی

مری آغوش سے تو صبح شب وصل چلا
رہ گیا ہالہ مرا اسے مہ تابان خالی

یہ غبار راہ ہی ناسخ نہ ملا ایک گھڑی
صدورت شیشۂ ساعت دل یاران خالی

غزلیات تصنیف ہرچند سرہنی

لعل کو کوہ بدخشان رکھی سینہ مین چھپا
حرص دولت سی ہو پھر کیون دل انسان خالی

کب ہمین فیض ہوا فصل بہار گل سے
لے چلے جون صبا ہم باغ سی دامان خالی

ناگہہ چہرہ ماہ کی آیا جو عرق کیا ہی عجب
تارون سے کب ہو فلک امی مہ تابان خالی

یارون کو رہنی دے ملکہ نہ زمین پر ہرچند
جور گردون سے ہوئی صحبت یاران خالی

۱۱

یاد تیابیک عشق سے کیونکر ہو مرا دل خالی
کہ بدن جان سی ہوتا ہی بمشکل خالی

لوگ کہتے ہین کہ ہالہ ہی عیان چاند نہین
یان جو آغوش ہی بے حور شمائل خالی

ہوا جسمین لبریز مرا ساغر عمر
کر گیا مین قدح زہر ہلاہل خالی

نفع پروردۂ آغوش سے پایا کسنے
موتیون سی ہو کیون دامن ساحل خالی

بے حیائی سبب ہے دنیا مین حصول مطلب
نظر آیا نہ کبھی کاسۂ سائل خالی

جب تری چاہ زنخدان کو بھرا سحر و نے
چاہ کتنے ہوئے مثل چہ بابل خالی

یاد ابرو سی کیون طرح مرا دل خالی
میان شمشیر سے رہتا ہی بمشکل خالی

کیون نہ جنت بھی مجھے مثل سقر آئے نظر
کر گئی گھر کو مرے حور شمائل خالی

زلف کو چھونہ دلا زہر چڑہی ڈستی ہے
دہن مار سے کب زہر ہلاہل خالی

ہمکناری پہ بھی تشنہ ہون مین او بحر حسن
ہی عجب آب سی کیون ہی لب ساحل خالی

مردم چشم کو گریہ سی گہر بخشی ہے
کب در چشم سے جائی کوئی سائل خالی

ہی تری چاہ زنخدان مین کہان آب بھرا
سمجھا مین اسکو کہ ہی یہ چہ بابل خالی

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

پر ہوے اشکون سی دریا کیطرح دیدۂ تر
ہنوا چشمے کی مانند مرا دل خالی

اے پری سب نظر آتی ہین تری سودائی
کہ نہین داغ سویدا سے کوئی دل خالی

شمع سان گھر تری جلوہ سی تھا پرنور
تیرے اوٹھنے سے نظر آگئی محفل خالی

نہ ہماری دہن زخم سے چھوٹی تلوار
لے گیا میان ہی مقتل سے وہ قاتل خالی

یاد آیا مجھے کیا مصرعۂ گرم ای ناسخ
نفس سرد بھرون تو بھی نہو دل خالی

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

بعد مردن بھی ترا دھیان رہی جی مین کھڑا
جیتے جی ہو غم فرقت سی کہان دل خالی

یار کا دھیان مری آنکھون مین بسا ہی مدام
جلوۂ حسن سی دیکھو نہین ہی دل خالی

سوز سی شمع صفت دل مرا رہتا ہی بھرا
شمع رو سی نظر آتی ہی جو محفل خالی

ترک دیدہ جو نظر آیا پئے تیغ نگہہ
جانا بن قتل کرے جائے نہ قاتل خالی

جام مے ساقی کے میخانہ سی پیتے ہرچند
بادۂ عشق سی ہوتا جو خم دل خالی

۱۲

روز مرگ آرزو ہے تابکے غم کیجیے
تا کجا دست دعا کو وقف ماتم کیجیے

حسن گندم گون پہ ہی یہ خانہ بربادی بجا
ابن آدم ہین نہ کیون تقلید آدم کیجیے

یان چراغ زندگی روشن ہی سوز داغ سی
امتحان کو بہلا عیسی شمع پر دم کیجیے

جو بخیلون سی ملا وہ قابل ایثار ہے
داغ حسرت کو چراغ گور حاتم کیجیے

میکدہ مین دیکھیے چلکر طلسمات نہان
موج مے کو آج خط ساغر جم کیجیے

غمکدہ ہے دہر پھر کس کس کا یان غم کیجیے
مر گئی لاکھون جو اک دو ہو تو ماتم کیجیے

کیون بت بی دین تیغ ناز سی کرتا ہی قتل
کون مذہب مین روا ہی خون آدم کیجیے

ہوش آجاے ابھی دیوانہ کو تیری پری
کوئی سورہ مصحف رخسار سی دم کیجیے

فیض زرنجشی ہوا اشکون سے چشم زار کو
مر گیا تو کیا نہ ای دل رنج حاتم کیجیے

جام پر مے ہاتھ سی تو اپنے ساقی دے مجھے
میکدہ کو آج رشک محفل جم کیجیے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نام رہ جاتا ہی دنیا مین تواضع کی سبب
اپنی قامت کو خمیدہ مثل خاتم کیجیے

ہر طرف مصروف ہین زاہد نماز صبح مین
گردن مینا کو بھی لازم ہی اب خم کیجیے

زہد و استغنا و حلم و صبر ہین چارون وزیر
انتظام ملک ابراہیم ادہم کیجیے

جذبۂ معشوق سے افتادگی ہے بال و پر
کیون نہ حسرت کی نگاہین سوی شبنم کیجیے

دوستی وہ ہی نہو جسمین غرض کا شائبہ
روز روشن مین چراغ مردہ کا غم کیجیے

خاک در کی بند کرنے کا تو ہی شوق آپ کو
سینہ چاکون کی لیے بھی فکر مرہم کیجیے

ہوتی ہے کوتاہ شب آتی ہی جب فصل بہار
ہی بہار سبزۂ خط زلف کو کم کیجیے +

حال ناسخ کے پریشانی کی کیا نسبت اوسکو
آپ اپنی زلف کو کہتا ہے برہم کیجیے

غزلیات تصنیف ہرچند سرہنی

تیری مجنون کو صبا ہی سے ملی سب روشنی
نام روشن روشنائی سے جون حاتم کیجیے

سلسلہ زنجیر کے حلقون اسکے بہم ہون کیون
کاکل مشکین کو بل دیدی کے پر خم کیجیے

شاد بیٹھے ہین مر گئے ہین نام تک باقی نہین
غم نہ دل پر مرگ ابراہیم ادہم کیجیے

عارض گلرنگ اوس بت کو مین چومون اے خدا
یا خدا ایسا اشک میرا آب شبنم کیجیے

کتی قضا صیاد نے چڑھا طائر دل کیا ذبح
ہمصفیر و صبر ہین کیا اوسکا اب غم کیجیے

کب شہیدان ازل کو حاجت خراج ہے
زخم تخل کیواسطے کیا فکر مرہم کیجیے

خرج نے تقدیر ذ میری دیا ہے حکم یہ
روز ہجران کو بڑھا شب وصل کی کم کیجیے

اس پریشان دلکو ہرچند اور پریشانی نہو
ناز سے چہرہ پہ زلفون کو نہ برہم کیجیے

۱۴

ای شیخ و گبر سبحہ و زنار توڑیے
پر دل کسی بشر کا نہ زنہار توڑیے

پیر مغان کے جی مین ہے کعبہ بنائیے
بت نشہ شراب مین دو چار توڑیے

گردون کا طفل اشک نہ زنار توڑیے
رشتے کا اپنے تار نہ زنہار توڑیے

مے پینے میکدہ مین گئے ساقی تھا نہ دون
خم مے کے دلمین آیا کہ دو چار توڑیے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

چہرہ پہ خط وا ہے بزنگ سپر سیاہ
بس اب تو اپنی نازکی تلوار توڑیے

ہر سو دہان زخم سے سہتی رہے مدام
اک عمر رونے کا بھی نہ اب تار توڑیے

آیا مہ صیام علی الرغم محتسب +
روزہ شراب سی سر بازار توڑیے

ہم وحشیون کی پاون کو کانٹون سے کیا ہی آشنا
ہاتھون سی بھی گلون کی عوض خار توڑیے

ہی کسکو فہم زمزمہ ہای صریر کا
بس عندلیب کلک کی منقار توڑیے

یارون کی ہمسے دل شکنی ہوسکی کہان
یان پاس ہے نہ خاطر اغیار توڑیے

خرمہرسے بھی گوہر مضمون کی کم ہی قدر
بیٹھ کر اسکے
وہ وقت ہی کہ کلک گہر بار توڑیے

ہم جور چشم یار سے دم مارتے نہین
یعنی روا ہے کب دل بیمار توڑیے

یان دردسر خمار سی ہے وان دکان بند
ٹکرا کے سر کو اب در خمار توڑیے

ٹکراؤن وان جو سر تو وہ کہتا ہی کیا مجھے
صاحب نہ تم غریب کی دیوار توڑیے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

سنگین دلون کی غم مین مجھے سخت جانی ہے
آ جائے نہ زخم قاتلا تلوار توڑیے +

ہو یار دوش تا نہ تجھے جامۂ بدن
دست جنون سے اپنی ہر اک تار توڑیے

سو دل ہے سر مین سنگ دلون کا ہون پایمال
سر سے سر نگون سر بازار توڑیے

کانٹا لگا جو پاؤن مین بلبل نے یون کہا
ہے گل کا یادگار نہ یہ خار توڑیے

کر نغمہ گوئی باغ مین ای عندلیب دل
مرغان کی سنگ رشک سی منقار توڑیے

ای بحر حسن ہوکے تو اب مجھسے ہمکنار
جون فوج غم سے خاطر اغیار توڑیے

کیا وصف لعل لب کی در دندان کا لکھے
ای دل تو اپنا خامۂ دربار توڑیے

مرجائے کوئی دم مین جو مانگی سو دو کھلا
کب جئیگا تو کیون دل بیمار توڑیے

میخانہ بند ساقی نہین دل ہی کی طلب
کہتا ہے شوق دل در خمار توڑیے

کب تک رہی تو خانۂ دیدہ مین سیل اشک
مژگان کی اب تو چلنے کو دیوار توڑیے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

دم توڑتا ہی فرقت جانان مین اپنا کام
کچھ کوہ کن نہین مین جو کہسار توڑیے

ناسخ بقول افصح ہندوستان کبھی
زاہد کا دل نہ خاطر میخوار توڑیے +

جسم کو جی ہے گران سینے کو ہے دل بھاری
ہے وہ درپیش مجھے عشق کی منزل بھاری

اہل غفلت کا ہی ہر جزو بدن تک دشمن
ہاتھ بھی خواب مین ہی سینہ کو اک سل بھاری

ہو گیا سایہ دیوار مین دیوانہ بنا
اوس پریرو کی گلے سمجھا ہین عامل بھاری

یہ درای دل نالان سے صدا آتی ہے
ناقہ روح کو ہی جسم کا محمل بھاری

سر کے جز نیچے خورشید قیامت نہ کبھی
کیا مری رات ہی بے حور شمائل بھاری

ای دل زار نہ ڈر کوہ غم عشق سے تو
کہ او اخر ہے سبک اور اوائل بھاری

سحر پیدا جو ترے چاہ زنخدان سی ہوئی
رکھدیا سنگ بر وی چہ بابل بھاری

سرخ چہرہ نظر آتا ہی اسی باعث سے
عارض نازک جانان پہ ہوا تل بھاری

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

یا ہی جنون کی دل مین مرے عزم ہے یہی
پتھر کو روند کر سر کہسار توڑیے +

ہرچند گلرو یار سا پرہیزگار ہے
کہتا ہے جام نرگس میخوار توڑیے

۱۵

ضعف تپ ہجر سی ہے جان کو ہوا دل بھاری
کشور یار کی کٹھن ہوئی منزل بھاری

کیون نہ تل بھاری ہی نزاکت سی زنخدان کو ہو
ہی سر چاہ رکھی گویا یہ اک سل بھاری

میری قابو مین نہ آئے وہ پری ہی عیار
اوس شیشے مین اوتاری کوئی عامل بھاری

اس چمن مین نہ گران بار سبکسار ہین
جای غنچہ کا صبا چھوڑ کے محمل بھاری

اوس پریرو کی مجھے سایہ سی صحبت ہو جائے
لپٹا آسیب ہی بے حور شمائل بھاری

دل ابھی بھاری کیا بار غم ہجران نے
کیا ہوا آخر مین کہ ہی جسکا اوائل بھاری

مثل ہاروت یہ دل چاہ ذقن سی نکلے
خال سے سل ہی بر وی چہ بابل بھاری

سنگدل کا مری کیا حال نزاکت ہو بیان
بار صد کوہ سی بھی اوسکو ہوا اک تل بھاری

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

قید غفلت مین بھلا قطع ہو کیا راہ طلب
پاؤن مین خواب گران کی ہی سلاسل بھاری
رنج ہی گیسوی جانان ہجوم دل سے
شاخ سنبل کی تو نازک ہی عنادل بھاری
بار غم بحر محبت کی شناور کو نہین
دھار مین ہلکی ہے کشتی لب ساحل بھاری
ہی گران آج مرے ماہ کو گرمی سی نقاب
کیا ہی تجھ پہ ہے یہ رات ای مہ کامل بھاری
نہ سنا پر نہ سنا کیا ہی گران گوش ہین گل
ہو گئی نالون سی آواز عنادل بھاری
غفلت اس درجہ اوٹھاتی ہین سیہ کاری سے
کہ مری چشم سی ہے دانۂ فلفل بھاری
گرچہ ہی فکر سخن خاطر ناسخ کو گران +
لاکھ پر تو بھی ہی یہ شاعر کامل بھاری

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

عشق گل رو مین ہوا خار سے بھی تن لاغر
ہی رگ گل کی مری پا کو سلاسل بھاری
گل گلشن سی بھی نازک ہین تری گوش ای گل
کسطرح ہو نہ تجھے شور عنادل بھاری
آب دریا سی گران بار بھی کرتے ہین عبور
ناو ہو ریگ مین آ کر لب ساحل بھاری
جسم جبتک تھا ہلال آسا سبکدوشی تھی
بار تجکو ہوا ہو کر مہ کامل بھاری
کیا سنے کان دی گل بات چمن مین اونکے
نازکی سے ہی اوسی صوت عنادل بھاری
ناتوان ہون جو غم ہجر مین سنگین دل کے
لب اوٹھے کوہ سان ہے دانۂ فلفل بھاری
پوچھ ہرچند رہ یار کی منزل اوس سے
ہو جو اوس راہ کا رہبر کوئی کامل بھاری

٢٣

پیتی نہ آب بقا ہم شراب کے بدلے
شراب پیتے ہین ہم بلکہ آب کے بدلے
سیاہ شیخ ہوائی ہے کیا عجب اسکا
جو نکلے شب پرہ اب آفتاب کے بدلے +
کرے جو تو سیر خرابات دہر مین ای دل
تو جام بادہ ہی چشم پر آب کے بدلے +

مین جو پیون ہون لب میگون شراب کے بدلے
اور اشک دیدۂ تر پیون آب کے بدلے
نہ آیا شب کو وہ رشک سحر تھا وعدۂ وصل
تو آئی ہے شب تار آفتاب کے بدلے
نہ کیون ہو مردم دیدہ کو دیکھ بد مستی
ہی اشک خونین سی مے نوش آب کے بدلے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

نہین ہی بزم مین ساقی کو اب مزہ ہی
نمک شراب مین ڈالین کباب کی بدلے

کمال شوق ملاقات اوسنی لکھا ہے
چلون مین آپ ہی قاصد جواب کی بدلے

وہ رحم دل ہون کہ کہتا ہون تیغ موج نہین
تو میرے سر کو قلم کر حباب کے بدلے

شب فراق مین لیٹون اگر مین بستر پر
یقین ہی موت ہی آجائی خواب کی بدلے

ہر اک حسین یہی اے شہسوار کہتا ہے
لگائیے مری ابرو رکاب کے بدلے

نقاب اوٹھائی جو اوس گل نے اپنے چہرہ سے
ہزارون رنگ گل آفتاب کی بدلے

جو تیری دشت مین مجنون کبھی مین رہونگا
ترے گا خیمۂ لیلی حباب کی بدلے

مین ایکدم ابھی پیتا ہون محتسب خم کی
جو شرط چاہی تو شیشی شراب کی بدلے

ترے ہی وصف مین ای رشک ماہ ہی یہ غزل
ستارے ہون فقط انتخاب کی بدلے

جو دون تری لب میگون کو برگ گل سے مثال
کھینچے شراب گلون سی گلاب کی بدلے

غزلیات تصنیف ہرچند سرہندی

پھنسا ہی لخت جگر سوز حسن نمکین سے
غذا وہ داکو نہو کیون کباب کی بدلے

اوسے جواب کیا آئے مری سوالون کا
اسی سے خط نہین لکھا جواب کی بدلے

وہ نازکی ہے سے دست ہو ابھی چھو نہ سکے
ہین بحر حسن کی پستان حباب کے بدلے

بجای زندگی ہجر موت سے منظور
اب آئی دم کہین آنکھون مین خواب کی بدلے

وہ ماہ رو جو سوار سپ چرخ خوبی ہے
جو ہو ہلال عجب کیا رکاب کی بدلے

شرار سے اسکی ستارے ہی فلک پہ روشن ہین
نہ داغ دل کو مین دون آفتاب کی بدلے

صدف وہان در دندان ہین بحر خوبی کے
کیون سمجھون اوسکی نہ آنکھین حباب کی بدلے

کیا ساقی محتسب آئے گا میکدہ مین آج
بھرا ہے شیشون مین پانی شراب کی بدلے

لکھون ثنا جو تری اوس رخ کتابی کی
تو نقطے خال کے ہون انتخاب کی بدلے

نہ ہمسر اوس رخ گلگون سے ہو گل خورشید
نہ اوسمین آب بھی نکلے گلاب کی بدلے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

شعاع عارض دلدار کا یہ عالم ہے
کہ آفتاب ہے گویا نقاب کے بدلے

فراق یار مین بجلی نہین چمکتی ہے
غبار لشکر غم ہے سحاب کے بدلے

حصول علم سے کیا ہی جو ہی سو قسمت ہی
مین سرنوشت پڑھون اب کتاب کی بدلے

کیا نکلتے ہی طفلی سے عشق نی یہ ضعیف
کہ مجکو شیب دکھایا شباب کے بدلے

شب وصال یہ کوتاہ تھی کہ بس سرشام
طلوع مہر ہوا ماہتاب کے بدلے

فراق یار مین مانند شبنم و نرگس
سرشک ہین مری آنکھون مین خواب کی بدلے

کب اوسکی دیکھنے کی مثل آفتاب ہی تاب
شعاع حسن ہی موںھہ پر نقاب کی بدلے

جو آرزو ہے دلا ہاتھ آئے صید مراد
تو چاہیے ہی سکون اضطراب کی بدلے

ضرور پرورش جان ہی کیا تن آسانی
بط شراب ہو مرغ کباب کے بدلے

شراب ساقی کوثر سے مست ہون ناسخ
ثواب مجکو ملے گا عذاب کے بدلے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

چھپے نہ وہ رخ روشن عیان ہو برق صفت
سحاب گرچہ ہو موںھہ پر نقاب کی بدلے

ہو کشت خشک نہ کیون اوسکا آب سی سرسبز
جو چشم ترکو فلک سے سحاب کی بدلے

پڑھے ہی یہ دل پر درد اوسکو رو رو کر
سبق ہے قصۂ غم ہجران کتاب کی بدلے

ہی ضعف ایسا نکلتی نہین ہی موںھہ سی آہ
ہے عشق طفل مین میری شباب کی بدلے

نہ کیون سپہر کی ہو پر ضیا شب دیجور
جو لے وہ داغ جگر ماہتاب کی بدلے

نہ آیا پاس وہ ہمدم جگا مین ساری رات
اب آیا دم مری آنکھون مین خواب کی بدلے

چھپے نہ صبح عارض ہی زلف شبرنگ سی
وہ موئے زلف ہین موںھہ پر نقاب کی بدلے

ہے گرمی تپ ہجران تو نبض تیز چلین
طپان ہی دل مرا اب اضطراب کی بدلے

کرہی کیا مہ روکی ضیافت کہ خوان گرا ونمین
ہین نقل تارون کی رکھے کباب کی بدلے

اذیت ایسی نہ ہرچند ہو جہنم مین
عتاب یار ہے کافی عذاب کی بدلے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

گر تری بات کمر کرتی ہے بیتاب مجھے
خواب آلودہ نگہ کرتی ہے بیخواب مجھے
مست ہون مارے خوشی کے بخشی ابی ہے پیام
ہاتھ سے اپنے جو تو دے قدح آب مجھے
کوئی ایسا نہین دنیا مین ہوا ہجر نصیب
روز پروانہ جلاے شب سرخاب مجھے
چشم جانان ہی تصور مین کنول کے بدلے
عوض آنکھون کے غذا دیتی ہے تالاب مجھے
بعد مردن بھی رہائی نہین ممکن اس سے
ہوگیا چاہ ذقن حلقۂ گرداب مجھے
سجدے مین کرنے لگا جان کی ابرو تیرے
کسی مسجد کی نظر آئی جو محراب مجھے
ساتھ نہ یہ بھی نہین چاہیے مانند حباب
چھوڑ جانا ہی نہین اپنا سب اسباب مجھے
بیت جانان کے یہ سودے مین مین آ وارد ہون
خانۂ یار ہوا حلقۂ احباب مجھے +
شمع سان محفل عام مین ہو نہین شب بیدار
تار رونیکا جلا جاے رگ خواب مجھے
جوش گریہ سے ہے رندان مین گلی تک پانی
دوسرا طوق ہوا حلقۂ گرداب مجھے

غزلیات تصنیف ہرچند سردھنی

۱۲

کردیا فرقت مہ رو نے جو بیتاب مجھے
رات بھر شکل ستارون کی نہین خواب مجھے
آتش غم سے وہ بیتاب مجھے دیکھے اگر
کیون سمندر نہ کہے ماہی بے آب مجھے
دیکھو دن رات کی فرقت وہ مری کاش اگر
سمجھے مہجور سو آب سے سرخاب مجھے
ہے عجب پھول کھلے [illegible]
یون تو خشک آئے نظر حرج کا تالاب مجھے
صورت سیل روان اشک نے دہن کو کیا
بنگیا چاک گریبان کا بھی گرداب مجھے
جب در کعبہ مین ہم زاہدا پہونچے جاکر
ابروے یار کی یاد آگئی محراب مجھے
ہو نہین اس باغ مین اک شاخ شکستہ کی طرح
پھول پھل پتون سے حاصل نہین اسباب مجھے
کچھ نہین خوف عدو گرنہ کرے وقر مرا
دیتے تعظیم ہین سب مجمع احباب مجھے
غم مین اوس طالع بیدار کی بیخوابی ہے
خواب مین بھی نہین آتا ہے کبھی خواب مجھے
یان تلک تو نے رلایا ہے مین او بحر حسن
حلقۂ چشم ہوئے حلقۂ گرداب مجھے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

واعظا غم نہین دوزخ کی گرفتاری کا
بیقراری نے دیا عالم سیماب مجھے
پیاس مین یاد جو شبیر کی آئی ناسخ
گھونٹ کیونکر نہ لہو کی ہون دم آب مجھے

زار انتظار خط نے کیا اسقدر مجھے
پہچانتا نہین ہے مرا نامہ بر مجھے
شاخون کیطرح سایہ کو رکھتا ہون دوش پر
گر دیکھتا ہے دھوپ مین کوئی شجر مجھے
ہون وہ غمین کہ لب نہ ہنسی کی ہوان آشنا
دیوار قہقہہ بھی جو آئی نظر مجھے
دلمین بتون کی سوز محبت نے گھر کیا
گویا ہے دخل سنگ مین مثل شرر مجھے
مین سر پٹک پٹک کے مرون یعنی آجکہ
دکھلا دیا قضا نے ترا سنگ در مجھے
کعبہ مین جا کے بیٹھ رہونگا مین دیکھنا
تو دیر سے نکالیگا اے بت اگر مجھے
ممکن نہین سوای خدا علم غیب ہو
کیونکر صنم تری نظر آئے کمر مجھے
مرجاؤن بہشت مین الٰہی وصال سے
فرقت مین زیست کے ہو تمنا اگر مجھے

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

اے سینہ کی یہ بیتابی دل کافی ہے
کیمیا کے لیے کیا چاہیے سیماب مجھے
گردش چشم کی ہرچند ہوئی ہے دولاب
قطرۂ اشک بھی کوزۂ پرآب سے مجھے

۱۴۳

ہے شوق دید سبزۂ خط اسقدر مجھے
دیکھون اوسے جو کردے کوئی نامہ بر مجھے
شیرین ثمر جو بوسۂ سیب ذقن کا ہے
ہے باغ حسن مین قد جانان شجر مجھے
منظور چشمۂ سرمہ سلیمان کا نہین
ہے اوس پری کی خاک یہ مد نظر مجھے
جو سوز شعلہ رو سے پڑی داغ دلمین ہین
پیدا ہوئے ہین خرمن جان کو شرر مجھے
سجدے سے شکر کے کبھی اوٹھاتا نہ سر مرا
ملتا جو کاش یار کا وہ سنگ در مجھے
آجای جان قالب بیجان مین پھر نکیون
پہلو مین اپنے یار جگہ دے اگر مجھے
تار نظر کو کرتا کمر بند یار کا
پر کیا کرون نظر نہین آتی کمر مجھے
خوش ہو کی اوس سے جاؤن لپٹ سمجھون روز عید
اک شب بھی وصل مہ رو میسر ہو گر مجھے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

صندل کی سنجو ہے عبث فائدہ کیا
اک درد سر مین اور جو ہو درد سر تجھے
تھی اوسکی ہاتھ مین جو چھڑی اور قندقین
کیا شاخ خشک مین نظر آئے ثمر مجھے
روشن دونون رکھتے ہین نفرت سیاہ کا
مکروہ جیسے وصل کی شب ہی سحر مجھے
تری سنہری رنگ کا مجکو جو ہے جنون
اطفال کرتے ہین ہر خشت زر مجھے
ناسخ برنگ نکہت گل ہے سفر مرا
مرکب ہوا ہی دوش نسیم سحر مجھے

غزلیات تصنیف ہرچند

بند ہوا دو سر یہ اپنا ڈوبٹہ وہ صندلی
تا ہووی عمر بھر نہ کبھی درد سر مجھے
دیکھیں مجھے جیون آئینہ حیرت مین آیا دل
کیون نخل سرو مین نظر آئے ثمر مجھے
مانند بوی گل مین سبک لاغری سے ہون
لے چل چمن مین یار کے باد سحر مجھے
لجاے پیمبر کہین ہے آرزوے دل
مطلوب ہے نہ گنج سے دنیا کی زر مجھے
ہرچند چھوٹے زلف جو چہرہ کی ہر دو سو
آئے نظر میان دو شب اک سحر مجھے

۲۰

گم ہوا مین جیسے تیرا ابرو نظر آیا مجھے
آئینہ جب مین نے دیکھا تو نظر آیا مجھے
ہو گیا ہی تیری فرقت مین جہان ایسا سیاہ
ماہ نو بھی صورت ابرو نظر آیا مجھے
حلقۂ گیسو سی آنکھ اوسکی نظر آتی نہین
چین مین گویا کہ یہ ابرو نظر آیا مجھے
مین نے جانا یہ بھی ہی میری طرح فرقت نصیب
آنکھ مین جسکی کوئی آنسو نظر آیا مجھے
جورو پھرا چوٹی مین موباف ڈالا یار نے
سنبلستان گل شبو نظر آیا مجھے

برق سان تابندہ تیرا رو نظر آیا مجھے
مہر و مہ کے نور مین سے تو نظر آیا مجھے
شام وہ خوشتر تھی صبح عید سی جب شام کو
بام پر تیرا ہلال ابرو نظر آیا مجھے
آنکھ کی گردش تری یاد آگئی جب وحشیان
چوکڑی بھرتا کوئی آہو نظر آیا مجھے
غم مین کس گلرو کے رویا رات بھر شبنم سی
دیدۂ نرگس مین کیون آنسو نظر آیا مجھے
چہرۂ گلرنگ پر بینی کا جلوہ دیکھ کر
صحن گلشن مین گل شبو نظر آیا مجھے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

زعم ہین اپنے لپٹ کر یار سے سویا مین رات
دن ہوا تو تکیۂ پہلو نظر آیا مجھے

کس ادا سے آپ نے خالی کیا جام شراب
ساغر اپنی عمر کا مملو نظر آیا مجھے

شمع ہے فانوس مین یا جو ہین عکس شاخ گل
آستین سے یا ترا بازو نظر آیا مجھے

رشک قد یار سے جو سرو گلشن مین جلا
بیضۂ قمری وہین کو کو نظر آیا مجھے

گو اوسی گل سے گلستان جہان معمور ہے
پر نہ اکدن بھی بہ رنگ بو نظر آیا مجھے

نشہ کی ڈورے وہ چشم یار کی یاد آ گئے
دام مین صیاد کو کوئی آہو نظر آیا مجھے

جبکہ سمجھا تھا سویدا ہے وہ خال عنبرین
جای دل پہلو مین وہ مہرو نظر آیا مجھے

بیسری خود بینی بجاے مجمع عشاق ہے
یار کا آئینۂ زانو نظر آیا مجھے

فکر مین سوچے یہ مضمون وسی آتش ناک کی
انگشتی آئینۂ زانو نظر آیا مجھے

بعد مرگ ایسا تری موے کمر کا تھا خیال
جام کو ترہی جو دیکھا تو نظر آیا مجھے

غزلیات تصنیف ہرچند سروھنی

طائر دل لیکے دام زلف مین جا کر پھنسا
دیسے خالی آج کیون پہلو نظر آیا مجھے

اپنی چشم تر کو آئینہ مین ہنسنے دیکھا جب
کوزۂ آب بحر سے مملو نظر آیا مجھے

بلبلو سمجھا رگ گل سے بھی نازک تر اوسے
گلبدن کا اپنے جب بازو نظر آیا مجھے

قمری دل کو بھی اوس سرو روان کا عشق
نالہ و فریاد سے کو کو نظر آیا مجھے

جس چمن کو مین نے دیکھا تیرا ہی نیرنگ ہے
ہر گل تر مین برنگ بو نظر آیا مجھے

جبکہ دیکھا دو رپیچ ناف آہو چشم کا
چشم دل مین نافۂ آہو نظر آیا مجھے

پھول کر غنچہ کیطرح دل مرا گل گل ہوا
باغ مین جب بلبلو گلرو نظر آیا مجھے

عالم حیرت سے سر زانو سے اب اوٹھتا نہین
جسمین وہ آئینۂ زانو نظر آیا مجھے

دست حسرت سے مین زانو پیٹتا ہون رات دن
یار کا جس روز سے زانو نظر آیا مجھے

گو گرہ باریک تھی لیکن نظر ٹھہری وہان
ناف کی باعث کمر کا ہو نظر آیا مجھے

غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی

ساغر مے کی رہی اب کسکو حاجت ساقیا
اوس پری کا کاسۂ زانو نظر آیا مجھے

یہ تصور ہی کیا جسدم گریبان تار تار
ہاتھ مین محبوب کا گیسو نظر آیا مجھے

سب طرف سے دیدۂ باطن کو جب یکسو کیا
جسکی خواہش تھی وہی ہر سو نظر آیا مجھے

عکس ہونٹھون پر جو دونون ابرو نکا پڑ گیا
وہ صنم طفلی مین چار ابرو نظر آیا مجھے

شاید آ نکلے وہ خوش قد رشک کر ناسخ روان
سرو باغ اشک بر کنار جو نظر آیا مجھے

۱۴
بادہ کے مانند ساقی لے اوڑا پانی مجھے
کشتی مے ہوگئی تخت سلیمانی مجھے

اسقدر ای غم نہ میری استخوانون کو تو کھا
کرنی ہی اک دن سگ جانان کی مہمانی مجھے

کرتی ہی ضایع عبادت کو سیکاری مری
سجدہ مین حاصل نہین جز داغ پیشانی مجھے

اسقدر تو نے اوڑایا ہی مجھے باتون مین آج
ای پری زیبا ہی دعوائے سلیمانی مجھے

بنگیا بینش کا تاران دونون تار نگاہ
بسکہ آتا ہی نظر وہ روی نورانی مجھے

غزلیات تصنیف ہرچند سر دھنی

محو حسرت ہو زبان جون آئینہ بند ہوگئی
جب ترا آئینۂ زانو نظر آیا مجھے

مرغ دل کے پھانسنے کو سمجھا اک دام بلا
اوسکی رخسارون پہ جب گیسو نظر آیا مجھے

دور دل سے ہوگیا جسدم کہ وسواس دوئی
اک ترا جلوہ ہی پھر ہر سو نظر آیا مجھے

اوس رخ رشک قمر کو کسطرح تشبیہ دون
چہرۂ خورشید بے ابرو نظر آیا مجھے

اشک جاری دیکھ ہرچند آیا وہ شمشاد قد
سرو خوش قامت کنار جو نظر آیا مجھے

۹
غسل میت ہی مری سکے تیغ کا پانی مجھے
تختۂ تربت ہوا تخت سلیمانی مجھے

سوز سینہ سی کرون لخت جگر بریان کباب
ہی غم اوس شعلہ رو کی کرنی مہمانی مجھے

عالم نشہ مین ساقی سیر سحر حسن ہے
کشتی مے پر عرق ہی چین پیشانی مجھے

کیون نہو ن زیر نگین عشق پریرو سکے دیار
داغ دل سے ہوگئی مہر سلیمانی مجھے

داغ پنہانی مجھے ہی ماہ تابان سوز سے
کیون نظر آئے نہ تیرہ شمع نورانی مجھے

غزلیات تصنیف ہرچند سرودھی	غزلیات تصنیف ناسخ لکھنوی
اے دل پروانہ شمع رو یہ تو شیدا نہو	کب ہوا ساکن کمان کی خانۂ زنگین مین تیر
شمع روشن بزم مین ہے صورت فانی مجھے	رو کے کیا نقش و نگار عالم فانی مجھے
جیسے دیکھی لے مصور صورت تصویر یار	تھا مین عاشق جب غرور حسن دنیا مین تھا
ہو گئی ہے صورت تصویر حیرانی مجھے	سنگ مین آئینہ تھا ہے جیسے حیرانی مجھے
دیکھکر اوسکو دل غمگین کیونکر شاد ہو	قتل ہوتا ہون نہ مجھسے بد دماغی کیجیے
ہے ہلال عید رمضان چین پیشانی مجھے	تاب ہے تلوار کی موج جبین پیشانی مجھے
اشک کردانے ہین ہرچند مژہ کی انگشت مین	کیا سکروحی نے ناسخ کردیا رتبہ بلند
چشم تر نے دی ہے تسبیح سلیمانی مجھے	بوی گل ہون ہے صبا تخت سلیمانی مجھے

تمت بالخیر

واضح ہو کہ مسمی انوپ سنگھ میرا لڑکا ہے سرمایہ سخن فہمی کا رکھتا ہے جب اوسنے یہ دیوان دیکھا پسند کیا اسکی تعریف مین جو عبارت اور تاریخ اختتام کہی وہ ذیل مین لکھی گئی

از طرف انوپ سنگھ

اس دیوان کا نام شایستۂ ناسخ ہے کہ جوابی غزلیات ناسخ ہے ہر شعر مین رنگینی نمایان صورت گل ہے اور معنی مین نہان نغمہ بلبل ہے ہر مصرع تیغ ابرو ہے ہر سطر دام گیسو ہے نمکینی مضمون لب ہے نمکپاش جراحت جان و جگر ہے سرگرمی کلام آتش خیز ہے حسرت سے جسم شعلہ آب ریز ہے ہر دائرہ حرف کا جام مل ہے صہبای معانی سے لبریز بالکل ہے مطالعہ اس دیوان کا باعث اشتعال جانے ہے عمدگی کلام کی لا بیان ہے مطالعہ اسکا دل کی تلخی غم کھوتا ہے کام و زبان کو حلاوت شیرینی کی دیتا ہے

تاریخ تصنیف انوپ سنگھ

یہ دیوان ہے وہ ہو چمن منفعل	کہ پڑھ غنچۂ دل مثل گل جاے کھل
سن عیسوی مین ہے تاریخ ختم	جوابات موزون ہین مرغوب دل

۱۸۶۹ ع

تاریخ مصنف کی

اشعار کیا ہی دیوان کے رنگین عجب ہوئے	مثل اسکے خوش بہار گل باغ کب ہوئے
تاریخ سال ہجری جناب نے یہ لکھی	پورے دیوان آج ہرچند سب ہوئے (سنہ ہجری)

اور اطلاعاً یہ بھی تحریر کرتا ہوں کہ جسقدر میں ہرچند رای متخلص ہرچند نے ابتدا سے آج تک یعنی آخر ۱۸۷۷ع کے دیوان اور مثنویات وغیرہ تصنیف کئے وہ بطور فہرست ذیل میں تحریر ہوئے

نمبر شمار	نام مثنویات	تعداد	تعداد ابیات	نمبر شمار	نام مثنویات	تعداد	تعداد ابیات
۱	مثنوی گلزار نجار	۱	[illegible]	۱۱	مرغوب طبیعت	۱	[illegible]
۲	شبنم نامہ اسنای	۱	[illegible]	۱۲	دریاے سخن	۱	[illegible]
۳	افسانہ غم	۱	[illegible]	۱۳	مخزن شوق	۱	[illegible]
۴	نامۂ عشق	۱	[illegible]		میزان		[illegible]
۵	کشف الدقائق	۱	[illegible]	۱۴	مطلع جات	۲۶۷	[illegible]
	میزان	۱	[illegible]	۱۵	رباعیات	۵۳	[illegible]
	دیوانات			۱۶	مسدسات	۱۱	[illegible]
۶	رشک گلشن	۱	[illegible]	۱۷	مخمسات	۲۰	[illegible]
۷	شائستہ پاسخ	۱	[illegible]	۱۸	مثلثات	۱۰	[illegible]
۸	محبت منتظر	۱	[illegible]	۱۹	مستزاد	۶	[illegible]
۹	گلدستۂ سخن	۱	[illegible]	۲۰	رقعہ شوقیہ طرف عاشق کے معشوق کو	۲۰	[illegible]
۱۰	بہار شفقی	۱	[illegible]				

نمبر شمار	نام مثنویات	تعداد	تعداد ابیات
۲۱	رقعہ مثنویہ جواب عاشق کو طرف معشوق سے	۳	[illegible]
۲۲	مثنوی نصیحت کودکان کی	۱	[illegible]
۲۳	چیستان	۴۶	[illegible]
۲۴	مثنوی تعریف [illegible]	۱	[illegible]
۲۵	قصائد	۱۷	[illegible]
۲۶	بارہ ماسہ	۴	[illegible]
	علاوہ اسکے بارہ ماسہ داخل مثنوی افسانہ غم کے ہے اوسکی ابیات ان اشعار مین آ گئے ہین		
۲۷	مناجات	۲	[illegible]
	علاوہ اسکی ایک دیباچہ مثنوی افسانہ غم منسلک ہے اوسکی ابیات اوس مثنوی میں شمار ہوچکے		
۲۸	تواریخ دیوان اول	۳۰	[illegible]
	میزان کل اشعار کی		[illegible]
۲۹	علاوہ اسکی ۵۔ ورق نثر اردو کی لکھے ہین کہ اونمین حالات مندرجہ ذیل درج کیے ہین ریل گاڑی، تار برقی، سرک، مدرسہ کالج، نہر گنگ جمنا، ڈاک خانہ، شفاخانہ		

اور یہ بھی واضح ہو کہ منجملہ ان آٹھ دیوان ہای کے پانچ دیوان اور غزلیات استادان سابق کی بر بیت قافیہ ہر ایک شعر و نیز تعداد ابیات غزلون کی گئی ہر صفحہ کے اول غزلیات استادان موصوف کی بطرز اپنی ابیات کہی ہین

نمبر شمار	نام دیوان	نام استاد	تعداد غزلیات	تعداد ابیات
۱	شائستہ پاسخ	ناسخ صاحب لکھنوی	۱۴۷	[illegible]
۲	محبت منظر	جناب شاہ ظفر دہلی	۳۶۵	[illegible]
۳	بہار شفقی	جناب میر تقی صاحب دہلوی ملک الشعرا	۴۶۵	[illegible]
۴	مرغوب طبیعت	میان جرات لکھنوی	۱۲۰	[illegible]
۵	مخزن شوق	میان ذوق دہلوی	۱۱۹	[illegible]
	میزان کل		۱۲۲۴	[illegible]

خاتمۃ الطبع

بعد حمد و نعت کے سخن سرایان انجمن دانش و قافیہ سنجان نشیمن بینش پر پوشیدہ نہیں ہی کہ موزونی طبع
عزیزی و خلقی ہی لاریب یہ امر منجملہ مواہبات غیبی ہی کہ ہر رنگ کا مضمون جو مبدا فیاض سے سطح خاطر
شاعر پر مترشح ہوتا ہی ہر رنگ استعداد و صلاحیت طبع سے نہال سخن اوسکا ثمر ور ہوتا ہے شاہین فکر
شعرا کا کس درجہ تیز پرواز ہے کہ طائر مضمون تیز بازو کو بیک چشم زدن شکار انداز ہی ہر چند
سخنگوئی کا کوچہ سخت دشوار گذار ہے لیکن عجیب تر یہ بات ہی کہ بمقابلہ غزلیات دوسرے استاد کے
اوسی وزن اور قافیہ مین کہنا نیا طرز گفتار ہی استاد نے نیا ڈھنگ ڈالا ہی نئے انداز اور نرالے
رنگ کا کرشمہ شاعری دکھایا ہی سچ کہا ہی علی العموم ہر زبان آور کا یہ حصہ نہیں ہی کسی ذہرہ کو اس سے
بہرہ نہیں ہی بلکہ جسکی طبع خداداد کو فیض خاص ہی اوسیکو اس منصب کا اختصاص ہی بارے اندنون بفیض باری ایک نسخہ
دیوان عجیب البیان کہ جسکی ہر غزل موزونی و شیرین بیانی مین لاثانی ہے جسنے ایک شعر سنا علاوہ بانی تا شنا
بھی بول اوٹھے کہ صد آفرین ہی سبحان اللہ کیا کہنا کیسا کلام علاوہ بخش کام و زبان اہل ذوق ہی جسکا نام پیام شاہ یا سخن
ہی کیون نہو واہ واہ استاد طلیق اللسان سخنور شیوا زبان فکر ارجمند منشی [illegible] تخلص [illegible] کا کلام ہے
کہ اس سخنگوئی بمثال کی بڑی خوبی وہ یہ دیوان ہم بجواب غزلیات ناسخ لکھنوی برعایت تعداد ابیات ہر غزل انہین اوزان اور
اوسی قافیہ مین تصنیف فرمایا کہ ایک کالم مین غزلین حضرت ناسخ ہین اور دوسرے کالم مین ہم جنب مقابل اوسکے غزلیات مصنف
صاحب ہین انکی تصنیفات سے کتابین بہت ہین چنانچہ دیباچہ اس دیوان مین اونکی تمام و کمال کیفیت مندرج ہی
ازانجملہ رسالہ شبنم نامہ آفتابی افسانہ غم ـ کشف الدقائق ـ رشک گلشن ـ و اکثر غزلیات ہم غزل اساتذہ اردو گو
کی فرمائی ہین اور دیوان مرتب کیے ہین مانند دیوان محبت مظہر بجواب غزلیات شاہ ظفر دیوان بہار عشق بجواب
غزلیات میر تقی ـ دیوان غوث طبیعت بجواب غزلیات میان جرأت وغیرہ اس مصنف کامل الفکر کو اس سخنگوئی مین طبع خاص کی دستگاہ
و یدطولی حاصل ہی اور سوا اسکے مجموعہ محامد اوصاف کہنا چاہیے الحاصل یہ دیوان سابق الذکر حسب فرمائش مصنف موصوف بصحت مطابق
اصل بند التعمیر [illegible] منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ مطبع نامی [illegible] ماہ جون [illegible] مطابق
ماہ جمادی الآخر [illegible] ہجری [illegible] طبع سے آراستہ ہوا [illegible]

فہرست الفاظ غلط وصحیح بابت دیوان موسومہ شائستۂ پاسخ جوابی میان ناسخ

نمبر شمار صفحہ دیوان کا	نمبر شمار مصرعہ دیوان مصنف کا	الفاظ غلط	الفاظ صحیح	نمبر شمار صفحہ دیوان کا	نمبر شمار مصرعہ دیوان مصنف کا	الفاظ غلط	الفاظ صحیح
۳	۳ سطر	بنا	بنا	۶۸	۶	جیتی	جاگتی
۵	۸ مصرعہ	ہی	ہے	۷۷	۱۸	کی کا	ستی کی
۷	۱ مصرعہ	تپتا	پیتا	۸۶	۱۲	حبس	حسن
ایضاً	۱۱ مصرعہ	یار کی	پار کی	۱۰۱	۱۴	لکہنے سے رہ گیا	ہے
ایضاً	۱۹	کی جانب	لی چاہت	۱۰۶	۲	دل	دن
۱۰	۲۰	گندم	منہدم	۱۰۸	۵	اوٹھی	اونہی
۱۱	۹	قہر	مہر	ایضاً	۶	یار	تار
۱۴	۱۲	بین	بن	۱۱۹	۱۷	گیا	کیا
۱۶	۲۰	مزا	ترا	۱۲۱	۱۴	نازمین	نازنین
۲۲	۱۶	سول	ہول	۱۲۲	۱۲	تعصب	تغضب
۲۳	۷	سبب چشم	جیب چشم	۱۲۶	۹	بریان	پریان
ایضاً	۱۶	لیسو	گیسو	۱۲۷	۱۰	ہی	بھی
۳۲	۷	یاد	یار	ایضاً	۱۹	لکہنے سے رہ گیا	مین
۳۸	۱۶	طرف	صرف	۱۳۰	۱۴	چشم	جسم
۴۸	۱۲	جیب	جون	۱۳۱	۲	جسم	چشم
۶۲	۳	کیا	کہا	۱۳۴	۱	لیون	کیون
۶۳	۱۸	کرین	گھڑی	۱۴۴	۷	دلی	دی
۶۴	۱۹	نہ	یہ	۱۴۵	۲	مری	تری
۶۶	۴	کٹ گری	کب کرے	ایضاً	۱۰	کا	کو

نمبر صفحہ دیوان کا	نمبر شعار مصرعہ دیوان مصنف کا	الفاظ غلط	الفاظ صحیح
۱۴۸	۱۹	ہر گھڑی	پر بہری
۱۴۹	۵	کی	بی
ایضاً	۶	بڑا	ترا
۱۵۰	۱۹	نیک	تنگ
۱۵۳	۱	لیا	کیا
۱۵۷	۱	لی	کی
۱۶۲	۱	کہون	کیون
۱۶۷	۴	عشرت	حسرت
ایضاً	۵	الا ہو شتابہ	بیرق کی تابانہ
ایضاً	۱۰	قاتل	قابل
ایضاً	۱۴	ہر خانہ	بت خانہ
۱۶۹	۱۳	دشت	دست
۱۷۰	۱۱	رسوکی	اٹوگی
۱۷۴	۱۰	شیشہ	تیشہ
۱۸۸	۱۲	ہر تار	زنار
۱۸۹	۷	لکھنے سے رہ گیا ہے	وہ
۱۹۱	۱۸	سی	بہی
۱۹۵	۱۱	جسم	چشم
۱۹۹	۱۲	تابا	پاتا

نمبر صفحہ دیوان کا	نمبر شعار مصرعہ دیوان مصنف کا	الفاظ غلط	الفاظ صحیح
۲۰۰	۵	کو	تہ
۲۰۲	۱۴	لکھنے سے رہ گیا ہے	پر
۲۰۴	۱۱	جملا	چلا
ایضاً	۱۸	رشک	اشک
۲۱۳	۱۱	خراج	جراح
۲۱۴	۶	سبز و سبز نگون	سبز سنگ سبز نگون
۲۱۶	۸	باز	یار
۲۲۷	۱۴ سطر [illegible]	دیباچہ	خاتمہ

